ضیافت

فضائل، مسائل، احکام و آداب

مہمان نوازی کے فضائل، آداب، واقعات

مسلم دور اقتدار کی ضیافتیں

موضوع واقعات و روایات

مختلف افراد کی دعوتیں

مہینوں کے اعتبار سے کی جانے والی دعوتیں

بعد وفات کی دعوتیں

اغیار کی دعوتوں کے احکام و غیر مسلموں کے رسومات تہوار کی دعوتیں

مہمان نوازی کی کوتاہیاں اور منکرات ضیافت

مرتب

مُفتی احمد اللہ نثار قاسمی

ناظم دار العلوم رشیدیہ مہدی پٹنم، حیدر آباد

معاون

مولانا عبد القوی ذکی حسامی

استاذ دار العلوم رشیدیہ مہدی پٹنم، حیدر آباد

ناشر

دار العلوم رشیدیہ

زیر انتظام: رشیدیہ ایجوکیشنل چیاریٹیبل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ

ضیافت

فضائل، مسائل، احکام وآداب

مہمان نوازی کے فضائل، آداب، واقعات، مسلم دورِ اقتدار کی ضیافتیں، موضوع واقعات وروایات، مختلف افراد کی دعوتیں
مہینوں کے اعتبار سے کی جانے والی دعوتیں، بعد وفات کی دعوتیں، اغیار کی دعوتوں کے احکام وغیر مسلموں کے رسومات
تہوار کی دعوتیں، مہمان نوازی کی کوتاہیاں اور منکرات ضیافت جیسے عناوین پر مشتمل ایک جامع کتاب۔

مرتب

مفتی احمد اللہ نثار قاسمی

ناظم دارالعلوم رشیدیہ وصدر دارالافتاء والارشاد حیدرآباد

معاون

مولانا عبدالقوی ذکی حسامی

استاذ دارالعلوم رشیدیہ مہدی پٹنم، حیدرآباد

دارالعلوم رشیدیہ

زیر انتظام رشیدیہ ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ



انتساب

اس مختصر سعی کو اُس فیاض طبیعت کی حامل ذات اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کرتا ہوں کہ جس کے گھر میں دو دو ماہ تک چولھا نہیں سلگتا تھا لیکن مہمانوں کے لئے ہمیشہ دسترخوان اور بابرکت غذاء سے لبریز رہتا تھا۔

وہ زمانہ کا یتیم لیکن یتیموں کا سہارا

حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تفصیلات

نام کتاب	:	ضیافت فضائل،مسائل،احکام وآداب
مرتب	:	مفتی احمداللہ نثار قاسمی
معاون	:	مولانا عبدالقوی ذکی حسامی
سن اشاعت	:	طبع اول سنہ ۲۰۲۴ء
تعداد صفحات	:	۳۷۸
ناشر	:	دارالعلوم رشیدیہ مہدی پٹنم حیدرآباد

اجمالی فہرست

۞	**باب** : ضیافت کے فضائل واہمیت	۳۸
۞	**باب** : ضیافت کے احکام وآداب	۷۱
۞	**باب** : حضراتِ انبیاءؑ کی ضیافت کے مثالی واقعات	۱۳۱
۞	**باب** : حضرات صحابہ کی ضیافت کے مثالی واقعات	۱۳۷
۞	**باب** : حضرات صحابیات کی ضیافت کے مثالی واقعات	۱۴۷
۞	**باب** : اولیاء کرامؒ کی ضیافت کے مثالی واقعات	۱۵۳
۞	**باب** : مہمان نوازی پر منتخب اشعار	۱۶۷
۞	**باب** : مسلم دورِ اقتدار میں حکمرانوں کی ضیافت کا نظام	۱۷۳
۞	**باب** : ضیافت سے متعلق موضوع واقعات وروایات	۱۸۶
۞	**باب** : مروجہ دعوتوں کے اقسام واحکام	۲۰۲
۞	**باب** : مختلف مواقع پر کی جانے والی دعوتوں کے احکام	۲۳۷
۞	**باب** : مختلف افراد کی دعوتوں کے احکام	۲۵۵
۞	**باب** : مختلف مہینوں میں کی جانے والی دعوتوں کے احکام	۲۷۸
۞	**باب** : بعد وفات کی دعوتیں	۳۱۱
۞	**باب** : غیر مسلموں کی دعوتوں کے اقسام واحکام	۳۳۴
۞	**باب** : مختلف ہندوانہ تہواروں اور تقاریب کی دعوتوں کے احکام	۳۴۸
۞	**باب** : منکرات ضیافت	۳۵۴

تفصیلی فہرست

۞	تائیدی کلمات حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی دامت برکاتہم	۳۰
۞	تقریظ حضرت مولان مفتی ابوبکر جابر صاحب قاسمی دامت برکاتہم	۳۳
۞	عرض خاطر مفتی احمد نثار صاحب قاسمی	۳۵
	باب : ضیافت کے فضائل واہمیت	
۞	ضیافت کی لغوی تعریف	۳۹
۞	ضیافت کی اصطلاحی تعریف	۳۹
۞	میزبان کی لغوی تعریف	۳۹
۞	مہمان کی لغوی تعریف	۳۹
۞	لفظ مہمان ومیزبان کی مختلف زبانوں میں تعریف	۳۹
۞	دیگر مذاہب میں مہمان ومیزبان کا تصور	۴۰
۞	ضیافت کی اہمیت احادیث کی روشنی میں	۴۳
۞	مہمان کے اکرام کا حکم	۴۳
۞	مہمان کے اکرام پر جنت کی بشارت	۴۳
۞	مہمان کا حق	۴۳
۞	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہودی سے رقم لے کر مہمان کی ضیافت کرنا	۴۵
۞	مہمان نوازی سے گھر میں خیر وبرکت تیزی سے آتی ہے	۴۵

۞	مہمان کے لئے بستر الگ رکھے	۴۵
۞	رات کو آنے والے مہمان	۴۶
۞	مہمان کا اکرام کرنا عمدہ اخلاق کی نشانی	۴۶
۞	حضرت خدیجہؓ کی زبانی نبی ﷺ کی مہمان نوازی	۴۶
۞	مہمان کو اجازت ہے کہ وہ میزبان سے اپنا حق وصول کرے	۴۷
۞	فرشتے میزبان کے لئے دعا کرتے ہیں	۴۸
۞	آسمان پر سب سے جلدی پہونچنے والا صدقہ	۴۸
۞	مہمان نوازی مغفرت کا سبب	۴۸
۞	اسلام میں بہترین عمل بھوکے کو کھانا کھلانا	۴۹
۞	مہمان اپنا رزق لاتا ہے اور میزبان کے گناہ لے جاتا ہے	۴۹
۞	اللہ جس سے بھلائی چاہتا ہے اسکے پاس مہمان بھیجتا ہے	۵۰
۞	حضرت جبرئیلؑ سب سے پہلے مہمان کا رزق لاتے ہیں	۵۰
۞	مہمان نوازی پر فرشتے مسلسل دعا کرتے ہیں	۵۱
۞	مہمان نوازی نہ کرنا خیر سے محرومی	۵۱
۞	جو مہمان کو برا سمجھے اللہ اس کو برا سمجھے گا۔	۵۲
۞	کھانا نہ کھلانے پر اللہ کا بندے سے استفسار	۵۲
۞	ضیافت کے متعلق فقہی نقطۂ نظر	۵۳
۞	جمہور علماء کا نظریہ اور اس کی وجوہات	۵۵

۞	ضیافت کے متعلق اکابر واسلاف کے جامع اقوال	۵۶
۞	ضیافت ربانی صفت	۶۱
۞	دنیا میں ضیافت الٰہی کی شکلیں	۶۲
۞	مہمان زحمت نہیں رحمت ہے	۶۶
۞	اسلام میں کفارے کی صورت میں ضیافت کو عام کیا گیا	۶۷
۞	دنیا کی تہذیبوں میں اسلامی تہذیب کا امتیاز	۶۹
۞	مہمان نوازی اور موجودہ معاشرہ کی کوتاہی	۷۰

باب : ضیافت کے احکام وآداب

۞	دعوت دینے کا حکم	۷۲
۞	دعوت قبول کرنے کا حکم	۷۲
۞	دعوت قبول کرنے میں کیا نیت ہو؟	۷۳
۞	دعوت کا مقصد	۷۴
۞	کسی مسلمان کی دعوت سے متعلق زیادہ تحقیق نہ کرے	۷۵
۞	مہمان نوازی میں تکلف کرنے کی ممانعت	۷۵
۞	نیک ومتقی کی ضیافت کرے	۷۶
۞	فقراء کو بھی دعوت میں مدعو کرے	۷۶
۞	مدرسہ کی آمدنی سے مہمانوں کی ضیافت کرنا کیسا ہے؟	۷۷
۞	مسجد کی رقم سے جماعت کو دعوت دینا	۷۷

۞	کن صورتوں میں ضیافت قبول نہ کرے	۷۸
۞	ضیافت میں تین وجوہات سے قباحت پیدا ہوتی ہے	۷۸
۞	دعوت دینے میں ان لوگوں کا خیال رکھے	۷۹
۞	مہمان نوازی کے طریقے	۸۰
۞	دعوت کے بعد دعا مانگنے کا حکم	۸۱
۞	ہاتھ بغیر اٹھائے دعا کرنے کے متعلق	۸۲
۞	{میزبانی کے آداب}	۸۲
۞	مہمان کا استقبال خوش دلی سے کرنا چاہئے	۸۲
۞	مہمان کو سب سے اچھی جگہ بٹھائے	۸۴
۞	مہمان کے قیام کا انتظام کرے	۸۴
۞	مہمان کے سامنے یہ کام نہ کریں	۸۴
۞	مہمان پر نظریں نہ جمائیں	۸۵
۞	مہمان کی خدمت خود کرے	۸۵
۞	مہمان کی پسند کا لحاظ رکھے	۸۶
۞	مہمان کے حقوق	۸۶
۞	دسترخوان کیسے بچھایا جائے	۸۷
۞	مہمان کے سامنے کھانا کیسے پیش کرے	۸۸
۞	مہمانوں کو کھانے کی اجازت دینے کا طریقہ	۸۸

۞	مہمان کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھنا	۸۹
۞	مہمان کے پاس سے کھانا جلدی نہ اٹھائے	۸۹
۞	مہمان کوتکلیف دینے سے گریز کرنا چاہئے	۹۰
۞	مہمان کیلئے بستر الگ رکھنا	۹۱
۞	مہمان کوگھر کے دروازے سے الوداع کہنا	۹۱
۞	مہمان سے دعا کی درخواست کرنا	۹۲
۞	{مہمان کے لئے آداب}	۹۳
۞	میزبان کے گھر میں انتظامی طور پر ان امور کا لحاظ رکھیں	۹۳
۞	داخل ہوتے وقت سلام کریں	۹۴
۞	صاحب خانہ کی نشست گاہ پر نہ بیٹھیں	۹۵
۞	میزبان کے گھر میں کس طرح رہیں	۹۵
۞	میزبان کے گھر قیام کی مدت	۹۷
۞	میزبان کے گھر پر کھانے سے متعلق آداب	۹۷
۞	فرمائشیں نہ کرے	۹۸
۞	واپسی کے آداب	۹۸
۞	میزبان کیلئے دعا کرنا	۹۹
۞	کھانا کھانے کے آداب	۹۹
۞	کھانا چار طریقوں سے کھایا جاتا ہے:	۹۹

۞	تنہا کھانے کے آداب۔	۹۹
۞	کھانے سے پہلے درج ذیل سات آداب ملحوظ رہنے چاہئیں	۱۰۰
۞	وہ آداب جن کا تعلق عین کھانے کی حالت سے ہے	۱۰۲
۞	کھانے کے بعد کے آداب	۱۰۴
۞	اجتماعی طور پر کھانے کے آداب	۱۰۵
۞	کھانے کی پانچ صورتیں ہیں	۱۰۷
۞	وضوو غسل کے بعد کھانے کیلئے دوبارہ ہاتھ دھونا سنت ہے	۱۰۸
۞	کھانے سے پہلے ہینڈ سنیٹا ئزر سے ہاتھ صاف کرنا	۱۰۸
۞	کھانے سے پہلے بسم اللہ کا حکم	۱۰۸
۞	تسمیہ کے سلسلہ میں پانچ اہم مسائل	۱۰۸
۞	مہمان کا نمک وغیرہ میزبان سے مانگنا	۱۰۹
۞	کھانے کی ابتداء دائیں طرف سے	۱۰۹
۞	کھانے پر پھونک مارنا	۱۰۹
۞	رزق کا اکرام	۱۱۰
۞	کھانے کے بعد پلیٹ میں پانی ڈال کر اسے پی لینا	۱۱۰
۞	پانی پینے کے آداب	۱۱۰
۞	کھڑے کھڑے پانی پینے کا حکم	۱۱۱
۞	ممانعت والی روایت	۱۱۱

۞	جواز والی روایات	۱۱۲
۞	دونوں روایات میں تطبیق	۱۱۲
۞	ننگے سر کھانا کھانا	۱۱۳
۞	تکیہ لگا کر چارزانو بیٹھ کر کھانا کھانے کا حکم	۱۱۴
۞	کھانا کھانے والے کو سلام کرنا	۱۱۴
۞	کرسی پر بیٹھ کر کھانا کھانا	۱۱۴
۞	ڈائننگ ٹیبل پر کھانا کھانا	۱۱۶
۞	بازار میں چلتے پھرتے کھانا	۱۱۷
۞	کھانا کھاتے وقت اگر شہادت کی انگلی اٹھ جائے؟	۱۱۷
۞	ستر کھول کر کھانا کھانا	۱۱۷
۞	کھانے کے دوران اگر فقیر آئے تو کیا حکم ہے	۱۱۸
۞	دعوت میں عوام و خواص کا انتظام	۱۱۸
۞	میٹھا کھانے سے پہلے کھانا سنت ہے یا بعد میں؟	۱۱۸
۞	کھانے سے پہلے پھل فروٹ کھانا کیسا ہے؟	۱۲۳
۞	اکل طعامکم الابرار دعا کا حکم	۱۲۴
۞	کھانے کی ابتداء واختتام نمک پر اور روایات کی تحقیق	۱۲۴
۞	کھانے کے درمیان گفتگو کا حکم	۱۲۶
۞	مہمان نوازی میں چند کوتاہیاں	۱۲۷

۞	مہمان کے پاس کھانا لانے میں دیر کرنا	۱۲۷
۞	مہمان نوازی میں تکلف کرنا	۱۲۷
۞	مہمان کو کھلانے کیلئے دوسری جگہ لے جانا	۱۲۸
۞	مہمان کی خدمت سے عار کرنا	۱۲۸
۞	مہمان کو گھر کے اندر سے رخصت کرنا	۱۲۹
۞	ہر شخص کا الگ برتن میں کھانا	۱۲۹
۞	مہمان کے سامنے فون کا بلا ضرورت استعمال کرنا	۱۳۰
۞	کھانے کے بعد میزبان کا گھر میں دیر تک بیٹھے رہنا	۱۳۰
	باب : حضراتِ انبیاءؑ کی ضیافت کے مثالی واقعات	
۞	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مہمان نوازی کا انوکھا واقعہ	۱۳۲
۞	حضرت لوط علیہ السلام کی مہمان نوازی	۱۳۲
۞	حضرت شعیب علیہ السلام کی مہمان نوازی	۱۳۳
۞	حضرت یوسف علیہ السلام کی مہمان نوازی	۱۳۴
۞	حضرت ایوب علیہ السلام کی مہمان نوازی	۱۳۴
۞	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہمان نوازی کے چند واقعات	۱۳۵
	باب : حضرات صحابہ کی ضیافت کے مثالی واقعات	
۞	ضیافت اور حضرات صحابہؓ کا طرز عمل	۱۳۸

۞	حضرات صحابہؓ کی غیر مسلم قیدیوں کی مہمان نوازی	۱۳۸
۞	حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مہمان نوازی	۱۳۹
۞	انصاری صحابیؓ کا مہمان کی خاطر چراغ گل کر دینا	۱۴۰
۞	مذکورہ واقعہ سے متعلق اشکال وجواب	۱۴۲
۞	حضرت طلحہؓ کی مہمان نوزی	۱۴۲
۞	حضرت جابرؓ کی غزوۂ خندق میں مہمان نوازی	۱۴۳
۞	حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی مہمان نوازی	۱۴۴
۞	انصارؓ کی مہمان نوازی	۱۴۴
۞	حضرت علیؓ کا مہمان کے نہ آنے پر رونا	۱۴۵
۞	حضرت ثابتؓ کا مہمان روزہ دار کے لئے چراغ بجھا دینا	۱۴۵
۞	حضرات صحابہؓ کی مہمان نوازی دشمنوں کے لئے بھی	۱۴۵
باب: حضرات صحابیات کی ضیافت کے مثالی واقعات		
۞	حضرت ام معبدؓ کی مہمان نوازی اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ	۱۴۸
۞	مہمان کے اکرام میں ایک غیبی بکری دودھ اور شہد دینے لگی	۱۴۹
۞	حضرت سیدہ ام شریک دوسیؓ کی مہمان نوازی	۱۵۰
۞	حضرت سیدہ ام ایوب انصاریہؓ کی مہمان نوازی	۱۵۰

۞	حضرت اسماء بنت یزیدؓ کی مہمان نوازی	۱۵۱
۞	نئی دلہن صحابیہؓ کی مہمان نوازی	۱۵۲
باب : اولیاء کرامؒ کی ضیافت کے مثالی واقعات		
۞	حضرت حسن بصریؒ کا مہمان کے ساتھ سلوک	۱۵۴
۞	حضرت عمرؒ ابن عبدالعزیز کا مہمان کے ساتھ حسن سلوک	۱۵۴
۞	حضرت ابوالحسن انطاکیؒ کی مہمان نوازی	۱۵۴
۞	حضرت امام شافعیؒ کی مہمان نوازی	۱۵۵
۞	امام شافعیؒ کی امام زعفرانیؒ سے بے تکلفی	۱۵۷
۞	حضرت شیخ مجدد الف ثانیؒ کی مہمان نوازی	۱۵۷
۞	حضرت مولانا خواجگی امکنگیؒ کی مہمان نوازی	۱۵۷
۞	حضرت مولانا عبداللہ شاہ صاحب نقشبندیؒ کی مہمان نوازی	۱۵۸
۞	حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کی مہمان نوازی	۱۵۸
۞	حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی مہمان نوازی	۱۵۹
۞	شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ کی مہمان نوازی	۱۵۹
۞	حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کی مہمان نوازی	۱۶۰
۞	شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا کاندھلویؒ کی مہمان نوازی	۱۶۰
۞	حضرت مفتی شفیع صاحبؒ کی انوکھی دعوت	۱۶۱
۞	حضرت مولانا یوسف کاندھلویؒ کی مہمان نوازی	۱۶۱

۞	حضرت مولانا محمد علیؒ کی مہمان نوازی	۱۶۲
۞	حضرت مولانا شاہ ابرار الحق ہردوئیؒ کی مہمان نوازی	۱۶۲
۞	حضرت مولانا قاری صدیق باندویؒ کی مہمان نوازی	۱۶۳
۞	حضرت شیخ عبد الحق صاحبؒ کی مہمان نوازی	۱۶۴
۞	حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمیؒ کی مہمان نوازی	۱۶۴
۞	عرب کا مشہور سخی حاتم طائی کی مہمان نوازی	۱۶۴
۞	عربی غلام کی سو بکریوں سے مہمان نوازی	۱۶۵
۞	اہل غزہ کی مہمان نوازی بزبان اسد الدین اویسی (ایم پی)	۱۶۶

باب : مہمان نوازی پر منتخب اشعار

۞	استقبالیہ	۱۶۸
۞	آؤ دسترخوان بچھائیں مل جل سب کھانا کھائیں	۱۷۲
۞	بھائی پہلے ہاتھ تو دھولے کھانے میں بے کار نہ بولے	۱۷۲
۞	بسم اللہ جو بھولا کوئی اس نے ساری برکت کھوئی	۱۷۲
۞	داہنے ہاتھ سے کھانا کھانا بھولے بھتیا بھول نہ جانا	۱۷۲
۞	چھوٹے چھوٹے لقمے کھانا ہر لقمے کو خوب چبانا	۱۷۲
۞	چھین جھپٹ کھانے میں کرنا پیٹ میں ہے انگارے بھرنا	۱۷۲
۞	کچھ کچھ باہم کھانا اچھا کچھ بھوکے اٹھ جانا اچھا	۱۷۲
۞	کھانا کھا کر کام ہے سب کا شکر کریں سب اپنے رب کا	۱۷۲

باب : مسلم دورِ اقتدار میں حکمرانوں کی ضیافت کا نظام

۞	ما قبل اسلام اہل عرب کی مہمان نوازی	۱۷۴
۞	حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں مہمان خانے	۱۷۴
۞	خلیفہ حضرت عمرؓ کی قحط میں (۱/لاکھ ۷/ہزار افراد) کی مہمانی	۱۷۴
۞	سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کی مہمان نوازی	۱۷۵
۞	مسلمانوں کی مہمان نوازی کا مزاج ومذاق	۱۷۶
۞	عجیب وغریب مہمان نوازی	۱۷۶
۞	اہل ماوراء النہر کی مہمان نوازی	۱۷۷
۞	عہد مغلیہ کے لنگر خانے	۱۷۸
۞	محمد شاہ عادل کا لنگر خانہ	۱۷۸
۞	شاہان مغلیہ کے لنگر خانے	۱۷۹
۞	صدیوں پرانی روایت لنگر خانے اور دسترخوان	۱۷۹
۞	امیر خسرو کے نانا کی دعوت	۱۸۲
۞	امیر شہر کی دعوت میں ابن بطوطہ کی شرکت	۱۸۳
۞	اورنگ زیب عالمگیرؒ کے عہد میں مہمان نوازی	۱۸۳
۞	اورنگ آباد کے صوبہ دار کی ضیافت	۱۸۵
۞	اہل گجرات کی انوکھی ضیافت	۱۸۵

باب : ضیافت سے متعلق موضوع واقعات وروایات

۞	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مشہور واقعہ	۱۸۷
۞	ہدہد کی انوکھی دعوت	۱۸۷
۞	حضرت سلیمان علیہ السلام کا ساری مخلوق کی دعوت کرنا	۱۸۸
۞	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مشرک مہمان کا بستر دھونا	۱۸۹
۞	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سخاوت پر جنت میں ولیمہ کی دعوت	۱۸۹
۞	حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت فاطمہؓ کی دعوت کا قصہ	۱۹۲
۞	مہمانوں کے ساتھ بلاؤں کا گھر سے چلے جانے والی روایت	۱۹۴
۞	مہمان نوازی سے متعلق موضوع روایات	۱۹۵
۞	ایک تا دس مسلمانوں کی ضیافت کا ثواب والی حدیث کی تحقیق	۱۹۸
۞	حدیث مسلسل بالضیافت	۲۰۰
۞	میزبان اور جہنم کے درمیان سات خندقیں	۲۰۱

باب: مروجہ دعوتوں کے اقسام واحکام

۞	دعوت کے مختلف اقسام	۲۰۳
۞	ولیمہ، خرس، اعذار، وکیرہ، نقیعہ، وضیمہ، عقیقہ، مادبہ	۲۰۳
۞	ختنہ کی دعوت کا حکم	۲۰۴
۞	ختنہ کی دعوت کے منکرات	۲۰۶

۞	ختنہ کی دعوت اور شرکاء سے انعام قبول کرنا؟	۲۰۷
۞	چھٹی کی دعوت	۲۰۷
۞	چھٹی کی دعوت کے مقاصد	۲۰۷
۞	چھٹی کی دعوت میں شرکت کا حکم	۲۰۸
۞	لڑکی بالغ ہونے پر دعوت اور اس میں شرکت کا حکم	۲۰۹
۞	منگنی کی دعوت	۲۱۰
۞	مروجہ منگنی میں کئی گناہوں کا صدور	۲۱۱
۞	منگنی کی دعوت میں شرکت کا حکم	۲۱۷
۞	نکاح کی دعوت	۲۱۷
۞	ولیمہ کی دعوت اور اس کی شرعی حیثیت	۲۱۸
۞	ولیمہ اور نکاح کی دعوت مشترکہ طور پر کرنے کا حکم	۲۲۰
۞	ولیمہ کے علاوہ دعوتوں کا حکم	۲۲۲
۞	چھوٹے ولیمہ کی دعوت	۲۲۳
۞	لڑکی والوں کی طرف سے ولیمہ کی دعوت کا حکم	۲۲۴
۞	جمعگی کی دعوت	۲۲۶
۞	گود بھرائی کی دعوت	۲۲۷
۞	گود بھرائی کا مطلب	۲۲۷
۞	گود بھرائی کی ایک قسم	۲۲۸

۞	گود بھرائی کی دعوت میں شرکت کا حکم	۲۲۹
۞	برائیڈل شاور کا حکم ((BRIDAL SHAWAR	۲۲۹
۞	سالگرہ کی تاریخ	۲۳۰
۞	منکرات سالگرہ	۲۳۱
۞	سالگرہ کی دعوت کا حکم	۲۳۱
۞	سالگرہ پر ملنے والا تحفہ یا رقم استعمال کرنے کا حکم	۲۳۴
۞	گھر بھرائی کی دعوت کرنا	۲۳۴
۞	گھر کی تعمیر پر بکرا ذبح کرکے دعوت کرنے کا حکم	۲۳۴
۞	فاتحہ کی دعوت	۲۳۵
باب: مختلف مواقع پر کی جانے والی دعوتوں کے احکام		
۞	اجتماعی قرآن خوانی کی دعوت	۲۳۸
۞	نئے مکان کی خوشی میں دعوت کا حکم	۲۴۰
۞	نئی مسجد کی تعمیر پر دعوت کرنا	۲۴۱
۞	حج پر جانے سے پہلے دعوت	۲۴۲
۞	حج سے واپس آکر دعوت کرنا	۲۴۳
۞	بارش کے لئے چندہ کرکے نیاز کرنے کی دعوت کا حکم	۲۴۴
۞	ناظرہ وحفظ قرآن کریم کی تکمیل پر دعوت	۲۴۵
۞	جلسۂ دستار بندی پر دعوت وشیرینی وغیرہ کا انتظام کرنا	۲۴۵

۞	اختتام سال طلبہ سے چندہ جمع کر کے دعوت کرنا	۲۴۵
۞	دینی مدارس میں کتابوں کے اختتام پر دعوت طعام و ناشتہ	۲۴۶
۞	اجتماعی رقم سے دعوت کا حکم؟	۲۴۶
۞	ہر جمعہ دعوت کا اہتمام	۲۴۷
۞	ختم قرآن کے وقت متولی مسجد کی طرف سے دعوت	۲۴۸
۞	سفر سے واپسی پر دعوت	۲۴۸
۞	روزہ کشائی کی دعوت	۲۴۸
۞	''جان کے بدلے جان'' کے بکرے کی دعوت	۲۴۹
۞	اجتماعات میں مہمانوں کا کھانا فروخت کرنے کا حکم	۲۵۰
۞	کار خیر کی خوشی میں دعوت	۲۵۰
۞	قرعہ اندازی کی دعوت	۲۵۱
۞	مشتبہ دعوت کا حکم	۲۵۱
۞	بغیر دعوت کے کسی کو اپنے ساتھ لے جانا؟	۲۵۱
۞	بن بلائے دعوت میں شرکت کا حکم	۲۵۳
۞	میزبان کی اجازت کے بغیر کسی کو کھلانا	۲۵۳
۞	ہوائی جہاز کا گوشت اور سبزی وغیرہ کھانا	۲۵۴
باب: مختلف افراد کی دعوتوں کے احکام		
۞	معاونین مدرسہ کی مدرسہ کے فنڈ سے دعوت کرنا	۲۵۶

۞	دوست سے زبردستی دعوت یا مٹھائی کھانا	۲۵۶
۞	رضامندی کے بغیر اس کا مال حلال نہ ہونے کی تشریح	۲۵۶
۞	نابالغ بچے کی طرف سے دعوت میں بالغوں کا شریک ہونا	۲۵۷
۞	بچوں کے مال سے دعوت کھانے کا حکم	۲۵۷
۞	مختلف فیہ مسئلہ میں مفتی صاحب کا دعوت قبول کرنا	۲۵۸
۞	طفیلی کی دعوت میں شرکت کا حکم	۲۵۸
۞	جس غریب کو سود کی رقم دی گئی، اس کی دعوت قبول کرنے کا حکم	۲۵۹
۞	سود خور کی دعوت	۲۵۹
۞	سودی کاروبار کرنے والے کی دعوت کا حکم	۲۶۰
۞	رشوت خور کی دعوت	۲۶۰
۞	حرام آمدنی والے کی دعوت قبول کرنے کی تفصیل	۲۶۰
۞	خاندانی تعلقات کی خاطر حرام آمدنی کی دعوت میں شرکت کرنا	۲۶۱
۞	مخلوط دعوت کا حکم	۲۶۲
۞	اسلامی بینک کی آمدنی رکھنے والے کی دعوت کا حکم	۲۶۳
۞	بینک ملازم کی دعوت قبول کرنے کا حکم	۲۶۴
۞	بینک میں فکس ڈپازٹ کرنے والوں کی دعوت قبول کرنا	۲۶۵
۞	روزہ نہ رکھنے والے کی دعوت افطار قبول کرنا	۲۶۵
۞	حرام کمانے والے شخص کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانا	۲۶۶

۞	گڑیا اور تصویر بیچنے والے کے یہاں کھانا	۲۶۶
۞	گٹکا تمباکو فروش کی دعوت	۲۶۶
۞	طوائف کے یہاں دعوت کھانا	۲۶۷
۞	زانی کے گھر کی دعوت	۲۶۷
۞	ولدالزنا کی دعوت	۲۶۷
۞	قاتل کی دعوت کا حکم	۲۶۸
۞	شرابی کے ساتھ کھانا پینا	۲۶۸
۞	گانجا فروش کے گھر کھانا کھانا	۲۶۸
۞	مسلمان دھوبی کے گھر کا کھانا	۲۶۸
۞	مسلمان حجام اور خاکروب کا کھانا کھانا	۲۶۹
۞	ہیجڑے کے گھر کا کھانا کھانا	۲۶۹
۞	فقیر اگر مانگے ہوئے پیسوں سے دعوت کرے؟	۲۶۹
۞	پولیس کی دعوت اور اس کے گھر دعوت کھانا	۲۷۰
۞	وکیلوں کے گھر کا کھانا کھانا	۲۷۰
۞	فاسق کی دعوت قبول کرنا	۲۷۰
۞	ڈاکیہ کی دعوت قبول کرنا	۲۷۱
۞	اسقاط کرنے والی لیڈی ڈاکٹر یا کرانے والی عورت کی دعوت	۲۷۱
۞	دودھ میں پانی ملا کر فروخت کرنے والے کی دعوت	۲۷۱

۞	قصاب کی دعوت قبول کرنا	۲۷۲
۞	چمار کے گھر کا پکا ہوا کھانا	۲۷۲
۞	رہن کی آمدنی سے دعوت	۲۷۲
۞	تارک زکوۃ کی دعوت	۲۷۲
۞	مردار کی خرید وفروخت کرنے والے کے یہاں کھانا	۲۷۲
۞	مردار کی کھال وہڈی فروخت کرنے والے کی دعوت	۲۷۳
۞	غیر مسلم خنزیر کے بالوں کا برش بنانے والے کی دعوت	۲۷۳
۞	زنا کی خصلت والی لڑکیوں کے ہاتھ کا کھانا	۲۷۳
۞	آوارہ عورت کے گھر کا کھانا	۲۷۳
۞	خلاف شرع امور کے مرتکب اور ریاکار کی دعوت کا حکم	۲۷۴
۞	بدعتی کی دعوت قبول کرنے کا حکم	۲۷۴
۞	منہار کی دعوت کھانا	۲۷۴
۞	مُرتَد کے یہاں جا کر دعوت کھانا کیسا ہے؟	۲۷۴
۞	قادیانی کی دعوت قبول کرنا	۲۷۵
۞	شیعہ کی دعوت قبول کرنا	۲۷۵
۞	شیعہ کے گھر کا کھانا	۲۷۶
۞	شیعوں کے ولیمہ کی دعوت میں شرکت کرنے کا حکم	۲۷۶
۞	شیعہ اور بوہری کے ہاتھ کا بنا ہوا کھانا کھانا	۲۷۷

۞	اہل تشیع کے ہوٹل میں کھانا کھانا	۲۷۷
۞	عیسائی یا یہود کے گھر یا اس کے ساتھ کھانا کھانا	۲۷۷
۞	انگریز مہمان کو خنزیر کا گوشت کھلانا	۲۷۷
باب: مختلف مہینوں میں کی جانے والی دعوتوں کے احکام		
۞	محرّم کے کھچڑے کی دعوت	۲۷۹
۞	محرم الحرام میں لگے سبیل کا شربت پینا	۲۸۰
۞	دس محرم کی دعوت	۲۸۰
۞	عاشورا کے دن دیگر اشیاء میں وسعت کا حکم	۲۸۱
۞	عاشورا کی شیرینی کھانے کا حکم	۲۸۲
۞	عاشورا کے دن ضیافت کا حکم	۲۸۲
۞	عاشورا کا کھانا رات میں کھلانے کا حکم	۲۸۲
۞	میلاد کی دعوت	۲۸۳
۞	مزارات پر لنگر کی حقیقت	۲۸۴
۞	مزار پر چڑھائی ہوئی چیزیں کھانا	۲۸۶
۞	مکان پر پہنچے تو پتہ چلا کہ برسی یا چالیسواں کا کھانا ہے؟	۲۸۶
۞	لنگر کی بدعات	۲۸۶
۞	قوالی اور عرسوں کا حکم	۲۸۷
۞	قوالی اور عرسوں کا کھانا	۲۹۱

۞	عرس میں شرکت کا حکم	۲۹۱
۞	عرس کی شیرینی کا حکم	۲۹۳
۞	عرس کے موقع پر لنگر کے نام کا کھانا کھانا؟	۲۹۳
۞	گیارہویں کی رسم شرعی احکام سے متصادم	۲۹۴
۞	گیارہویں کی ابتداء	۲۹۴
۞	رسمِ گیارہویں میں چند خرابیاں	۲۹۶
۞	گیارہویں شریف اور اس کے کھانے کا حکم	۲۹۷
۞	مولانا مودودی صاحبؒ کا موقف	۲۹۸
۞	حضرت شیخ جیلانیؒ کی ہی گیارہویں کیوں؟	۳۰۰
۞	کیا گیارھویں کی نیاز کا کھانا (ما اُہل لغیر اللہ) میں داخل ہے؟	۳۰۲
۞	شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی وفات کے دن بکرا ذبح کرنا	۳۰۲
۞	رجب کے کونڈوں کی دعوت	۳۰۳
۞	پندرہویں شعبان کی دعوت	۳۰۵
۞	پندرھویں شب کے تعلق سے لوگوں کا عقیدہ	۳۰۶
۞	شبِ براءت کے موقع پر خصوصی کھانے کا اہتمام کرنا	۳۱۰
۞	انجان آدمی کی دعوت افطار	۳۱۱

باب: بعد وفات کی دعوتیں

۞	بعد وفات کی دعوتیں	۳۱۲

۞	جنازہ کے ساتھ میٹھے چاول پکا کر لے جانا	۳۱۳
۞	تدفین کے بعد مرحوم کے گھر فاتحہ پڑھنا اور شیرینی تقسیم کرنا؟	۳۱۳
۞	تین دن کے بعد زیارت کے کھانے کا حکم	۳۱۳
۞	مرنے کے بعد ’’کونڈ‘‘ کا کھانا کھلانا	۳۱۳
۞	مرنے کے بعد چنوں پر کلمہ پڑھوا کر کھلانا؟	۳۱۴
۞	وفات کے بعد کے جمعہ میں چنے پر کلمہ خوانی کی دعوت	۳۱۴
۞	مُردوں کے نام پر مسجد میں دئے گئے کھانے کا حکم	۳۱۵
۞	ایصال ثواب کا کھانا خود گھر والے کھا سکتے ہیں یا نہیں؟	۳۱۶
۞	چنے اور الائچی دانوں پر کلمہ طیبہ پڑھنا اور ان کو کھانا؟	۳۱۶
۞	چوپہر کا کھانا	۳۱۶
۞	میت کے ایصالِ ثواب کے لے ختم قرآن کی دعوت	۳۱۷
۞	دسویں، گیارہویں اور چہلم وغیرہ کی دعوت	۳۱۷
۞	برسی کی دعوت	۳۲۰
۞	دعوت میت کا شرعی حکم	۳۲۱
۞	دن مقرر کرنے کی حیثیت	۳۲۳
۞	اہل میت کے لئے ہوٹل سے کھانا منگوا کر دینا	۳۲۷
۞	امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ	۳۲۸
۞	سیوم کی حقیقت اور اس کی دعوت	۳۲۹

باب: غیر مسلموں کی دعوتوں کے اقسام واحکام

۞	غیر مسلم کے ساتھ کھانا	۳۳۵
۞	ہندو کے گھر کی چیزیں کھانا	۳۳۵
۞	غیر مسلم کی دعوت	۳۳۶
۞	غیر مسلم کو دعوت دینا	۳۳۸
۞	غیر مسلم کے افطار کی دعوت	۳۳۸
۞	غیر مسلم کی شادی کی دعوت قبول کرنا	۳۴۰
۞	غیر مسلم کی افطار پارٹی قبول کرنا	۳۴۰
۞	حرام پیشہ ور غیر مسلم کی دعوت کھانا؟	۳۴۱
۞	کیا غیر مسلم کا جھوٹا نجس ہے؟	۳۴۲
۞	غیر مسلم کے گھر جا کر دعوت کھانا	۳۴۳
۞	ہندو کے ارسال کردہ کھانے کا حکم	۳۴۴
۞	مسجد کی انتظامیہ افطار میں غیر مسلم کی دعوت قبول کرنا	۳۴۴
۞	ہندو کی دوکان سے گوشت خرید کر استعمال کرنا	۳۴۶
۞	غیر مسلم کے ہوٹل کا کھانا	۳۴۶
۞	غیر مسلم ممالک سے درآمد شدہ بند ڈبوں کے گوشت کا حکم	۳۴۶
۞	غیر مسلموں کی دعوت اور مشرکانہ رسم کا شبہ	۳۴۶
۞	گردوارے پر تیار کیا ہوا حلوہ کھانا کیسا ہے	۳۴۷

باب: مختلف ہندوانہ تہواروں اور تقاریب کی دعوتوں کے احکام

۞	دیوالی کے موقع پر دی جانے والی مٹھائی کھانے کا حکم	۳۴۹
۞	مورتی یا گنیش پر رکھی پرساد کھانے کا حکم	۳۴۹
۞	سرادھ کھانا جائز نہیں	۳۵۰
۞	کرسمس کی مٹھائی یا دعوت کا حکم	۳۵۰
۞	نوراتری کی دعوت	۳۵۱
۞	دسہرہ کی مٹھائی کا حکم	۳۵۲
۞	غیر مسلموں کے مذہبی تہوار میں شرکت	۳۵۲

باب: منکرات ضیافت

۞	معصیت کے کاموں پر مشتمل تقاریب میں شرکت	۳۵۵
۞	دیر رات کی دعوتیں	۳۵۶
۞	تقریبات میں رقص	۳۵۹
۞	دعوت میں فوٹو گرافی کرنا	۳۶۰
۞	خواتین کے دسترخوان پر مرد ویٹر	۳۶۰
۞	سڑکوں پر دعوت کرنا	۳۶۱
۞	شادی کی دعوت میں ۳۰-۴۰ قسم کے کھانے تیار کرنا؟	۳۶۲
۞	اسراف وتبذیر	۳۶۳

۞	بے صبری	۳۶۴
۞	ضرورت سے زیادہ کھانا	۳۶۴
۞	دعوت میں قصہ گویوں اور لطیفہ بازوں کی شرکت	۳۶۵
۞	برتن کی صفائی پر توجہ نہ دینا	۳۶۵
۞	بے غیرتی کی دعوتیں	۳۶۶
۞	جس دعوت میں ناچ گانا ہو اس میں شرکت	۳۶۷
۞	اجتماعی دسترخوان سے لوگوں کو کھاتے ہوئے چھوڑ کر اٹھنا	۳۶۷
۞	فہرست مصادر	۳۶۹
۞	مرتب کی کتابیں	۲۷۶

تائیدی کلمات

حضرت مفتی ابوالقاسم نعمانی صاحب دامت برکاتہم

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

پیش نظر کتاب ''ضیافت فضائل،مسائل،احکام وآداب'' جناب مفتی احمد اللہ نثار صاحب کی اپنے موضوع پر ایک جامع اور مفید معلومات افزاء تصنیف ۔جس میں ضیافت کے فضائل اور آداب واحکام کے ساتھ امت کے اعیان،اکابر اور مشائخ کے مہمان نوازی کے واقعات ،نیز مختلف مواقع کی دعوتوں کے احکام اور بہت سے ایسے مسائل کی نشاندہی کی گئی ہے،جن سے عام طور پر لوگ واقف نہیں ہوتے نہ ان کی جانب توجہ کی جاتی ہے۔

امید ہے کہ یہ کتاب ضیافت اور مہمان نوازی کے موضوع پر ایک مفید تصنیف قرار پائے گی۔

(مفتی) ابوالقاسم نعمانی غفرلہ (صاحب دامت برکاتہم)

مہتمم دارالعلوم دیوبند

۱۰/۶/۱۴۴۵ھ

۲۴/۱۲/۲۰۲۳ء

تقریظ

حضرت مولانا عبدالقوی صاحب دامت برکاتہم

ناظم ادارہ اشرف العلوم ٹرسٹ حیدرآباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم - وبہ نستعین

اپنے مہمان کا اکرام و اعزاز عام انسانی نفسیات کے تقاضوں میں تو شامل ہے ہی، لیکن اسلام نے اس سلسلے میں بطور خاص مسلمانوں کی رہنمائی کی ہے، مہمان نوازی کی ترغیب دی ہے، اسے خود میزبان کے لیے خیر و برکت کا سبب بتلایا ہے، مہمان کا احترام کرنا اس کا حق قرار دیا ہے، حد یہ ہے کہ مہمان نوازی کو ایمان کے تقاضوں میں شامل کر دیا گیا ہے۔ صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ من کان یؤمن باللّٰہ والیوم الآخر فلیکرم ضیفہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن کے حق ہونے پر ایمان رکھتا ہے اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے مہمان کا احترام کرے۔ ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تیرے مہمان کا بھی تجھ پر حق ہے (کہ تو اس کا اکرام کرے) خود حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اسلام سے قبل کی جو خاص صفات بیان کیں اور جن کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کسی حادثے کا اندیشہ نہ ہونے کا ذکر کیا ان صفتوں میں ایک ''مہمان نوازی'' بھی ہے۔ جب مہمان نوازی تقاضۂ فطرتِ انسانی ہونے کے علاوہ ایک اسلامی تعلیم اور نبوی صفت بھی ہے تو اس کے بارے میں حدود و قیود، آداب و احکام اور تہذیب و تمدن سے واقف ہونا بھی ہر مسلمان کے لیے لازم اور ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے مولانا مفتی احمد اللہ نثار صاحب قاسمی زید فضلہٗ کو کہ انہوں نے اس موضوع کا انتخاب کیا اور اپنے رفقائے کار کی مدد سے 361 صفحات پر مشتمل ایک مستقل کتاب تیار کر دی، جس میں ضیافت سے متعلق

فضائل؛ مسائل؛ احکام اور آداب کے مرکزی عنوانات کے تحت متعلقہ تمام تفصیلات جمع کر دی ہیں، مسنون؛ مندوب؛ ممنوع تمام ہی قسم کی دعوتوں کا شرعی حکم بھی واضح کر دیا گیا ہے، دلچسپ واقعات نے اس کتاب کو مزید دلچسپ بنا دیا ہے۔ دعا ہے کہ حق تعالیٰ موصوف کی اس کاوش کو شرف قبول عطا فرمائے اور امت مِسلمہ کو اس اسلامی تعلیم اور مومنانہ وصف سے متعلق احکام سے باخبر فرمائے، آمین۔

والسلام علی النبی الکریم

(حضرت مولانا) محمد عبد القوی غفرلہ (صاحب دامت برکاتہم)

الرابع من ربیع الاول المنور ۱۴۴۶ھ

تقریظ

مفتی ابو بکر جابر صاحب قاسمی دامت برکاتہم

ناظم مدرسہ کہف الایمان ٹرسٹ صفدر نگر بورابنڈہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ امابعد

ضیافت فضائل، مسائل، احکام وآداب (مرتبہ مفتی احمد اللہ نثار قاسمی معاون مولانا عبد القوی ذکی حسامی) کو احقر راقم الحروف نے تقریباً مکمل دیکھا۔ عوام وخواص میں جیسا مہمان نوازی کا شوق ودلچسپی پائی جانی چاہئے کم ہی پائی جاتی ہے، باتوفیق خواتین کا شیوہ ہی رہا کہ خوب ضیافت کی جائے، ہوٹل بازی کے کلچر نے اس عظیم روایت کا خاتمہ کر دیا، ایک سبب برکت ہے ہم محروم ہو گئے، بازاری کھانوں کے ذوق نے عورتوں کو امور خانہ داری سے بے زار کر دیا اور مردوں کو گھروں سے دور، آنے والی نسل ذاتی کام ہی از خود نہیں کر پا رہی ہے دسیوں سینکڑوں مہمانوں کی خدمت کا حوصلہ کہاں سے لائے گی۔

دوسری طرف اگر دریا دلی اور جذبۂ انفاق بتایا جاتا ہے تو صرف ناجائز رسومات میں، واقعی یہ دعوتیں ہمارے سماج کے لئے بمنزلہ عداوت کے ہو چکی ہیں، عیادت کا خیال نہیں آتا، تعزیت میں کھانا نہیں پہونچایا جاتا، بطور صلہ رحمی کے خاندان کے بیواؤں اور یتیموں کی کفالت کا کوئی نظم نہیں ہے، مذہب وملک کے اجتماعی کام (مکاتب، مدارس، دینی اسکول، بیت المال، دارالقضاء وغیرہ) پر خرچ کرنے والے نہیں ملتے، سمجھ داری کے ساتھ اپنی معاشی وتعلیمی سطح بڑھانے کا کوئی ذکر ہی نہیں، لیکن فنکشن ہال خوب آباد ہیں، عقیقہ کے

مذہبی نام پر بہت ہی رسمیں جائز ہوگئیں ،ان ہدایا اور تقریبات نے مزید دوریاں بڑھادی ،سودی قرضے پھر ادائیگی میں دشواری پر خودکشی عام سی بات ہوتی جارہی ہے،فرض نماز ،فرض حج ،میراث کے واجبی حصے اور قرض خواہوں کا قرض ابھی باقی ہے لیکن کھانے کے اقسام بڑھائے جارہے ہیں ،دعوت کی نئی نئی مذہبی وغیر مذہبی قسمیں ایجاد ہورہی ہیں رات دیر گئے دعوتوں نے بچوں کی تعلیم کا نقصان کیا ،بڑوں کی صحت کو تباہ کردیا پھر شرکت کے لئے نئے جوتے کپڑے لانے میں باہمی فیشنی مسابقت ہورہی ہے ،بے ہودگی ،میوزک کے بعد برکت ہی کیا ہوگی ،ایسے نکاح سے کون سے اولیاء پیدا ہوں گے ،کیا زندہ قوموں کے شب وروز یہی ہوتے ہیں؟ کیا ان کے اوقات واحوال کی توانائی اس مصرف میں خرچ ہوتی ہے؟

بہر حال امت مسلمہ اس قیمتی مواد سے خوب فائدہ اٹھائیں امت کے خواص ان مواقع پر عزیمت کا نمونہ بن کر بتلائیں ،تقریبات سے بہت پہلے خاندان کی خواتین کی ذہن سازی کی جائے ،نکیر کرنے میں حکمت وہمت کا پورا لحاظ ہو،اللہ تعالیٰ اس کتاب کو صالح انقلاب کا ذریعہ بنائے ۔(آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

(مفتی)ابوبکر جابر قاسمی (صاحب مدظلہ)

۶ر جمادی الاولیٰ ۱۴۴۵ھ

۲۱ر نومبر ۲۰۲۳ء

عرض خاطر

خود کھانا انسانی ضرورت ہے اور دوسروں کو کھلانا انسانی خوبی ،مہذب قوم کی علامت اور خاندانی ہونے کی دلیل ہے،ضیافت ربانی سنت اور پیغمبرانہ شیوہ ہے،ضیافت سے قلبی محبت ،اپنائیت،اوراحترام انسانیت کوتقویت ملتی ہے۔بخیلوں پر ضیافت بہت گراں گذرتی ہے،دسترخوان وسیع رکھنا اسلامی ہدایات میں سے ہے،مہمان نوازی ایمانی وجنّتی صفات میں سے ہے۔دنیاکی ہرقوم اپنے اپنے انداز سے مہمان نوازی کرتی ہے،بلکہ دنیامیں جتنی زبانیں ہیں اتنے ہی مہمان نوازی کے طریقے ہیں،زبان کی تبدیلی سے تہذیب بھی بدل جاتی ہے۔

چنانچہ آج دنیا میں بہت سے مذاہب ومسالک کی پہچان صرف ضیافت کی خود ایجاد کردہ شکلوں سے باقی ہے،اور بعض فرقوں کی پہچان مخصوص قسم کی ضیافتوں سے ہوتی ہے،عرب کی خصوصیات میں ضیافت نمایاں خصوصیت شمار ہوتی ہے،عرب کے کسی محلہ وبستی میں کوئی اجنبی مہمان آجائے اور ہوٹل سے کھانے کی نوبت آن پڑے تو وہ اُس بستی کی ذلت شمار کی جاتی تھی،ابھی بھی بعض قبیلوں میں یہ خوبی بدرجۂ اتم باقی ہے،مگر اسلام کی یہ خصوصیت وامتیازیت ہے کہ مختلف مواقع پر اطعامِ طعام کا حکم دیا گیا،قرآن مجید میں انبیاء کرام کے ضیافت کے واقعات احادیث وآثار میں صحابہ کرام اور سلف ِصالحین کے کافی سبق آموز واقعات موجود ہیں۔

انہیں تعلیمات کا نتیجہ ہے مہمان نوازی عرب وعجم،عوام وحکمران سب کے دلچسپی کا موضوع رہا ہے،مگر افسوس ’’ہم دو ہمارے دو‘‘ کے نظریہ اور اسمال فیملی (SMALL FAMILY) کے چلن نے نہ ختم ہونے والی دوریاں اپنوں میں پیدا کردیا ہے،ضیافت

کو دقیانوسی عمل شمار کر کے پارٹی کرنے کو ترقی کا نام دیا گیا، یہی وجہ ہے شادی کی ضیافت میں بھی کوئی اپنائیت نظر نہیں آتی ہے سماج میں شرعی وغیر شرعی ضیافتوں کی طویل فہرست ہے، رسومات کی دعوتیں، مختلف مہینوں کی دعوتیں، مختلف پیشہ وروں اور افراد کی دعوتیں، جنم سے جنازے تک کی ضیافتیں، ہندوانہ تہواروں وتقاریب کی دعوتیں، اوران میں درآید منکرات کی طویل فہرست ہے کہیں جمہوریت کے نام پر اسلامی تعلیمات کا سودا اور کہیں اسلامی وسعتوں پر اسلامی تعلیمات کا سودا تو کہیں سواد کی خاطر ایمان کا سودا کرلیا جاتا ہے، نقطۂ اعتدال ہر عمل میں بہر صورت ضروری ہے۔

اصلاح الرسوم مصنفہ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تخریج، تسہیل وتضمیم کے بعد سے خیال تھا کہ ضیافت کے اقسام واحکام پر کچھ مرتب کیا جائے، بکھرے موتی کو ایک لڑی میں پرونے کی کوشش کی جائے، بہت سے اہلِ علم نے بقدرِ ضرورت و بوقتِ ضرورت بہت قبول تحریریں لکھی ہیں، عاجز سے کچھ بداعت ہونے سے رہا، البتہ ایک جامع بیاض بن جائے جو خود کے حق میں مفید ثابت ہو، تو توفیق باری شامل حال رہی۔

عزیزم مولانا عبد القوی ذکی حسامی مدرس مدرسہ ھذا کے تحریری ذوق نے مزید تازگی بخشی، اپنے متعلقہ امور میں سنجیدگی وسلیقہ مندی، نیز بہتر سے بہترین کی طرف ترقی کی فکرمندی، طالبِ علمانہ دور سے ادیبانہ شوق نے ادھورے کام کو پائے تکمیل تک بحسن وخوبی پہنچادیا۔

اللہ رب العزت اس کوشش ومعاونت کو شرفِ قبولیت بخشے۔

حرم مکہ کے قیام کے دوران اِس تحریر کے لکھنے کی ہدایت ملی، تو عاجز کو بھی اس میں اپنی سعادت مندی محسوس ہوئی، یہی وہ خطّہ ہے جہاں بنی ہاشم اپنی سخاوت سے پورے عرب میں مشہور تھے، یہی وہ حرم ہے جہاں سخیوں کا سخی کوہِ حراء سے رونما ہوا۔

کوشش رہی کہ فضائل کے ساتھ ضروری مسائل واحکام بھی آجائیں، کتبِ فتاوی

کا بھی احاطہ کرنے کی ادنی سی کوشش رہی ،جو صحیح ہے وہ من جانب اللہ ہے،اور جو غلط ہے وہ نفس کی شرارت ہے،اصلاحی تنقید کو احسان شمار کرنا بھی ایک خوبی ہے،اللہ رب العزت سب کی کوششوں وکاوشوں کو شرفِ قبولیت و ذریعہ نجات بنادے۔

احمداللہ نثار قاسمی
خادم دارالعلوم رشیدیہ مہدی پٹنم حیدرآباد
واردِ حال۔مکۃ المکرمۃ
یکم/ جمادی الاولی ۲۵ھ بروز جمعرات
مطابق ۱۵/ ۱۱/ ۲۳ھ

باب

ضیافت کے فضائل واھمیت

ضیافت رب ذوالجلال کی عظیم صفت، نبی ﷺ کی سنت، اہل جنت کی خصلت، حضرات صحابہؓ کی پسندیدہ عادت، غرباء ومساکین کی ضرورت، انسانی معاشرے میں ذریعہ الفت ومحبت، جانی دشمنوں کیلئے موثر دعوت، اسلامی سلطنت میں انسانیت نوازی کا بہترین نمونہ، اولیاء اللہ وبزرگانِ دین کا محبوب مشغلہ، اہل دل اور اہل ثروت کیلئے قرب خداوندی کا عمدہ راستہ ہے، اس باب میں کتاب وسنت کی روشنی ضیافت کی اہمیت وفضیلت پڑھیں گے۔

ضیافت کی لغوی تعریف

ضیافت کے لغوی معنیٰ مہمانی،دعوت کرنا،کھانا کھلانا(۱)

ضیافت کی اصطلاحی تعریف

متعدد مہمانوں کو دیا گیا پُرتکلف کھانا یاان کی تواضع یا ٹھاٹھ کی دعوت یالذیذ کھانا کو کہا جاتا ہے بعض اوقات کسی نامور ہستی کے اعزاز میں یا کسی بڑے واقعہ کی یاد میں مذہبی تقریب کو بھی ضیافت کہا جاتا ہے ضیافت مہمان اور میزبان کے مابین تعلقات کا نام ہے میزبان مہمان کا خندہ پیشانی سے استقبال کرتا ہے۔وہ زائرین،اجنبی اور مہمان کی تفریح اور آرام کا خیال بھی رکھتا ہے۔(۲)

میزبان کی لغوی تعریف

وہ شخص جس کے یہاں مہمان آئے۔(۳)

مہمان کی لغوی تعریف

جو آدمی کچھ عرصہ کے لئے کسی کے یہاں ٹھہرے،دعوت میں آنے والا۔(۴)

لفظ مہمان ومیزبان کی مختلف زبانوں میں تعریف

عربی زبان میں مہمان کو ضیف کہتے ہیں اور میزبان کو مضیف۔عبرانی زبان میں مہمان نوازی کو مہمانوں کا استقبال کرنا کہتے ہیں،انگریزی زبان میں مہمان کے لئے

---

(۱)فیروز اللغات ص/۸۷۱

(۲)ادارہ فروغ قومی زبان بتاریخ/۲۰ ستمبر

(۳)فیروز اللغات ص/۱۳۳۲

(۴)فیروز اللغات ص/۱۳۲۳

guest کا لفظ آتا ہے جو لاطینی لفظ hospes سے نکلا ہے، مہمان کے اردو معانی یہ ہے کہ کسی کے یہاں ضیافت یا دعوت میں یا عارضی قیام کے لیے آنے والا شخص۔(۱)

دیگر مذاہب میں مہمان ومیزبان کا تصور

❁ قدیم یونان میں مہمان نوازی کا جو تصور پایا جاتا تھا، وہ یہ تھا کہ مہمان میزبان کی تمام ضروریات کا خیال رکھتا تھا۔ قدیم یونان میں مہمان نوازی کو خدائی کام مانا جاتا تھا۔ یہ ایک اہم سماجی خدمت بھی سمجھی جاتی تھی۔

❁ بھارت اور نیپال میں مہمان کو اتیتھی دیو بھوا کہا جاتا ہے یعنی ’’مہمان خدا کا روپ ہے‘‘۔ کئی قدیم کہانیوں میں دکھایا گیا ہے کہ خدا یا کوئی بزرگ ہستی مہمان کی شکل میں آتی ہے اور اچھے میزبان کو انعام دیتی ہے، قدیم ہندوستانی ادب کے تیروکال میں اخلاقیات اور اخلاق کے موضوع میں ایک مکمل باب (باب ۹) مہمان نوازی پر ہے۔

❁ یہود کی ’’کتاب پیدائش‘‘ میں ابراہیم علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کا تذکرہ موجود ہے جب فرشتے مہمان بن کر ابراہیم علیہ السلام کے پاس آتے ہیں تو ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا تھا کہ وہ مہمان کی تین چیزوں کا خیال رکھیں: اچیلا (کھانا) شطیہ (پانی) لینہ (رہائش) ان تینوں ضروریات کا ذکر (کتاب پیدائش، 21.33) میں بطور ’’عشل‘‘ ہوا ہے۔

❁ مسیحیت میں مہمان نوازی ایک خوبی ہے جسے زائرین کے ساتھ ہمدردی سے تعبیر کیا جاتا ہے، عہد نامہ قدیم میں مہمان کے پیر دھونے اور بوسہ دینے کا تذکرہ ہے، عہد نامہ جدید میں یسوع مسیح کا قول ہے کہ جس نے مہمان یا اجنبی کا استقبال کیا اس نے گویا میرا استقبال کیا۔ بائبل کی تعلیمات کی بنیاد پر کچھ مغربی ممالک نے پناہ گزینوں کی ضیافت کا رواج شروع کر دیا۔ پشتون میں میل ماستیا پشتونوالی کے اہم اصولوں میں سے ایک ہے، وہ مذہب، دین، ذات، نسل اور معاشی حالت سے قطع نظر مہمان کو عزت دیتے ہیں اور بدلے

(۱) ادارہ فروغ قومی زبان بتاریخ ۔ ۲۰؍ستمبر

یں کوئی امید بھی نہیں رکھتے ہیں۔ پشتون اپنی ضیافت کے لئے مشہور ہیں۔

❁ اسلام میں مہمان نوازی ایک اہم دینی فریضہ ہے جسے بحسن وخوبی انجام دیا جاتا ہے، اسلام میں ہر آنے والے کو السلام علیکم کہا جاتا ہے یعنی آپ پر سلامتی ہو۔ اسلام کے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبد اللہ نے قرآن کی روشنی میں مہمان کے ساتھ عزت و اکرام کا حکم دیا ہے چاہے وہ قیدی ہی کیوں نہ ہو۔(۱)

ضیافت کی اہمیت قرآن کی روشنی میں

(۱)"ولقد جاءت رسلنا ابراھیم بالبشریٰ قالوا سلٰما قال سلمٌ فما لبث ان جاء بعجل سمین فلمارا ایدیھم لاتصل الیہ نکرھم واوجس منھم خیفہ قالوا لاتخف انا ارسلنا الی قوم لوط"(۲)

ترجمہ۔ اور ہمارے فرشتے (انسانی شکل میں) ابراھیم کے پاس (بیٹا پیدا ہونے کی) خوشخبری لے کر آئے انہوں نے سلام کہا، ابراھیم نے بھی سلام کہا مگر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ اس (بچھڑے) کی طرف نہیں بڑھ رہے تو وہ ان سے کھٹک گئے اور ان کی طرف سے دل میں خوف محسوس کیا فرشتوں نے کہا ڈریئے نہیں ہمیں (آپ کو بیٹے کی خوشخبری سنانے اور) لوط کی قوم کے پاس بھیجا گیا ہے۔

(۲)"قال ان ھؤلاء ضیفی فلا تفضحون"

ترجمہ۔ حضرت لوط علیہ السلام نے ان سے کہا کہ یہ لوگ میرے مہمان ہیں لہذا مجھے رسوا نہ کرو۔(۳)

---

(۱) ادارہ فروغ قومی زبان، ماخوذ بتاریخ ۲۰ ستمبر

(۲) پارہ ۱۲/سورۃ ھود آیت نمبر ۶۹۔۷۰ آسان ترجمہ قرآن

(۳) پارہ ۱۴/سورۃ الحجر/آیت نمبر۔ ۶۸،۶۹ آسان ترجمہ قرآن

(۳) "ھل اتٰک حدیث ضیف ابراھیم المکرمون اذ دخلوا علیه فقالوا سلٰما قال سلٰم قوم منکرون فراغ الیٰ اھله فجاءَ بعجل سمین فقربه الیھم قال الاتاکلون"

ترجمہ۔(اے پیغمبر) کیا ابراھیم کے معزز مہمانوں کا واقعہ تمھیں پہنچا ہے؟ جب وہ ابراھیم کے پاس آئے تو انہوں نے سلام کہا ابراھیم نے بھی سلام کہا (اور دل میں سوچا کہ) یہ کچھ انجان لوگ ہیں پھر وہ چپکے سے اپنے گھر والوں کے پاس گئے اور ایک موٹا سا بچھڑا لے آئے اور اسے ان مہمانوں کے سامنے رکھا کہنے لگے کیا آپ لوگ کھاتے نہیں؟[1]

(۴) "والذین تبوّؤ الدار والایمان من قبلھم یحبون من ھاجر الیھم ولا یجدون فی صدورھم حاجة مما اوتوا ویؤثرون علیٰ انفسھم ولو کان بھم خصاصة ومن یوق شحَّ نفسه فاؤلئک ھم المفلحون"

ترجمہ۔(اور یہ مال فئ) ان لوگوں کا حق ہے جو پہلے سے اس جگہ (یعنی مدینہ میں) ایمان کے ساتھ مقیم ہیں، جو کوئی ان کے پاس ہجرت کرکے آتا ہے، یہ اس سے محبت کرتے ہیں اور جو کچھ ان (مہاجرین) کو دیا جاتا ہے، یہ اپنے سینوں میں اس کی کوئی خواہش بھی محسوس نہیں کرتے، اور ان کو اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہیں چاہے ان پر تنگ دستی کی حالت گذر رہی ہو اور جو لوگ اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ ہو جائیں وہی ہیں جو فلاح پانے والے ہیں۔[2]

---

(۱) پارہ ۲۶/سورۃ الذاریات/آیت نمبر۔ ۲۴ تا ۲۷ آسان ترجمہ قرآن

(۲) پارہ ۲۸/سورۃ الحشر/آیت نمبر۔ ۹ آسان ترجمہ قرآن

ضیافت کی اہمیت احادیث کی روشنی میں

مہمان کے اکرام کا حکم

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ جو کوئی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی عزت کرے "من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلیکرم ضیفه" (۱) حدیث مذکور میں مہمان نوازی کو ایمان کے ساتھ جوڑ دیا گیا ہے، اس سے ایمان کی نفی مقصد نہیں ہے کہ اگر مہمان کا اکرام نہ کیا جائے تو ایمان جاتا رہے گا، محض مہمان نوازی کی ترغیب اور تعلیم مقصود ہے، بات میں قوت اور تاکید پیدا کرنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اسلوب اختیار فرمایا ہے یا اس سے کمالِ ایمان کی نفی بھی مراد لی جاسکتی ہے، یعنی وہ مسلمان کامل ایمان والا نہیں جو مہمان کی مہمان نوازی بہتر انداز میں نہ کرے۔ (۲)

مہمان کے اکرام پر جنت کی بشارت

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے نماز قائم کی، زکوٰۃ ادا کیا، ماہ مبارک کے روزے رکھے، مہمان کا اکرام کیا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (۳)

مہمان کا حق

جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو وہ اپنے مہمان کی عزت کرے، حضرات صحابہ کرامؓ نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکی مہمان نوازی کا اہتمام کب تک کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک دن ایک رات اور پھر تین دن تک اس کی عام مہمان نوازی

---

(۱) صحیح البخاری حدیث نمبر۔ ۶۰۱۸ صحیح مسلم، حدیث نمبر۔ ۱۸۲

(۲) صحیح بخاری حدیث نمبر۔ ۶۰۱۸۔ صحیح مسلم حدیث نمبر۔ ۱۷۳

(۳) شمائل کبریٰ ج/۳ ص/۱۹۴

کرے اس کے بعد اگر ضیافت کرے تو وہ اس پر صدقہ ہے۔

”عن أبي شريح العدوي رضي الله عنه قال: رسول الله صلى الله عليه وسلم من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكرم ضيفه؛ جائزته۔ قال وما جائزته؟ قال يومه وليلته، والضيافة ثلاثة ايام، فما كان وراء ذلك فهو صدقة عليه“(۱)

حضرت ابوشریحؓ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں ”میرے ان کانوں نے سنا ہے اور میری ان آنکھوں نے دیکھا ہے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ارشاد فرمارہے تھے ”جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ اپنے ہم سایہ کی تکریم کرے، اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ اپنے مہمان کی پہلے دن خوب اعزاز واکرام کے ساتھ تکریم کرے۔کسی پوچھا ”یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ”جائزہ“ کیا ہے۔“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : ایک دن رات (مہمان کا خصوصی) اعزاز واکرام کرنا،مہمان نوازی تین دن تین رات تک ہوتی ہے اسکے بعد وہ صدقہ شمار ہوتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہیے کہ اچھی بات کرے ورنہ خاموش رہے۔

فائدہ: سلمان خطابیؒ فرماتے ہیں کہ مہمان کی آمد پر ایک دن ذرا تکلف وخاص اہتمام کرے اس کے ساتھ دو دنوں کے مقابلہ میں زائد بھلائی کا برتاؤ کرے آخر کے دو دنوں میں اس سے کم اکرام کرے اور تین دن گزرجائے تو گویا اس نے حق پورا ادا کردیا ہے۔(۲)

علامہ عینیؒ نے شرح بخاری میں فرمایا اول دن نفیس اور قیمتی شئے پیش کرے دوسرے دن ذرا تکلف کرے تیسرے دن جو حاضر ہو پیش کرے۔(۳)

(۱) صحیح البخاری حدیث نمبر۔۵۳۶۱ صحیح مسلم حدیث نمبر۔۱۶۴۰۔الادب المفرد ج رحدیث نمبر۔۱۲۶۹۱

(۲) آداب بیہقی ص ر ۸۷ بحوالہ شمائل کبریٰ ج ر ۳ ص ر ۱۹۶

(۳) عمدۃ القاری ج ر ۲۲ ص ر ۱۷۵ بحوالہ شمائل کبریٰ ج ر ۳ ص ر ۱۹۶

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہودی سے رقم لیکر مہمان کی ضیافت کرنا

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک مہمان آیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ فلاں یہودی کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ میرے پاس ایک مہمان آیا ہے، لہذا مجھے تھوڑا سا آٹا قرض کے طور پر دے دو، یہودی نے جواب دیا کہ میں قرض نہیں دوں گا، میں نے واپس جا کر سارا ماجرا آپ کی خدمت میں عرض کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''میں زمین و آسمان میں امین ہوں، اگر وہ مجھے قرض دے دیتا تو میں اسے (یقینا) واپس کر دیتا۔'' جاؤ اور میری زرہ لے جاؤ اور اس کے پاس گروی رکھ دو اور اس کے عوض کچھ رقم لے آؤ، تا کہ ہم مہمان نوازی سے عہدہ براہ ہوسکیں (۱)

مہمان نوازی سے گھر میں خیر و برکت تیزی سے آتی ہے

ہم مسلمانوں کو یہ یقین رکھنا چاہیے کہ مہمان جب آتا ہے تو اپنے ساتھ برکتوں اور رحمتوں کا خزینہ لے کر آتا ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جس گھر میں مہمانوں کو کھانا کھلایا جاتا ہے، وہاں خیر یعنی رزق، برکت اور بھلائی اتنی تیزی سے پہنچتی ہے جتنی تیزی سے چھری بھی اونٹ کے کوہان کی طرف نہیں پہنچتی۔ (۲)

مہمان کے لئے بستر الگ رکھے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک بستر آدمی اپنے لئے ایک بیوی کے لئے ایک مہمان کا اور چوتھا شیطان کا۔ (۳)

---

(۱) احیاء العلوم الدین عربی ص ر ۴۴۴

(۲) مشکوٰۃ المصابیح حدیث نمبر۔ ۳۷۰

(۳) مکارم الخرائطی ص ر ۲۴۶ بحوالہ شمائل کبریٰ ج ر ۳ ص ر ۱۹۷

رات کو آنے والے مہمان

مقدام ابن معدیکرب ؓ فرماتے ہیں نبی پاک ﷺ نے فرمایا رات کو آنے والے مہمان کا حق ہر مسلمان پر ہے۔(۱)

مہمان کا اکرام کرنا عمدہ اخلاق کی نشانی

ایک مرتبہ آقائے نامدار ﷺ ایک ایسے شخص کے مکان پر تشریف لے گئے جس کے یہاں بے شمار اونٹ اور گائیں تھیں لیکن اس شخص نے آپ ﷺ کی ضیافت نہیں کی، اس کے بعد آپ ﷺ ایک عورت کے پاس تشریف لے گئے اس کے گھر میں چند بکریاں تھیں وہ عورت آپ ﷺ کی تشریف آوری سے بے حد خوش ہوئی اور ایک بکری کی ذبح کر کے آپ ﷺ کی ضیافت کا اہتمام کیا آپ ﷺ نے اپنے صحابہ ؓ سے فرمایا کہ ان دونوں کی حالت کا فرق دیکھو کہ یہ اخلاق اللہ کے قبضے میں ہے جس کو نیک عادت دینا چاہتا ہے دے دیتا ہے۔

"ومر رسول الله ﷺ برجل له ابل وبقر كثيرة فلم يضيفه ومر بامراة لها شويهات فذبحت له فقال ﷺ انظروا اليهما انما هذه الخلاق بيد الله فمن شاء ان يمنحه خلقا حسنا" (۲)

حضرت خدیجہ ؓ کی زبانی نبی ﷺ کی مہمان نوازی

آپ ﷺ جب پہلی وحی کے نازل ہونے کے بعد حضرت خدیجہ ؓ کے پاس آئے اور فرمایا کہ مجھے کمبل اوڑھادو، مجھے کمبل اوڑھادو، یہاں تک کے آپ کا ڈر جاتا رہا، تب حضرت

---

(۱) ترغیب ج ر ۳ ص ر ۱۷۳ بحوالہ شمائل کبریٰ ج ر ۳ ص ر ۱۹۷

(۲) احیاء العلوم الدین عربی ص ر ۴۴۴

خدیجہؓ سے سارا واقعہ بیان کر کے فرمایا کہ مجھے اپنی جان کا ڈر ہے، حضرت خدیجہؓ نے کہا ہرگز نہیں اللہ کی قسم اللہ آپ کو کبھی بھی رسوا نہیں کرے گا۔ ا۔آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں ۲۔ ناتواں کا بوجھ اپنے اوپر لیتے ہیں ۳۔ محتاجوں کے لئے کماتے ہیں ۴۔ مہمان کی مہمان نوازی کرتے ہیں ۵۔ اور حق کی راہ میں مصیبتیں اٹھاتے ہیں۔

"کلاّ، فابشر، فواللہ لا یخزیک اللہ ابداً، فواللہ فانک لتصل الرّحم، وتصدّق الحدیث وتحمل الکل، وتکسب المعدوم، وتقری الضیف"(۱)

مہمان کو اجازت ہے کہ وہ میزبان سے اپنا حق وصول کرے

مہمان کو اس بات کی تعلیم بھی دی گئی کہ وہ میزبان سے اپنی مہمانی وصول کرے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ حضرت عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں ہم نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ ہمیں جہاد کے لئے بھیجتے ہیں تو ہم کسی قوم میں اترتے ہیں وہ لوگ ہماری مہمان نوازی نہیں کرتے تو اس سلسلے میں آپ کیا فرماتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا اگر تم کسی قوم میں جاؤ اور وہ لوگ تمہارے لئے ان چیزوں کا انتظام کردیں جو مہمان کے لئے چاہئے تو اسے قبول کرو اور اگر نہ کریں تو ان سے مہمانی کا حق جو ان کے لئے حسب حال ہو لے لو۔

"عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّكَ تَبْعَثُنَا فَنَمُرُّ بِقَوْمٍ. قَالَ» :إِنْ نَزَلْتُمْ بِقَوْمٍ فَأَمَرُوا لَكُمْ بِمَا يَنْبَغِي لِلضَّيْفِ، فَاقْبَلُوا ,فَإِنْ لَمْ يَفْعَلُوا فَخُذُوا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ الَّذِي يَنْبَغِي "(۲)

(۱) صحیح البخاری کتاب الوحی حدیث نمبر۔ ۳ مشکوۃ المصابیح حدیث نمبر۔ ج / ۲ ص / ۴۶۳

(۲) ابوداؤد حدیث نمبر۔ ۳۷۵۲ شرح معانی الآثار، حدیث نمبر ۶۶۴۰

فرشتے میزبان کے لئے دعا کرتے ہیں

ایک حدیث میں یہ بھی ارشاد مبارکہ ہے کہ فرشتے اس شخص کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں جب تک وہ دسترخوان بچھا رہتا ہے۔

"لاتزال الملائکة تصلی علی الرجل مادامت مائدته موضوعة"(۱)

آسمان پرسب سے جلدی پہونچنے والا صدقہ

آسمان پر سب سے جلدی پہنچنے والا صدقہ یہ ہے کہ آدمی اچھا کھانا بنائے پھر اپنے بھائیوں کو بلائے۔ یعنی اس کا ثواب بہت جلد نامۂ اعمال میں لکھ دیا جاتا ہے۔

"إن أسرع صدقة إلی السماء أن یصنع الرجل طعاما طیبا، ثم یدعو علیه من إخوانه"(۲)

اللہ کے یہاں پسندیدہ کھانا وہ ہے جس کو کھانے والے زیادہ ہوں۔

"قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "أَحَبُّ الطَّعَامِ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مَا كَثُرَتْ عَلَيْهِ الأَيْدِي"(۳)

مہمان نوازی مغفرت کا سبب

خدا کی رحمت اپنے بندوں کی بخشش کے بہانے اور مواقع تلاش کرتی ہے ان میں سے ایک موقع یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کسی قوم کے یہاں مہمان آتا ہے تو وہ اپنے ساتھ رزق لاتا ہے اور جب وہ واپس جاتا ہے تو انکے گناہ بخشوا کر جاتا ہے۔

---

(۱) الطبرانی مکارم الاخلاق حدیث نمبر۔ ۱۶۰ ص/ ۳۷۰

(۲) کنزالعمال فصل فی ترغیب الضیافة حدیث نمبر۔ ۲۵۸۳۸ ج/۹ ص/ ۲۴۲

(۳) شعب الایمان فصل فی التکلف للضیف عند قدرته علیه حدیث نمبر۔ ۹۱۷۴ ج/ ۱۲ ص/ ۱۳۸

"إذا دخل الضيف على القوم دخل برزقه، وإذا خرج خرج بمغفرة ذنوبهم"(۱)

مہمان کی ضیافت سے متعلق یہ بھی ارشاد ہے جب اللہ کسی قوم کے ساتھ بھلائی کاارادہ کرتا ہے تو انکے پاس مہمان کی شکل میں تحفہ بھیجتا ہے جو اس قوم کا رزق ساتھ لیکر آتا اور جب وہ واپس جاتا ہے تو اسکی خدمت کی وجہ سے اللہ تعالی انکے گناہ معاف فرمادیتا ہے۔

"إذا أراد الله بقوم خيرا أهدى إليهم هدية الضيف ينزل برزقه ويرتحل وقد غفر الله لأهل المنزل"(۲)

❁ اسلام میں بہترین عمل بھوکے کو کھانا کھلانا

اسلام صرف چند امور دینیہ وعادیہ کے ادا کرنے اور رسمی وظائف کے پورا کرنے کا نام نہیں ہے، یہ مذہب معبود کی عبادت کے ساتھ ساتھ مخلوق کا خیال رکھنے کی تاکید کرتا ہے ،متعدد احادیث میں اس بات کا اشارہ ملتا ہے ایک مرتبہ سائل نے آقا ﷺ سے استفسار کیا کہ اسلام کا بہترین عمل کیا ہے آپ ﷺ نے ارشادفرمایا: بھوکے کو کھانا کھلانا۔

"عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنه أن رجلا،سأل النبي ﷺ أى الاسلام خير قال تطعم الطعام،وتقرأ السلام على من عرفت ومن لم تعرف"(۳)

اس میں مہمان بھی داخل ہے۔

❁ مہمان اپنا رزق لاتا ہے اور میزبان کے گناہ لے جاتا ہے

حضرت ابو درداء سے مروی ہے کہ مہمان اپنا رزق لے کر آتا ہے اور میزبان کے گناہ

---

(۱) کنزالعمال فصل فی ترغیب الضیافۃ حدیث نمبر۔ ۲۵۸۳۸ ج۹ ص ر ۲۴۲

(۲) کنزالعمال فصل فی ترغیب الضیافۃ حدیث نمبر۔ ۲۵۸۳۷ ج ر۹ ص ر ۲۴۲

(۳) صحیح البخاری باب افشاء السلام حدیث نمبر۔ ۲۸ ج ر ا ص ر ۱۵

لے جاتا ہے یعنی میزبان کے گناہ معاف کرواتا ہے۔

" الضَّيفُ يَأْتِي بِرِزْقِهِ، وَيَرْتحلُ بِذُنُوبِ الْقَوْمِ، يُمَحِّصُ عَنْهُمْ ذُنُوبَهُمْ"(۱) "إذا دَخَلَ الضَّيفُ على القَوْمِ دَخَلَ بِرِزْقِهِ وإِذَا خَرَجَ خَرَجَ بِمَغْفِرَةِ ذُنُوبِهِمْ"(۲)

اللہ جس سے بھلائی چاہتا ہے اسکے پاس مہمان بھیجتا ہے

حضرت ابوقرصافہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب اللہ پاک کسی کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو اسے مہمان کے تحفے سے نوازتے ہیں، جو اپنا رزق لے کر آتا ہے اور گھر والوں کے لئے مغفرت کا باعث بن جاتا ہے۔

" إذا أرَادَ الله بِقَوْمٍ خَيراً أهْدَى إلَيْهِمْ هَدِيَّةً :الضَّيفُ يَنْزِلُ بِرِزْقِهِ وَيَرْتحلُ وَقَدْ غَفَرَ الله لأهْلِ المنْزِلِ"(۳)

حضرت جبرئیلؑ سب سے پہلے مہمان کا رزق لاتے ہیں

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ مہمان کا اکرام کرو سب سے پہلے حضرت جبرئیل اسی کا رزق لے کر آتے ہیں جس کے ساتھ گھر والوں کا بھی رزق آتا ہے۔

"ان أولَ مَنْ ضَيَّفَ الضيفَ إبراهيمُ ، و هو أولُ مَنِ اخْتَتَنَ على رَأْسِ ثمانينَ سنة"(۴)

---

(۱) کنزالعمال ج ۹ ص ۲۴۲، ۲۵۸۳۵ بحوالہ شمائل کبریٰ ج ۳ ص ۱۹۳

(۲) (أورده المناوي في فيض القدير ۱:۳۳۹/، قال السخاوي :سنده ضعيف ،حديث ۲۵۸۳۶:،الديلمي من حديث معروف بن حسان، حدثنا زياد الأعلم عن الحسن عن أنس مرفوعا بهذا، وسنده ضعيف، وله شاهد عند أبي الشيخ من حديث عزة ابنة أبي قرصافة عن أبيها")

(۳) کنزالعمال ج ۹ ص ۲۴۲، حدیث :۲۵۸۳۷

(۴) کنزالعمال ج ۹ ص ۲۴۵، حدیث :۲۵۸۸۰، ابن أبي الدنيا في قرى الضيف حب عن أبي هريرة، إسناده حسن

مہمان نوازی پر فرشتے مسلسل دعا کرتے ہیں

جب تک گھر میں دستر خوان بچھا ہوا رہتا ہے (مہمانوں کی ضیافت جاری رہتی ہے) اس وقت تک فرشتے سلامتی کی دعا کرتے رہتے ہیں۔

"عَنْ عَائِشَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، قَالَ: " إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَزَالُ تُصَلِّي عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَتْ مَائِدَتُهُ مَوْضُوعَةً "، تَفَرَّدَ بِهِ بُنْدَارُ بْنُ عَلِيٍّ، رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ، وَفِيهِ مِنْدَلُ بْنُ عَلِيٍّ، وَهُوَ ضَعِيفٌ جِدًّا، وَقَدْ وُثِّقَ "(۱)

مہمان نوازی نہ کرنا خیر سے محرومی

بندہ خدا کی رحمت سے جن اعمال نہ کرنے کی بنا پر محرومی مول لیتا ہے ان میں سے ایک یہ موقع بھی ہے کہ اپنے گھر آنے والے مہمان کی عزت وتکریم نہ کرے اور یہاں تک آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا "لا خیر فیمن لا یظیف "(۲) اس شخص کے لئے کوئی بھلائی نہیں جو مہمان نوازی نہ کرے۔

اسی طرح ایک روایت میں یہ بات ارشاد فرمائی کہ بدترین لوگ ہے وہ جو اپنے یہاں مہمان کو نہ ٹھرائے "بئس القوم قوم لا یقرون الضیف "(۳) حضرت عقبہ بن عامر سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا وہ برا ہے جس کے پاس مہمان نہ آئے۔

"بِئْسَ الْقَوْمُ قَوْمٌ لَا يَنْزِلُونَ الضَّيْفَ" كَذَا رَوَاهُ، عَنِ ابْنِ

---

(۱) کنز العمال، حدیث: ۲۵۸۴۴

(۲) مسند الریانی ج/۱ ص/۱۵۶

(۳) المعجم الاوسط حدیث نمبر۔ ۸۳۸۴ ج/۸ ص/۱۹۶

لهيعةَ۔ وبإسناده قال :قال رسول الله ﷺ :لا خير فيمن لا يضيف"(۱)

جو مہمان کو برا سمجھے اللہ اس کو برا سمجھے گا۔

حضرت نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ مہمانوں کے لئے تکلف مت کرو اگر تکلف کرو گے تو انہیں برا سمجھو گے اور جو شخص مہمانوں کو برا سمجھتا ہے وہ اللہ کو برا سمجھتا ہے اور جو اللہ کو برا سمجھتا ہے اللہ اس کو برا سمجھتا ہے۔

لاتتكلفو ا للضيف فتبغضوه فانه من ابغض الضيف فقد ابغض الله و من ابغض الله ابغضه الله (۲)

کھانا نہ کھلانے پر اللہ کا بندے سے استفسار

ایک روایت میں نہ کھلانے والے سے اللہ قیامت کے دن پوچھے گا کہ اے انسان میں بیمار ہوا تھا، تو نے میری عیادت نہ کی بندہ کہے گا الٰہی میں تیری عیادت کیسے کرتا، اللہ فرمائے گا میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تو نے اس کی بیمار پُرسی نہ کیا اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے وہاں ضرور پاتا، میں تجھ سے کھانا مانگا تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا، بندہ عرض کرے گا الٰہی! تجھے میں کیسے کھلاتا، اللہ فرمائے گا میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تو نے اسے نہیں کھلایا، اگر تو اس کو کھانا کھلاتا تو مجھے وہاں ضرور پاتا، میں نے تجھ سے پانی مانگا تو نے مجھے پانی نہیں پلایا بندہ کہے گا میں تجھ کو پانی کیسے پلاتا اللہ فرمائے گا تجھ سے فلاں بندے

---

(۱) کنزالعمال ج۹ ص ۲۴۴، حدیث: ۲۵۸۴۵، رواه ابن لهيعة :عن يزيد بن أبي حبيب، عن أبي الخير، عن عقبة بن عامر. وعبدالله بن لهيعة ضعيف۔

(۲) احیاء علوم الدین عربی فی آداب الضیافہ ص ۲۴۴

نے پانی مانگا تو نے اسے نہیں پلایا اگر تو اس کو پانی پلاتا تو مجھے وہاں ضرور پاتا۔(۱)

ان روایات سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اللہ کے یہاں مہمان کی اور بھوکے کو کھانا کھلانے کی کتنی اہمیت ہے، اسکے ساتھ قابل غور بات یہ ہیکہ اللہ نے بھوکے اور پیاسے کے پاس اپنی موجودگی ظاہر فرمائی، اگر کوئی بندہ اللہ کی رضا وخوشنودی حاصل کرنا چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ خلق خدا کی ضروریات کا خیال رکھے۔

ضیافت کے متعلق فقہی نقطۂ نظر

ضیافت ایک ربانی صفت مسنون عمل اور مومنانہ خوبی ہے، جیسا کہ آپ نے گذشتہ صفحات میں اسکا مطالعہ کیا ہے، فقہی نقطۂ نظر سے ضیافت کے وجوب وعدم وجوب کے سلسلہ میں فقہائے امت کی آراء ہیں علامہ نووی ؒ فرماتے ہیں کہ تمام علماء امت کا اس بات پر اتفاق رہا ہے کہ ضیافت ایمان کا حصہ ہے، چنانچہ امام احمد بن حنبل ؒ اور امام لیث ؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن، ایک رات تک مہمان نوازی واجب ہے ان کی دلیل یہ حدیث ہے حضرت عقبہ بن عامر ؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ہمیں روانہ (جہاد وغیرہ) فرماتے ہیں اور ہم کس کے یہاں مہمان ہوتے ہیں تو وہ ہماری ضیافت نہیں کرتے تو اس بارے میں آپ فرمائیں گے تو آپ ﷺ نے ہم سے ارشاد فرمایا اگر تم کسی کے یہاں مہمان

---

(۱) "مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِي قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ أَعُودُكَ، وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ؟ قَالَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِي فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ، أَمَا عَلِمْتَ لَوْ عُدْتَهُ لَوَجَدْتَنِي عِنْدَهُ۔ يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِي۔ قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ أُطْعِمُكَ، وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ؟ قَالَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّهُ اسْتَطْعَمَكَ عَبْدِي فُلَانٌ فَلَمْ تُطْعِمْهُ، أَمَا عَلِمْتَ إِنَّكَ لَوْ أَطْعَمْتَهُ لَوَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِي۔ يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَسْقَيْتُكَ، فَلَمْ تَسْقِنِي۔ قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ أَسْقِيكَ، وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ؟ قَالَ اسْتَسْقَاكَ عَبْدِي فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهِ، أَمَا إِنَّكَ لَوْ سَقَيْتَهُ وَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِي"۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب فضل عيادة المريض، حدیث نمبر۔ ۲۵۶۹

بنو اور وہ مہمان کے مناسب ہی کوئی کام کرنے کو کہے تو اس کو قبول کرلو اگر وہ اس طرح نہ کرے تو تم ان سے مہمان کا حق واجب وصول کرلو۔(۱) اس کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ مہمان کی مہمان داری واجب ہے حتیٰ کہ اسے میزبان سے اپنا یہ حق زبردستی وصول کرنا بھی جائز ہے، امام شافعیؒ امام مالکؒ امام ابوحنیفہؒ اور جمہور علماءؒ کا یہ مذہب کہ ضیافت سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے رہا ضیافت کا وجوب تو وہ واجب نہیں ہے۔

وقال الجمهور:الضيافة سنة مؤكدة(٢)وقد اختلف العلماء في حكم الضيافة ، وقد ذهب الحنفية والمالكية والشافعية إلى أن الضيافة سنّة، ومدتها ثلاثة أيام، وهو رواية عن أحمد .والرواية الأخرى عن أحمد - وهي المذهب أنها واجبة، ومدتها يوم ليلة، والكمال ثلاثة أيام. وبهذا يقول الليث بن سعد .ويرى المالكية وجوب الضيافة في حالة المجتاز الذي ليس عنده ما يبلغه ويخاف الهلاك .والضيافة على أهل القرى والحضر، إلا ما جاء عن الإمام مالك، والإمام أحمد -في رواية- أنه ليس على أهل الحضر ضيافة ، وقال سحنون :الضيافة على أهل القرى، وأما أهل الحضر فإن المسافر إذا قدم الحضر وجد نزلاً- وهو الفندق - فيتأكد الندب إليها ولا يتعين على

---

(١) عن عقبة بن عامر انه قال قلنا يا رسول الله ﷺ انک تبعثنا فننزل بقوم فلا يقروننا فما ترى ؟ فقال لنا رسول الله ﷺ ان نزلتم بقوم فامروا لكم بما ينبغي للضيف فاقبلوا فان لم يفعلوا فخذوا منهم حق الضيف الذى ينبغى لهم

صحیح بخاری حدیث نمبر۔ ۲۴۲۶۱ صحیح مسلم حدیث نمبر۔ ۱۷۲۷

(۲) فتح الباری ابن حجرؒ ج/۵ ص/۱۰۸

أهل الحضر تعينها انتهى (۱)

جمہور علماء کا نظریہ اور اس کی وجوہات

ا۔ یہ ایسے مہمانوں کے لئے ہے جو حالت اضطرار میں ہوں۔

۲۔ یہ اس صورت میں واجب ہے جب کہ حاجت مند مہمان کھانا خریدنا چاہتا ہے مگر طعام والا فروخت کرنے سے انکار کردے تو اس سے جبراً لینے کا حق ہے۔

۳۔ یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا پھر جب مسلمانوں کو فتوحات حاصل ہوئیں تو منسوخ ہوگیا۔

۴۔ یہ ان عمال کے ساتھ خاص ہے جن کو امام وقت (حکومت) نے صدقات کی وصول یابی کے لئے بھیجا ہو جیسا کہ انک تبعثنا سے معلوم ہوتا ہے۔ نیز علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں کہ یہ اس زمانہ میں تھا جب مسلمانوں کا بیت المال قائم نہیں تھا۔

۵۔ یہ حکم ان اہل ذمہ کے بارے میں ہے جن پر ان کی بستیوں سے گذرنے والے مسلمانوں کی ضیافت لازم کی گئی تھی۔ لیکن علامہ نوویؒ اور ابن حجرؒ اس جواب کو کہہ کر رد کردیا ہے کہ یہ میزبانی حضرت عمرؓ نے اپنے زمانے میں شام کے ذمی نصاریٰ پر لازم کی تھی۔

مفتی اعظم مفتی رفیع عثمانی صاحبؒ فرماتے ہیں طبقات ابن سعد میں ایسی روایات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے بعض مسلم قبائل اور بعض غیر مسلم اقوام پر مسلمان مسافروں کی ضیافت لازم فرمادی تھی مثلاً اہل نجران کے جو ذمی تھے ان سے رسول اللہ ﷺ نے جن شرائط پر صلح کی تھی ان میں ایک یہ بھی تھی کہ نبی ﷺ کے جو سفیر ان کے یہاں پہنچیں یہ ان کے بیس روز تک وہاں قیام کا انتظام کریں گے اسی طرح وائل ابن حجرؓ اپنے وطن واپس جانے لگے تو ان کی درخواست پر نبی ﷺ نے جو گرامی نامہ ان کی قوم کے نام لکھوا کر دیا ان میں نماز اور زکوۃ وغیرہ کے احکام کے ساتھ یہ بھی تحریر تھا ''وعليهم العون

(۱) الموسوعة الفقهية ج/۲۸ص/۳۱۶،۳۱۷

لسرایا المسلمین وعلیٰ کل عشرۃ ماتحمل العراب ''ظاہر ہے کہ مسلم فوجی دستوں کی مدد (العون) میں ضیافت یعنی ان کے کھانے پینے کاانتظام بھی بدرجۂ اولیٰ داخل تھا(۱)

نیز امام احمدؒ یہ بھی فرماتے ہیں کہ اس کا وجوب اہل دیہات پر ہے،شہر والوں پر نہیں۔(۲)

ضیافت کے متعلق اکابرو اسلاف کے جامع اقوال

✵ حضرت ابراہیمؑ کو خلیل اللہ کا لقب ملا اور جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ کو اللہ تعالی نے اپنا خلیل کیوں بنایا تو انہوں نے جواب دیا کیونکہ میں نے جب بھی دو کاموں میں سے کسی ایک کو اختیار کیا تو اسے اللہ کے لئے اختیار کیا، اور میں نے جس چیز کا سب سے بڑھ کر اہتمام کیا وہ یہ کہ میں نے صبح یارات کو کھانا کبھی مہمان کے بغیر نہیں کھایا"(۳)

✵ حضرت عبداللہ بن حارث بن جزءزبیدیؓ کے پاس دوآدمی حاضر ہوئے ان سے فرمایا کہ جو اپنے مہمانوں کا اکرام نہیں کرتا اس کا نبی ﷺ اور حضرت ابراہیمؑ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔(۴)

✵ حضرت عطاءؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ جب کھانا کھانے لگتے اور کوئی ساتھ کھانے والا نہ ہوتا تو ایک یا دو میل تک اسی تلاش میں نکل جاتے تھے کہ کوئی ساتھ کھانے والا مل جائے حضرت عکرمہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ کا لقب ابوالضیفان مشہور تھا ان کے مکان کے چار دروازے تھے اور وہ دیکھتے رہتے تھے کہ کس دروازے سے کوئی آنے

---

(۱) درس مسلم ج ر ۲ص ر ۴۱۲۔۴۱۶

(۲) شرح النووی علی صحیح مسلم ج ر ۱۲ص ر ۳۰ بحوالہ ماہنامہ مظاہر العلوم اگست ۲۰۲۳ء

(۳) الامتاع والموانسہ،ابوحیان التوحیدی ج:۳ص ر ۴۰۳

(۴) حیاۃ الصحابہؓ ج ر ۲ص ر ۵۰۷

والا آتا ہے۔(۱)

✺ سرکار دو عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں ”لاتزال الملائکۃ تصلی علیٰ احدکم ما دامت مائدتہ موضوعۃ بین یدیہ حتیٰ ترفع“ یعنی فرشتے تم میں سے ایک شخص کے لیے رحمت کی دعا میں مشغول رہتے ہیں جب تک کہ اس کا دسترخوان اس کے سامنے بچھا رہے اور اٹھ نہ جائے۔(۲)

✺ حضرات صحابہ کرامؓ کہا کرتے تھے ”وكان الصحابة رضي الله عنهم يقولون الاجتماع على الطعام من مكارم الاخلاق“۔(۳)

✺ ایک اور جگہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ایک صاع یا دو صاع طعام پر اپنے احباب کو جمع کر لینا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ بازار سے غلام خرید کر آزاد کر دوں۔(۴)

✺ حضرت ابن عمرؓ جب کھانا تیار کرواتے اور کوئی وضعداری (متوسط مالدار) آدمی پاس سے گذرتا تو گزرنے دیتے لیکن اگر کوئی مسکین ہوتا تو بلا لیتے اور فرمایا کرتے کہ تم لوگ بھوکوں کو چھوڑ دیتے ہو اور جو نہیں کھانا چاہتے انہیں دعوت دیتے ہو۔(۵)

✺ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جس طرح چھری اونٹ کے کوہان کی طرف تیزی سے جاتی ہے، اس سے کہیں زیادہ تیزی سے بھلائی اس گھر میں آتی ہے جس میں مہمان کثرت سے آتے ہیں۔”قال الخیر اسرع الی البیت الذی یغشی من الشقرۃ الی سنام البعیر“(۶)

---

(۱) تنبیہ الغافلین ص/۵۰۱

(۲) طبرانی معجم اوسط حدیث نمبر ۱۰۳۵

(۳) احیاء علوم الدین ج/۲ ص/۹

(۴) تنبیہ الغافلین ص/۵۰۲

(۵) تنبیہ الغافلین ص/۵۰۲

(۶) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر۔ ۳۳۵۶

✵ حضرت غیران بن حبیبؒ کہتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت ابن عباسؓ کی خدمت میں آ کر کہنے لگا کہ مہاجرین اور انصار لوگ کہتے ہیں کہ ہم کسی راہ پر نہیں فرمایا: کیوں! نہیں؟ جب تو نماز قائم کرے زکاۃ دیتا رہے رمضان کے روزے رکھے، بیت اللہ شریف کا حج کرے، مہمان کی مہمانی کرے تو جنت میں داخل ہو جائے گا۔(۱)

✵ حضرت علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ مہمان نوازی آداب اسلام اور انبیاء وصالحین کی سنت ہے۔(۲)

✵ حضرت انس بن مالکؒ فرماتے ہیں کہ آدمی کے گھر کی زکوۃ یہ ہے کہ وہ اپنے گھر میں مہمانوں کے واسطے بھی کمرہ بنوائے۔(۳) (جیسے مال کی زکوٰۃ سے اصل مال محفوظ ہو جاتا ہے اسی طرح مہمان خانہ سے گھر محفوظ رہتا ہے۔مرتب)

✵ حضرت شیخ برہان الدین غریبؒ مہمان نوازی کے متعلق یہ تعلیم دی کہ جب کوئی مسافر مقیم کے پاس پہنچے تو مقیم کو مسافر کے سامنے دو قسم کا گرم پانی پیش کرنا چاہئے، ایک گرم پانی ہاتھ اور منہ دھونے کے لئے اور دوسرا گرم شوربا۔(۴)

✵ ابن عربیؒ نے فرمایا کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مہمان کریم ہوتا ہے اور مہمان نوازی کرنا اعزاز ہے۔

" قال ابن العربی و لاشک ان الضیف کریم، والضیافة کرامة"(۵)

---

(۱) تنبیہ الغافلین ص ر ۵۰۱

(۲) بزم صوفیہ ص ر ۳۰۷

(۳) بزم صوفیہ ص ر ۳۰۷

(۴) بزم صوفیہ ص ر ۳۰۷

(۵) تفسیر القرطبی ج ر ۹ ص ر ۶۵

✵ حضرت سید جلال الدین بخاریؒ فرماتے ہیں جو شخص کسی زندہ آدمی کی ملاقات کو آئے اور اسکے یہاں کوئی چیز نہ چکھے تو گویا اس نے کسی مردے کی زیارت کی۔(۱)

✵ حضرت سید اشرف جہاں گیر سمنانیؒ اپنے سالکین سے فرماتے تھے کہ وہ مہمان کو اپنے لئے باعث برکت سمجھے وہ آئے تو ماحضر یا شربت حاضر کرے، کھانے کا وقت موجود ہو تو مہمان کے لئے کھانا رکھ دے، اس کی خاطر داری میں اپنے اوپر تکلیف نہ اٹھائے۔(۲)

✵ حضرت شقیق بلخیؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک مہمان سے زیادہ محبوب کوئی اور چیز نہیں، اس لئے کہ اس کا خرچ تو اللہ کے ذمہ ہے، اور اجر و ثواب میرے لئے ہے۔(۳)

✵ یحیٰ بن معاذؒ فرماتے ہیں کہ اگر پوری دنیا ایک لقمہ کی شکل میں میرے ہاتھ میں ہوئی تو بھی میں اسے مہمان کے منہ میں رکھ دیتا

✵ حاتم الطائیؒ فرماتے ہیں جب تک مہمان میرے یہاں ٹھرا ہے، میں اس کا غلام ہوں، میرے اندر بندگی کی بس یہی صفت پائی جاتی ہے۔(۴)

وانی لعبد الضیف مادام ثاویاً

ومافی الا تلک من شیمة العبد

✵ مشہور سیاح ابن بطوطہ کے بقول "شاہ تغلق" کا حکم تھا کہ پردیسیوں کو کوئی غریب یعنی پردیسی نہ کہے بلکہ عزیز کے لقب سے پکارے کیونکہ وہ کہتا ہے کہ پردیسی کہنا اس کی دل شکنی کرنا ہے۔(۵)

---

(۱) بزم صوفیہ ص ۴۵۹

(۲) بزم صوفیہ ص ۵۰۶

(۳) تمثیل والمحاضرہ للثعالبی ص ۴۳۰ بحوالہ ماہنامہ مظاہر العلوم اگست ۲۰۲۳ء

(۳) التمثیل والمحاضرہ للثعالبی ص ۴۳۰ بحوالہ ماہنامہ مظاہر العلوم اگست ۲۰۲۳ء

(۴) دیوان حاتم الطائی ص ۹

(۵) البلاغ جلد: ۲ شمارہ: ۵ ممبئی اکتوبر ۱۹۵۵ء مضمون نگار خالد کمال مبارک پوری

✪ جعفر بن محمدؒ کہتے ہیں کہ جب تم اپنے بھائیوں کے سامنے دستر خوان پر بیٹھو تو دیر تک بیٹھے رہو، اس لیے کہ یہ گھڑی تمہاری عمر میں محسوب نہیں ہوگی۔(۱)

✪ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ آدمی اپنی ذات پر، ماں باپ، اہل وعیال اور دوسرے رشتہ داروں پر جو کچھ خرچ کرتا ہے اس کا حساب لیا جائے گا لیکن جو خرچ برادران اسلام کو کھانا کھلانے میں ہوتا ہے اس کا محاسبہ نہیں ہوگا۔(۲)

✪ خراسان کے بعض علماء کے متعلق منقول ہے کہ وہ اپنے ملنے والوں کے سامنے اتنا کھانا رکھتے تھے کہ ان سے کھایا نہیں جاتا تھا، فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں سرکار دوعالم ﷺ کے اس ارشاد مبارک کا علم ہے کہ جب بھائی کھانے سے ہاتھ روک لیں تو جو شخص ان کا بچا ہوا کھانا کھاتا ہے، اس کھانے کا حساب نہیں ہوگا۔(۳)

✪ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ سفر میں بہترین زاد راہ رکھنا اور دوستوں کی خاطر خرچ کرنا بڑائی کی علامت ہے۔(۴)

✪ عہد صحابہ میں یہ بھی دستور تھا کہ لوگ قرآن کریم کی تلاوت کے لیے جمع ہوتے اور کچھ نہ کچھ کھا کر رخصت ہوتے تھے، کہتے ہیں کہ محبت اور اخلاص کے ساتھ بھائیوں کا اجتماع دنیاوی عمل نہیں بلکہ دینی عبادت ہے۔(۵)

✪ حضرت مفتی سعید احمد صاحب پالنپوریؒ ضیافت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں مہمان نوازی فیاضی کے قبیل سے ہے، جو چار اہم صفات میں سے ایک ہے،
(۱) ملک وملت کی شیرازہ بندی ہوتی ہے، یعنی لوگ ایک دوسرے سے جڑتے ہیں

---

(۱) محدث فورم

(۲) محدث فورم

(۳) محدث فورم

(۴) محدث فورم

(۵) محدث فورم

(۲) باہم محبت و مودّت پیدا ہوتی ہے (۳) مسافروں کو پریشانی سے نجات ملتی ہے، اس لیے ضروری ہے کہ مہمان نوازی کو زکوٰۃ کی طرح لازمی حکم قرار دیا جائے، اس کی ترغیب دی جائے اور اس پر ابھارا جائے۔(۱)

ضیافت ربانی صفت

ضیافت اور کھلانا یہ اللہ کی صفت خاص ہے "نحن نرزقهم وایاکم"(۲) ہم ان کو بھی اور تم کو بھی روزی دیں گے قرآن مجید میں بے شمار مقامات پر مومنین صادقین اور متقین سے جنت کا وعدہ کیا ہے اور اس جنت میں اپنی شان کے مطابق مہمان نوازی کا تذکرہ کیا ہے ارشاد ربانی ہے:

"مثل الجنة التي وعد المتقون فيها أنهار من ماء غير آسن وأنهار من لبن لم يتغير طعمه وأنهار من خمر لذة للشاربين وأنهار من عسل مصفى ولهم فيها من كل الثمرات ومغفرة من ربهم"(۳)

جس جنت کا متقیوں سے وعدہ کیا جاتا ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ اس میں بہت سی نہریں تو ایسے پانی کی ہیں جس میں ذرا تغیر نہیں ہوگا اور بہت سی نہریں دودھ کی ہیں جن کا ذائقہ بدلا ہوا نہ ہوگا، اور بہت سی نہریں شراب کی ہیں جو پینے والے کو بہت لذیذ معلوم ہوگی، اور بہت سی نہریں ہیں شہد کی جو بالکل صاف ہوگا، اور ان کے لئے وہاں ہر قسم کے پھل ہونگے اور انکے رب کی طرف سے بخشش ہوگی، اسی طرح دوسرے مقام پر فرمایا۔

"وجزاهم بما صبروا جنة وحريرا، متكين فيها على

---

(۱) رحمۃ اللہ الواسعۃ ج/۵ ص/۴۸۵

(۲) سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر۔ ۳۱

(۳) سورہ محمد آیت نمبر۔ ۱۵

الارئک لا یرون فیھا شمسا ولا زمھریرا، الی آخر الایة
وسقھم ربھم شرابا طھورا"(۱)

ایک جگہ یوں منظر کشی فرمائی:

"ان للمتقین مفازا، حدائق واعنابا وکواعب اترابا"(۲)

اس طرح مختلف مقامات پر قرآن کریم میں لفظ طعم اور طعام کے مصدر سے اڑتالیس (۴۸) الفاظ آئے ہیں، ان میں سے ایک تہائی حصہ یعنی سولہ (۱۶) الفاظ کھلانے کی تاکید و فضیلت یا صاحبِ حیثیت کو کھلانے کی ترغیب وتحریض دلانے کے بارے میں آئی ہیں۔(۳)

دنیامیں ضیافت الٰہی کی شکلیں

اس دنیا جو بندہ بھی آتا ہے وہ عارضی اور وقتی حیات لیکر آتا ہے، مہمان اس کو کہا جاتا ہے جو کچھ عرصہ کے لئے کسی کے یہاں قیام کرے اس اعتبار سے دنیا میں آنے والا ہر بندہ اللہ کا مہمان ہوتا ہے یہ جہاں تمام بندوں کے لئے اللہ کا مہمان خانہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے سبھی مہمانوں کے لئے ضیافت اور ضروریات کا مکمل انتظام کیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

"ومامن دآبة فی الارض الاعلی اللہ رزقھا ویعلم
مستقرھا ومستودعھا کل فی کتب مبین"(۴)

روئے زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں جس کا رزق اللہ تعالی نے اپنے ذمہ نہ لے رکھا ہو، وہ اس کے مستقل ٹھکانے کو بھی، ہر بات ایک واضح کتاب میں درج ہے۔

رحم مادر سے مقام موت تک کونسی مخلوق کہاں ہے؟ اللہ کو ہر ایک کا علم ہے اور وہ

---

(۱) سورۃ الدھر آیات نمبر۔ ۱۲تا ۲۱
(۲) سورۃ النباء آیات نمبر۔ ۳۱ تا ۳۶
(۳) اسلام میں رفاہ عام کا تصور ص/ ۸۶
(۴) سورہ ھود آیت نمبر/ ۶

اپنے علم کے مطابق اپنی ہر مخلوق کو اس کا مقرر کیا ہوا رزق پہنچا تا ہے، دوسرے مقام پر ارشاد باری ہے:

”وکاین من داآبۃ لاتحمل رزقھا اللہ یرزقھا وایاکم وھو السمیع العلیم“(۱)

اور کتنے ہی جانور ایسے ہیں جو اپنا رزق اپنے ساتھ اٹھائے نہیں پھرتے اللہ تعالی انہیں اور تمھیں بھی رزق دیتا ہے اور وہی ہے جو ہر بات سنتا ہر بات جانتا ہے۔علماء نے فرمایا کہ رزق کی دو قسمیں ہیں؟ ایک رزق حقیقی جس پر ضروریات زندگی کا مدار ہوتا ہے یہ تو اللہ نے اپنے ذمہ لے لیا ہے دوسری قسم رزق مجازی اس کے لے انسانوں کو اسباب عادیہ کا پابند فرمایا ہے(۲)

خدائے رب ذوالجلال کو اگر کوئی جگہ یا زمین کا کوئی حصہ محبوب ہے تو وہ مساجد ہیں مساجد اللہ کا گھر ہوتی ہیں، اور صاحب خانہ میزبان ہوتا ہے اور آنے والا مہمان ہوتا ہے، جو بندہ بغرض عبادت مسجد آتا ہے، وہ اللہ کا مہمان ہوتا ہے، کوئی بندہ مسجد میں آکر نماز ادا کرتا ہے تو اس نے ایک فرض عین ادا کیا ہے لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ اللہ اپنے گھر میں آنے والے کا اعزاز فرماتے ہیں، اس کی ضیافت کرتے ہیں، ایک حدیث میں آتا ہے ”حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص صبح کو مسجد جائے یا شام کو مسجد جائے تو اللہ اس کی مہمانی کیے لئے تیار رہے گا خواہ وہ صبح جائے یا شام کو۔

”من اعد الی المسجد او راح اعدّاللہ لہ فی الجنۃ نزلاً کلما غدا او راح“(۳)

(۱) سورۃ العنکبوت آیت نمبر۔ ۶۰

(۲) گلدستہ احادیث ج/ ۶ ص/ ۱۹۵

(۳) صحیح بخاری حدیث نمبر۔ ۶۶۲ صحیح مسلم حدیث نمبر۔ ۶۶۹

ایک پہلو یہ بھی ہے کہ رب کے یہاں مہمانوں کے بھی مختلف درجے ہوتے ہیں، وہ اس لحاظ سے کہ مسجد کو کچھ لوگ بہت دور سے آتے ہیں اور کچھ قریب سے، بعض بہت پہلے مسجد میں آتے ہیں، بعض بہت بعد میں آتے ہیں ،ان تمام کو اجر وثواب بھی اس فرق مراتب کے اعتبار سے دیا جاتا ہے چنانچہ حدیث میں آتا ہے ”حضرت ابوموسیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں میں نماز کے ثواب کے اعتبار سے بڑے درجے کا آدمی وہ ہے جو ان میں سب سے دور کا ہے اس کو سب سے زیادہ چلنا پڑتا ہے اور جو شخص نماز کے لئے ٹھہرا رہے، یہاں تک کہ امام کے ساتھ اس نماز کو پڑھے تو ثواب کے اعتبار سے اس کا درجہ اس شخص سے بڑا ہے جو نماز پڑھ لے اور سو جائے“۔

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ :قَالَ النَّبِيُّ ﷺ :أَعْظَمُ النَّاسِ أَجْرًا فِي الصَّلَاةِ أَبْعَدُهُمْ فَأَبْعَدُهُمْ ممشًى، وَالَّذِي يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ، حَتَّى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْإِمَامِ، أَعْظَمُ أَجْرًا مِنَ الَّذِي يُصَلِّي ثُمَّ يَنَامُ(۱)

ضیافت اہل جنت کی صفت ہے

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کی جہاں دیگر صفات بتلائی ہیں، وہیں کھلانے کی صفت کو بھی بطور خاص ذکر کیا:

”وما ادراك ما العقبة فك رقبة او اطعام فی یوم ذي مسغبة يتيما ذا مقربة او مسكينا ذا متربة ثم كان من الذين امنوا وتواصوا بالصبر وتواصوا بالمرحمة اولئك اصحاب الميمنة“(۲)

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر۔ج ۱/ص ۲۳۳ صحیح مسلم ج ۱/ص ۴۶۰

(۲) سورۃ البلد۔آیت نمبر ۱۲۔۲۰

اور تم کیا جانو کہ کیا ہے وہ دشوار گزار گھاٹی؟ کسی گردن کو غلامی سے چھڑانا، یا فاقے کے دن کسی قریبی یتیم یا مسکین کو کھلانا، پھر (اِس کے ساتھ یہ کہ) آدمی ان لوگوں میں شامل ہو جو ایمان لائے اور جنہوں نے ایک دوسرے کو صبر اور (خلق خدا پر) رحم کی تلقین کی، یہ لوگ ہیں دائیں بازو والے(۱) ایسے ہی نبی ﷺ نے کھانا کھلانے کو اہل جنت کی صفات سے متعلق یہ ارشاد فرمایا ہے کہ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ دریافت فرمایا آج تم میں سے کس نے روزہ کی حالت میں صبح کی؟ حضرت ابو بکرؓ نے کہا میں نے، فرمایا کہ آج تم میں سے کس نے مسکین کو کھِلایا؟ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا میں نے، فرمایا آپ ﷺ آج تم میں سے کس نے جنازے میں شرکت کی، حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا میں نے، آپ ﷺ نے فرمایا جس آدمی میں یہ عادت جمع ہو جائیں وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔

”من اصبح منكم اليوم صائما؟ فقال ابو بكر رضي الله عنه انا،
فقال من اطعم منكم اليوم مسكينا؟ فقال ابو بكر انا۔
قال :من تبع منكم اليوم جنازة؟قال ابوبكر رضي الله عنه انا ما
اجتمعت هذه الخصال قط فی رجل الا دخل الجنة“۔(۲)

جنت کا خاص دروازہ مسلمان کو پیٹ بھر کھلانے والا جنت میں خاص دروازے سے داخل ہوگا، حدیث میں ہے کہ ”جو کسی مسلمان کو بھوک میں کھانا کھِلا کر سیر کر دے تو اللہ تعالی اُسے جنت میں اُس دروازے سے داخل فرمائے گا، جس میں سے ایسے ہی لوگ داخل ہوں گے، ایک اور حدیث میں ارشاد نبوی ﷺ مذکور ہے کہ حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں، ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے ایسا عمل سِکھا دیجئے جو مجھے جنّت میں لے جائے، فرمایا اگرچہ تم نے کلام مختصر کیا ہے مگر سوال بہت

---

(۱) آسان ترجمہ قرآن مفتی تقی عثمانی

(۲) صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب من جمع الصدقۃ وأعمال البر، حدیث نمبر۔ ۱۰۲۸

بڑا کیاہے، غلام آزاد کرواور گردن چھڑاؤ اگر تمہیں اسکی طاقت نہ ہوتو بھوکے کو کھلاؤ اور پیاسے کو پلاؤ۔

”لإنْ کُنْتَ أَقْصرتَ الخطْبَۃَ لَقَدْ أَعْرَضْتَ المسْئَلَۃَ، أَعْتِقِ النَّسمَۃَ،

وَفُکَّ الرَّقبَۃَ، فَإِنْ لَمْ تُطِقْ ذٰلِکَ فَأَطْعِمِ الجائِعَ، وَاسْقِ الظَّمْآنَ“۔(۱)

ایک مقام پر اللہ رب العزت نے اہل جنت کے اوصاف کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ مسکینوں ،یتیموں کو اور (کافر) قیدیوں کو محبت وشفقت کی بنیاد پر کھانا کھلاتے ہیں ،غیر مسلم قیدیوں کو بھی کھلانا بڑے ثواب کی بات ہے، یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ سورۃ الدھر میں قیدیوں کو کھلانے سے مراد بدر کے کافر قیدی ہیں ،جن لوگوں کو حضرات صحابہؓ نے کھلایا تھا، وہ کافر تھے، کافر کو کھلانے پر اس قدر ثواب ہے تو مومن کو کھلانے پر کس قدر ثواب ہوگا، علامہ سیوطیؒ نے اس آیت کریمہ کے تحت حضرت قتادہؓ کا قول ذکر کیا ہے کہ اللہ نے قیدیوں کے کھلانے کا حکم بیان کیا ہے جو مشرک تھے،تو پھر مسلمان بھائیوں کے کھلانے کا کیا (ثواب) ہوگا۔

”وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا“(۲)

مہمان زحمت نہیں رحمت ہے

عہد ماضی میں ہر شخص مہمان کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیتا تھا،مہمان نوازی میں ایک دوسرے سے سبقت ہوا کرتی تھی ،مہمان کے لئے اپنی قیمتی چیز نچھاور کر دیتے تھے، مہمان کی خاطر مدارات کرنے کا رواج دنیا کی تمام مہذب قوموں کا شعار رہا کرتا تھا، بزبان حال یہ جملہ”مہمان زحمت نہیں رحمت ہے“ ہوا کرتا تھا،لیکن آج مہمان نوازی جہاں عوام میں مفقود ہوتی نظر آرہی ہے، وہیں دینی حلقوں میں بھی اس کی طرف توجہ کم ہی نظر آتی ہے،مہمان نوازی کے لیے زیادہ مال و دولت کی ضرورت نہیں ہے، اللہ نے جس قدر عطا کیا ہے اسی

---

(۱) المسند للامام أحمد، مسند البراء بن عازب، حدیث نمبر۔ ۱۸۸۵۰

(۲) سورہ الدھر آیت نمبر۔ ۸

کے مطابق ضیافت کی جاسکتی ہے، مہمان آپ کے دسترخوان پر اپنا رزق کھاتا ہے، مہمان عیوب پوشی کا باعث ہے، مہمان نوازی دکھاوے کے لیے نہیں بل کہ اسے دین و ایمان کا حصہ سمجھ کر انجام دیا جائے، مہمانی اور میزبانی کے آداب کی مکمل رعایت کی جائے تو اتحاد، محبت اور ہمدردی کا ماحول پیدا ہوگا، اپنے معاشرے میں مالدار ہو یا غریب، رشتہ دار ہو یا نہ ہو، ایمان و انسانیت کی بنیاد پر ہر مہمان کا اکرام کیا جائے، سخاوتِ نفس کی ایک شکل یہ ہے کہ اگر کوئی مسافر اُس کے گھر میں ٹھہرنا چاہے تو بجائے تنگ دلی کے وسعتِ قلبی کے ساتھ اُس کے کھانے پینے اور قیام کا اہتمام کیا جانا چاہئے۔

اسلام میں کفارے کی صورت میں ضیافت کو عام کیا گیا

کفارے کی تین صورتیں ہیں (۱) غلام آزاد کرنا (۲) روزے رکھنا جو تعداد اور شرائط کے لحاظ سے بعض مرتبہ مشکل ہیں (۳) کھانا کھلانا (۱) قسم توڑ دی تو دس مساکین کو کھانا کھلایا جائے، جو روزہ نہ رکھ سکے وہ مسکین کو کھانا کھلائے، جو روزہ توڑ بیٹھے وہ ساٹھ مساکین کو کھلانے کا اہتمام کرے۔ (۲) حج کی ادائگی میں کوئی غلطی کوتاہی ہو جائے تو قربانی کرے۔ (۳) احرام کی حالت میں شکار کر بیٹھے تو قربانی دے۔ (۴) حج کی تکمیل میں قربانی۔ (۵) سال بھر میں ایک مرتبہ قربانی۔ (۶) زمین کی پیداوار پر عشر کا وجوب، (۷) نصاب کے بقدر مال پر سال گزرنے سے زکوۃ کی فرضیت، (۸) ولیمہ کی دعوت۔ (۹) بچہ کی پیدائش پر عقیقہ کا حکم (۱۰) نومولود کے سر کے بالوں کے ہم وزن چاندی صدقہ کرنا۔ (۱۱) جس کے گھر کوئی فوت ہو جائے تو تالیف قلب کیلئے تین دن تک میت کے گھر کھانا بھیجا جائے، حضرت ابوموسیٰؓ سے ایک حدیث مروی ہے کہ: بھوکے کو کھانا کھلاؤ، بیمار کی عیادت کرو اور قیدی کی رہائی کا بندوبست کرو۔ "أطعموا الجائع وعودوا المريض و وفكوا العاني"(۱) یہ سارا نظام اسلامی دراصل خدا کی اس عظیم صفت وخوبی کی غیر ارادی طور پر مشق کروانا ہے، جس سے بندہ

(۱) شعب الایمان حدیث نمبر۔ ۳۳۶۷

کے اندر مال کی حرص کم ہو اور آخرت کا شوق پیدا کرنا ہے، مزید یہ کہ غریب اور مسکین کی محتاجگی کا پتہ بھی ہو، علامہ ابن حزمؒ نے المحلیٰ میں لکھا ہے کہ: جس شخص کے پاس زائد از ضرورت چیز ہو اور وہ اپنے مسلمان بھائی کو بھوکا ننگا دیکھے مگر اُسے کچھ نہ دے تو اس نے بلاشبہ اس پر کوئی رحم نہیں کیا۔

"ومن كان على فضلة ورأى المسلم أخاه جائعا عريان ضائعا فلم يغثه فما رحمه بلاشک"(۱)

یہ گویا خوشحال لوگوں کے مال میں ناداروں کا حق ہے، آپ ﷺ نے فرمایا ایک شخص کا کھانا دو افراد کیلئے کافی ہے۔ "طعام الواحد يكفي الاثنين"(۲)

گویا ہر کھانا رکھنے والے کے کھانے میں بھوکے شخص کا حصہ ہے، حضرت علیؓ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے دولت مندوں کے مال میں ناداروں کے لئے ایک حصہ لازمی طور پر رکھا گیا ہے، لہٰذا غریبوں کو حق حاصل ہے کہ اپنی بھوک اور برہنگی کو دور کرنے کے لئے دولت مندوں سے بقدرِ ضرورت مال حاصل کریں، ایسے سرمایہ دار جو دوسروں کی ضروریات کا خیال نہ رکھے، اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اُن سے قیامت کے روز باز پُرس کرے اور اُنہیں عذاب دے۔

"إن الله تعالى فرض على الأغنياء في أموالهم بقدر ما يكفى فقراء هم فإن جاعوا أو عروا وجهدوا فبمنع الأغنياء وحق على الله تعالىٰ أن يحاسبهم يوم القيامة ويعذبهم عليه"(۳)

---

(۱) المحلی لابن حزم ج/ ۴ ص/ ۱۷۵۷

(۲) صحیح مسلم حدیث نمبر۔ ۲۰۵۹

(۳) المحلّی لاابن حزم ج/ ۶ ص/ ۱۵۸

دنیا کی تہذیبوں میں اسلامی تہذیب کا امتیاز

موجودہ دور میں مغربی تہذیب نے جہاں ہر چیز کو پیسے کے ترازو میں تولا ہے وہاں کھانے پینے اور خوراک کو بھی حرص ولالچ اور طمع سے آشکارا کر دیا ہے، سال بھر میں خوراک کا ایک عالمی دن منانے والے ہر سال ہزاروں ٹن گندم صرف اس لیے سمندر میں بہا دیتے ہیں کہ بازار میں بھیج دینے سے گندم کی مارکیٹ مندے کا شکار ہو جائے گی اور صحیح دام نہیں ملیں گے، جبکہ دنیا بھر میں ہر سال ہزاروں نہیں لاکھوں لوگ محض بھوک کے مارے موت کی آغوش میں چلے جاتے ہیں، تف ہے انسانیت کے ان ٹھیکیداروں پر جو ہر ماہ کے آخر میں دودھ کے بھرے ہوئے ٹینکر مٹی کے گڑھوں میں بہا دیتے ہیں، کیونکہ اس دودھ کی برآمد کے لیے انہیں مناسب رقم کی بولی میسر نہیں آتی، اور کیا کہیے ان نام نہاد خیر خواہان انسانیت کو جو پاگل گایوں کا گوشت افریقی اور ایشیائی ممالک میں برآمد کر دیتے ہیں، کیوں کہ یہاں بھوک سے لوگ تڑپ رہے ہوتے ہیں، اور ان سیکولر تہذیب والوں کو ان بھوکوں پر بہت ترس آرہا ہوتا ہے، بقول علامہ اقبالؒ ع۔

پیتے ہیں لہو دیتے ہیں تعلیم مساوات

اور یہی حقیقت ہے کہ کئی خوراک کے عالمی دن آئے اور گزر گئے لیکن کیا اس دنیا سے بھوک کم ہوئی لیکن اس تناظر میں اسلامی تعلیمات، اور اسکا دور اقتدار کا حقیقت پسندانہ جائزہ لیں گے، تو معلوم ہوگا کہ اسلامی تہذیب نے دنیا پر ایک ہزار سالوں تک حکمرانی کی اور ہر دن خوراک کا دن ہوتا تھا، پوری اسلامی تاریخ میں کہیں کوئی ہوٹل کا پتہ نہیں ملتا، اور لاکھوں لوگ ایک ملک سے دوسرے ملک کا سفر طے کر رہے ہیں اور انکے کھانے، رہنے، اسی طرح دیگر ضروریات بھی پوری ہوتی تھی، واقعہ یہ ہے کہ اُس وقت شہر کے رؤسا باہر نکل کر دور دور تک دیکھا کرتے تھے، کہ اگر کوئی مسافر آرہا ہو تو اسے مہمان بنا کر اپنے ہاں لے جائیں، نجی محفلوں میں یہ بات باعث فخر ہوتی کہ کس کے یہاں کتنے زیادہ مہمان قیام پذیر ہیں، اور کس

کے یہاں کتنا وسیع دستر خوان چنا گیا ہے، دورِ فاروقی میں جب اسلامی انقلاب، نبوی پیشین گوئیوں کی منازل کو چھور ہا تھا، تو سب انسان مسلمان نہیں ہو گئے تھے، اور نہ ہی سب مسلمان متقی و پرہیز گار ہو چکے تھے، لیکن انسان کی بھوک شکم سیری میں ضرور بدل چکی تھی، اور ہر پیدا ہونے والا بچہ شہری کی حیثیت سے حکومت وقت سے اپنا وظیفہ وصول کرتا تھا۔(۱)

مہمان نوازی اور موجودہ معاشرہ کی کوتاہی

یہ بات قابل افسوس ہے کہ کتاب وسنت میں مہمان نوازی کی اس قدر اہمیت ہوتے ہوئے بھی آج مسلمانوں میں یہ وصف نمایاں نظر نہیں آتا، تاہم اس بات سے انکار قطعاً نہیں کہ ان میں آج بھی مہمان نواز ہیں، لیکن ایسے لوگ شاذ ہونے کی وجہ سے معدوم ہونے کے حکم میں ہیں، اور اس کمی کی ایک وجہ یہ ہے کہ ہمارا تمدن اسلامی سادگی کو کھو چکا ہے، اور جو بے تکلفی اور سادگی اسلام کے اُن شیدائیوں کی زندگیوں میں نظر آتی تھی، وہ ہمارے اندر دکھائی نہیں دیتی، ہمیں تکلفات نے ایسی بری طرح آ گھیرا ہے کہ مہمان نوازی کے لیے اعلیٰ سے اعلیٰ سامان اور عمدہ سے عمدہ کھانوں کو ہم ضروری سمجھنے لگ گئے ہیں، اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اگر مہمان کو اس سے بہت بڑھ کر کھانا پیش نہ کر سکے جو خود عام طور پر گھروں میں کھاتے ہیں تو یہ ہلکا پن ہوگا، اور وقار میں فرق آئے گا، اس قسم کے خیالات کی وجہ سے مہمان نوازی کی سعادت سے محرومی مقدر بن جاتی ہے، مہمان کے سامنے ماحضر پیش کر دینا کوئی معیوب نہیں ہے، بغیر بوجھ برداشت کئے ثواب بھی حاصل کیا جا سکتا ہے، اور جو استطاعت رکھتا ہو اس کے لیے چاہئے کہ مہمان نوازی کا اہتمام اور مہمان کا ہر حال میں احترام کرے، لیکن حاشا وکلّا اس کا یہ مطلب نہیں کہ پُر تکلف اہتمام ہوگا تو ہی مہمان نوازی کریں گے ورنہ نہیں کریں گے۔

---

(۱) بحوالہ یو این این

باب
ضیافت کے احکام وآداب

اسلام پورا کا پورا ادب ہے ’’الاسلام کلہ ادب ‘‘ یہ اسلام کی ہی خوبصورتی ہے کہ اس نے اپنے ماننے والوں کو زندگی گذارنے کا عملی طور پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایک طریقہ کے ذریعہ بتلادیا ہے، نیز دین اسلام نے ہمیں خالق ومخلوق کا، بڑے چھوٹے کا،مسلم وغیر مسلم کا،مرد وعورت کا استاذ شاگرد کا،اور کھانے، پینے،سونے، جاگنے غرض ہر چیز کا ادب سکھایا ہے اس باب میں ضیافت کے آداب واحکام کو بیان کیا گیا ہے۔

دعوت دینے کا حکم

سب لوگ اپنے گھر پر کھانا کھاتے ہیں ،اور جب موقع ہوتو دعوت بھی کرتے ہیں حضرت نبی ﷺ نے خود بھی اپنے گھر پر کھانا تناول فرمایا ہے اور دوسروں کو بھی کھلایا اور دوسروں نے بھی آپ ﷺ کی دعوت کی اور آپ ﷺ تشریف لے گئے اور اس کے گھر پر کھانا تناول فرمایا،لہذا جو شخص بلا کسی رسم و رواج کے حسب استطاعت شرعی حدود میں کسی مسلمان کو کھانے کی دعوت کرے تو یہ عمل سنت نبوی ﷺ ہے۔حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم رحمٰن کی عبادت کرو اور کھانا کھلاؤ اور سلام کی پھیلاؤ تو تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاو گے

"قال رسول الله ﷺ اعبدا الرحمن واطعمو الطعام، وافشو السلام تدخلوا الجنة"(۱)

دعوت قبول کرنے کا حکم

جو شخص خلوص سے دعوت کرے اور حلال کھانا کھلائے،اس کی دعوت قبول کرنا سنت ہے،اگر کوئی عذر ہو تو معذرت کر دی جائے،جو شخص ریا کاری اور فخر کے لئے کھلائے،یا حرام کھانا کھلائے تو اسکی دعوت قبول نہ کی جائے(۲) دعوت قبول کرنا آپ ﷺ کی سنتِ مبارکہ ہے،آپ ﷺ نے مسلمان کی دعوت قبول کرنے کا حکم فرمایا ہے،اور اُسے مسلمان کا حق بتایا ہے،حدیث شریف میں صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ''جس نے دعوت (جو سنت کے مطابق ہو) منظور نہ کی تو اُس نے خدا اور اُس کے رسول کی نافرمانی کی''۔تاہم اگر کوئی عذر ہو یا دعوت میں کوئی منکر پایا جائے وغیرہ،تو دعوت میں حاضر نہ ہونے میں حرج نہیں ہے۔

---

(۱) ترمذی حدیث نمبر۔ ۱۸۵۵

(۲) فتاوی محمودیہ ج/۱۸ص/۹۵

"عن عبد الله بن عمر رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله ﷺ ائتوا الدعوة إذا دُعيتم۔"(۱) "عن عبد الله بن عمر رضی اللہ عنہ قول قال رسول الله ﷺ أجيبُوا ہٰذه الدعوة إذا دُعيتم لها۔ "" قال و كان عبد الله بن عمر يأتي الدعوةَ في العُرس وغيرِ العُرس، ويأتيها وهو صائم۔"(۲)

دعوت قبول کرنے میں کیا نیت ہو؟

دعوت قبول کرنے سے ایک وقت پیٹ بھر کھانے کی نیت نہ کرے، اگر یہ نیت کرے گا تو قبولِ دعوت دنیا کا عمل قرار پائے گا، بلکہ نیت صحیح ہونی چاہیے تا کہ قبول دعوت آخرت کا عمل محسوب ہو اور اس کی صورت یہ ہے کہ دعوت قبول کرنے میں رسول اکرم ﷺ کی اتباع کی نیت کرے اور یہ بھی نیت کرے کہ اگر دعوت قبول کروں گا تو میرا یہ عمل اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہو گا کیونکہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا "من لم یجب الداعی فقد عصی اللہ ورسولہ" یعنی جس شخص نے داعی کی دعوت قبول نہیں کی اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔(۳) یہ نیت بھی ہونی چاہیے کہ دعوت میں شرکت کے ذریعہ مجھے اپنے بھائی سے ملنے کا موقع بھی ملے گا، اس طرح مدعو ان لوگوں میں شمار ہو گا جو اللہ تعالیٰ کے لیے ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں۔ ایک حدیث (قدسی) میں ہے "وَجَبَتْ محبّتِي للمُتَباذِلِينَ في وَجَبَتْ محبّتِي للمُتَزَاوِرِينَ فِيّ"۔ یعنی میری محبت آپس میں خرچ کرنے والوں کے لئے اور میری محبت آپس میں ملاقات کرنے والوں کے

(۱) صحیح مسلم حدیث نمبر۔ ۱۴۲۹
(۲) صحیح مسلم حدیث نمبر۔ ۱۴۲۹
(۳) احیاء علوم الدین عربی ص ۲/ ۴۴۷

لئے واجب ہے۔(۱)

دعوت میں بذل وانفاق (خرچ) پہلے سے موجود ہے جس کا تعلق داعی سے ہے، اب مدعو کو چاہیے کہ زیارت وملاقات کی نیت کر کے دوسرا پہلو بھی مکمل کر دے، ایک نیت یہ ہونی چاہیے کہ میں یہ دعوت اس لیے قبول کر رہا ہوں تاکہ لوگ میرے متعلق بدگمانی میں مبتلا نہ ہوں یا یہ خیال نہ کریں کہ دعوت مسترد کر کے میں نے مسلمان بھائی کی تحقیر کی ہے، اگر کوئی شخص دعوت قبول کرتے وقت یہ تمام نیتیں کرے تو اس کے اجر وثواب کا کیا ٹھکانا، لیکن اگر ان میں سے ایک نیت بھی کی تو ان شاء اللہ قربت کا باعث ہوگی، ایک بزرگ فرماتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ ہر عمل میں میری ایک نیت ہو، یہاں تک کھانے اور پینے میں بھی نیت کروں، نیت کے سلسلے میں حضور اکرم ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ ''إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ'' یعنی اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔(۲) یہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ نیت صرف مباح اموراور طاعات میں مؤثر ہوتی ہے، ان امور میں مؤثر نہیں ہوتی جن سے منع کیا گیا ہے۔

دعوت کا مقصد

دعوت کا مقصد یہ ہو کہ باہمی اخوت بڑھے، ایک دوسرے کی عزت وتکریم میں اضافہ ہو، پیار والفت، محبت ومودت میں تازگی پیدا کی جائے، راحت رسانی اور دوسرے کی اعانت ہو، نہ کہ شہرت وناموری رسم رواج اور مادی اغراض وابستہ ہو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا فخر وتفاخر کرنے والوں کے کھانے سے منع فرمایا ہے،

''کان ابن عباس رضی اللہ عنہ یقول ان النبی ﷺ نھی عن طعام المتکبرین ان یؤ کل''(۳)

---

(۱) طبرانی معجم اوسط ج ر ۶ ص ر ۶۱

(۲) صحیح بخاری ص ر ۵۴ صحیح مسلم حدیث نمبر ۱۹۰۷

(۳) ابوداؤد حدیث نمبر ۔ ۳۷۵۴

کسی مسلمان کی دعوت سے متعلق زیادہ تحقیق نہ کرے

جس مسلمان کے مال سے متعلق حلال وحرام ہونے کا کچھ پتہ نہ تو اس کی دعوت قبول کرلینا جائز ہے، اور مال کے بارے میں تحقیق و جستجو اور کھوکرید کرنے کی ضرورت نہیں ہے، حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے مسلمان بھائی کے یہاں جائے اور وہ اس کو کوئی کھانا کھلائے تو اس کو چاہیئے کہ وہ اس کا کھانا کھالے اور اس سے اس کے (حلال وحرام) کے متعلق کھود کرید نہ اور اگر کوئی چیز پلائے تو اسے چاہیئے کہ اس چیز کو پی لے اور اسکے متعلق (حلال وحرام) تحقیق نہ کرے۔

"قال رسول الله ﷺ اذا دخل احدکم علی اخیه المسلم فاطعمه طعاما فلیاکل من طعامه ولا یساله عنه وان سقاه شرابا من شرابه فلیشرب من شرابه ولا یساله عنه" (۱)

مہمان نوازی میں تکلف کرنے کی ممانعت

حضرت شقیق بن عبد اللہؓ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سلمانؓ کے پاس مہمان گئے تو انھوں نے موجود پانی سے ہماری ضیافت فرمائی اور فرمایا اگر یہ بات نہ ہوتی کہ رسول اللہ ﷺ نے مہمان کے لئے تکلف کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں تمہارے لئے تکلف ضرور کرتا۔

" عن شقیق رضی الله عنه قال لولا ان رسول الله ﷺ نهی عن التکلف للضیف لتکلفت لکم" (۲)

---

(۱) مسند احمد حدیث نمبر۔ ۹۱۸۴

(۲) مسند احمد ج ر ۵ ص ر ۴۴۱ بحوالہ منہیات کا انسائیکلو پیڈیا ص ر ۱۹۱

نیک ومتقی کی ضیافت کرے

دعوت کرنے والے کو چاہئے کہ وہ فساق وفجار کی دعوت نہ کرے،بل کہ نیک اور پرہیز گار کو مدعو کرے،کسی شخص نے حضور اکرم ﷺ کی دعوت کی تو آپ ﷺ نے اس کے حق میں یہ دعا فرمائی ”أَكَلَ طَعَامَكُم الأَبْرَارُ“ یعنی تیرا کھانا نیک لوگ کھائیں (۱) حضرت ابوسعید خدریؓ نے فرمایا آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ آپ مومنوں کی صحبت اختیار کریں اور آپ کا کھانا متقی لوگ کھائیں۔

”قال رسول اللہ ﷺ لاتصاحب الامومنا ولاياكل طعامک الاتقی“(۲)

فقراء کو بھی دعوت میں مدعو کرے

دعوت میں غرباء کو بھی شریک کرلینا چاہئے،نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: بے برکت اور اجروثواب سے خالی کھانوں میں سے ولیمہ کا وہ کھانا ہے،جس میں امیروں،وزیروں کو تو مدعو کیا جاتا ہے،مساکین وفقراء کو نظر انداز کردیا جاتا ہے،جو دعوت کو قبول نہ کرے،وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا نافرمان ہے۔

”عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ انه كان يقول بئس الطعام طعام الوليمة يُدعى إليه الأغنياءُ ويُتركُ المساكين، فمن لم يأت الدعوةَ فقد عصى الله ورسوله۔“(۳)

---

(۱) المسند الجامع ج/۲ ص/۲۳۵

(۲) ترمذی حدیث نمبر۔ ۲۳۹۵

(۳) صحیح البخاری،کتاب النکاح/باب اِجابۃ الداعی فی العرس وغیرہا حدیث نمبر۔ ۵۱۷۷-۵۱۷۹

صحیح مسلم کتاب النکاح باب الأمر باِجابۃ الداعی اِلی دعوۃ/۱ ۴۶۲ حدیث نمبر۔ ۱۰۳-۱۴۲۹-۱۴۳۲

غریبوں کو شریک کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ ولیمہ میں صرف اپنے غرباء ہی بلائے جائیں، متوسط یا اہل ثروت کو نظر انداز کیا جائے اور نہ کسی بندے کیلئے یہ ممکن ہے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ مسنون و مستحب دعوتوں میں ان کا بھی خیال رکھا جائے، امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ ضیافت کے موقع پر بطور خاص رشتہ داروں کو نظر انداز نہ کرنا چاہئے کیوں کہ ایسا کرنے سے آپسی نفرت اور باہمی تعلقات خراب ہوتے ہیں، اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ دعوت دیتے وقت درجہ بندی کا خیال رکھا جائے، اگر بے وجہ بعض کو بعض پر ترجیح دی جائے گی، تو اس سے بھی دلوں کو ٹھیس پہنچے گی۔(۱) اور دوستوں اور جان پہچان کے لوگوں کی دعوت میں فرق مراتب کا لحاظ رکھے۔(۲)

مدرسہ کی آمدنی سے مہمانوں کی ضیافت کرنا کیسا ہے؟

اگر مدرسہ وقف اور آمدنی سے مراد لوگوں کا چندہ ہے تو اس کا مصرف مدرسہ کے مصالح ومفاد ہے، اگر مدرسہ کے پیسے زکوۃ کے ہیں مہتمم کا ان پیسوں سے مہمانوں کو کھانا کھلانا درست نہیں ہے، اور اگر نفلی صدقات ہیں اور مہمان مدرسے ہی کی کسی مناسبت سے آئے ہیں ذاتی مہمان کے لئے کھانے کا انتظام کرنا درست ہوگا، لیکن ذاتی مہمانوں کے لئے ان پیسوں کے استعمال کی اجازت نہیں ہوگی، مدارس کے وقف اموال کے دن مصارف بہت نازک اور قابل احتیاط امور ہیں، قیامت اللہ کے حضور جواب دہی کا استحضار رکھا جائے۔(۳)

مسجد کی رقم سے جماعت کو دعوت دینا

مسجد کا پیسہ صرف مصالح مسجد میں خرچ ہونا چاہئے، جماعت کے ساتھی مصالح مسجد

---

(۱) احیاء علوم الدین ج / ۲ ص / ۱۳

(۲) ماہنامہ مظاہر العلوم اگست ۲۰۲۳ء

(۳) آن لائن فتوی علامہ یوسف بنوری بنوری ٹاؤن فتوی نمبر۔ ۱۴۴۲۱۲۲۰۱۵۰۶

میں داخل نہیں ہیں۔ امام ومؤذن مصالح مسجد میں داخل ہیں، چھوٹی سے چھوٹی چیز کا استعمال بھی جماعت والوں کو اپنے پاس سے پیسہ خرچ کر کے استعمال کرنا چاہئے۔(۱)

کن صورتوں میں ضیافت قبول نہ کرے

دعوت قبول نہ کرنے کی چند صورتیں۔۔۔

۱۔ دعوت مشتبہ مال سے ہو۔

۲۔ صرف مالداروں کو بلایا گیا ہو۔

۳۔ دعوت قبول کرنے میں کسی شر کا اندیشہ ہو۔

۴۔ نامناسب جگہ دعوت دی جارہی ہو۔

۵۔ یا مدعو کے شر سے بچنے کے لیے دعوت دی جارہی ہو۔

۶۔ یا کسی حرام کام میں معاونت کرنے کے لیے دعوت دی جارہی ہے۔

۷۔ دعوت میں حرام اشیاء بھی رکھے گئے ہوں۔

۸۔ دعوت میں تصویر کشی، مخلوط مجمع ہو، سونے چاندی کے برتن استعمال کئے جارہے ہوں۔(۲)

ضیافت میں تین وجوہات سے قباحت پیدا ہوتی ہے

عام حالات میں مسلمان کی دعوت قبول کرنی چاہئے اور بعض ان دعوتوں کو جو سنت سے

---

(۱) دارالافتاء دارالعلوم دیوبند Fatwa 207 :-155/ B=03/ 1443

(۲) وأما الأعذار التي يسقط بها وجوب إجابة الدعوة أو ندبها، فمنها أن يكون في الطعام شبهة أو يخص بها الأغنياء أو يكون ہناک من يتأذى بحضوره معه أو لا تليق به مجالسته أو يدعوه لخوف شره أو لطمع في جاهه أو ليعاونه على باطل، وأن لا يكون ہناک منكر من خمرٍ أو لهوٍ أو فرش حريرٍ أو صور حيوانٍ غير مفروشة أو آنية ذہبٍ أو فضةٍ فكل ہذه الأعذار في ترک الإجابة نووی علی صحیح مسلم ج/۱ ص/۴۶۲

ثابت ہے، اگر بلا عذر منع کر دیا جائے تو فقہاء نے اسے معصیت قرار دیا ہے، اب جہاں تک ان دعوتوں کی بات ہے جس میں کسی نوعیت کی قباحت پیدا ہو جائے تو یہ قباحت تین نوعیت کی ہے اور اسی لحاظ سے اسکے احکام بھی ہیں۔

(۱) پہلی یہ قباحت مال کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے، یعنی داعی کے مال کے حرام ہونے کا شبہ ہے، اس سلسلہ میں فقہاء کہتے ہیں کہ جس کی کمائی کا غالب حصہ حرام آمدنی پر مشتمل ہو اسکی دعوت قبول کرنا ناجائز ہے، سوائے اسکے کہ وہ وضاحت کر دے کہ میں دعوت کیلئے بطور خاص فلاں حلال ذریعہ سے مال حاصل کیا۔

(۲) دوسری قباحت اعتقاد کے اعتبار سے پیدا ہوتی ہے، یعنی جس دعوت کی کوئی شرعی اصل نہیں بل کہ وہ ایک عام قسم کی دعوت ہے اور اسے شرعی اور اسلامی طریقہ سمجھ کر انجام دیا جائے اور اس کے نہ کرنے والوں کی دینی لحاظ سے غیر صائب تصور کیا جائے، تو یہ دعوت بدعت ہوگی اور اس کی حوصلہ شکنی کی جانی چاہئے، جیسے شادی سے پہلے کی رسومات اور چلہ وغیرہ۔

(۳) تیسرے یہ قباحت اس دعوت میں ہونے والی حرکتوں سے پیدا ہوتی ہے، مثلا ریکارڈنگ اور گانا بجانا وغیرہ، ایسی دعوتوں میں مقتدا لوگ شریک نہ ہوں، البتہ عام لوگ شریک ہو کر اگر روک سکیں تو رکوائیں، لیکن بہتر ان کے لئے بھی احتراز ہے۔(۱)

دعوت دینے میں ان لوگوں کا خیال رکھے

ان لوگوں کی دعوت سے گریز کرے جن کے بارے میں یہ علم ہو کہ وہ اپنے اعذار کے باعث شریک نہ ہوسکیں گے، یا یہ کہ اس طرح کی دعوتیں ان کے مزاج کے خلاف ہیں۔وہ بھی آ گئے تو حاضرین کی موجودگی ان کے لیے زحمت و پریشانی کا باعث ہوگی۔اور دعوت صرف ان لوگوں کی کرے جن کی قبولیت کا دل سے خواہش مند ہو، سفیان ثوریؒ فرماتے

(۱) کتاب الفتاوی ج/۶ ص/۱۹۵

ہیں کہ اگر کسی ایسے شخص کی دعوت کی جائے کہ دل سے اس کی آمد ناپسند ہوتو داعی پر ایک گناہ ہوگا، اور اگر مدعو نے دعوت قبول کرلی تو داعی پر دوگناہ ہوں گے کیونکہ اس شخص نے مدعوکو برا جاننے کے باوجود کھانے پر آمادہ کیا، اگر اسے معلوم ہوتا کہ داعی دل سے اس کی آمد پر متفق نہیں ہے تو وہ کبھی نہ آتا۔ متقی کو کھانا کھلانے سے تقویٰ پر اور فاسق کو کھانا کھلانے سے فسق پر اعانت ہوتی ہے ۔ ایک درزی نے حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ سے دریافت کیا کہ میں بادشاہوں کے کپڑے سیتا ہوں، کیا میرا یہ عمل ظلم کی اعانت کے مترادف ہے ۔ ابن مبارک نے جواب دیا کہ ظلم کی اعانت تو وہ لوگ کرتے ہیں جن سے تم سوئی اور دھاگا خریدتے ہو، تم ظلم کی اعانت کرنے کے بجائے نفس ظلم کا ارتکاب کررہے ہو۔(۱) ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں ہم ایسے لوگوں کو نہیں بلاتے جو آنہیں سکتے (۲) اسی طرح ایسے شخص کو دعوت میں نہ بلائے جس کی بدکرداری یا ترش روئی وغیرہ کی وجہ سے لوگ ناراض ہوتے ہوں جیسے شرابی، ظالم، کمزوروں کی حق تلفی کرنے والا۔(۳)

مہمان نوازی کے طریقے

مہمان کے اکرام اور خاطر تواضع میں وہ ساری باتیں داخل ہیں جو مہمان کے اکرام، آرام اور مسرت کا ذریعہ بنے جس سے مہمان کا دل خوش ہوتا ہو۔

۱۔ مثلاً خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی سے پیش آنا۔

۲۔ ہنسی خوشی اور مزاحیہ کلمات سے دل بہلانا۔

۳۔ اٹھنے بیٹھنے، سونے اور کھانے پینے کا بہتر انتظام کرنا۔

۴۔ اس کی ضروریات کا لحاظ رکھنا۔

---

(۱) محدث فورم

(۲) الآداب الشریعۃ والمنح المرعیۃ ج ۱/ص ۲۹۵

(۳) ماہنامہ مظاہر العلوم اگست ۲۰۲۳ء

۵۔اپنے معزز دوستوں سے تعارف اور ملاقات کرانا۔
۶۔تکلیف دہ باتوں سے پرہیز کرنا۔
۷۔خود بنفس نفیس خدمت کرنا۔
۸۔مہمان سے خدمت نہ لینا۔
۹۔گھر بلا کر کھلانا، کھانا گھر بھجوادینا، یا آخری صورت کھانے کی رقم دے دینا۔

دعوت کے بعد دعا مانگنے کا حکم

بعض علاقوں میں لوگ کسی کے پاس دعوت کھانے کے بعد آخر میں کسی ایک کو اجتماعی دعا کرانے کا کہہ کر سب لوگ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں، مختلف مواقع پر شریعت نے جو دعائیں تلقین کی ہیں ان میں اصل یہ ہے کہ ہاتھ نہ اٹھائے جائیں، تاہم اجتماعی دعا ہو اور ہاتھ اٹھا کر کر لی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور احادیث میں اس کا ثبوت ہے، اس لیے کسی کے ہاں کھانا کھانے کے بعد دعا کرنا جائز ہے اور اس میں ہاتھ بھی اٹھائے جاسکتے ہیں، البتہ اس کا التزام درست نہیں ہے۔

چنانچہ سنن ابی داؤد شریف کی ایک روایت میں موجود ہے کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابیؓ کے ہاں ضیافت کے موقع پر ان کے لیے ہاتھ اٹھا کر دعا بھی فرمائی تھی۔ دوسری روایت حضرت قیسؓ کیا یک طویل روایت ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت قیس بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ ان کے ساتھ واپس تشریف لائے اور سعدؓ نے آپ کے لیے پانی وغیرہ کے بندوبست کا حکم دیا، آپ ﷺ نے غسل فرمایا، پھر سعدؓ نے آپ ﷺ کو زعفران اور ورس میں رنگی ہوئی ایک چادر دی جسے آپ نے لپیٹ لیا، پھر آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور آپ ﷺ کہہ رہے تھے کہ اے اللہ! اپنی رحمت اور برکت نازل فرما سعد بن عبادہؓ کی اولاد پر۔ قیس کہتے ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے کھانا کھایا۔

ہاتھ بغیر اٹھائے دعا کرنے کے متعلق

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ابوالہیثم بن التیہانؓ نے حضور اکرم ﷺ کے لیے کھانا بنایا اور نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہ کو دعوت دی، جب سب لوگ کھانے سے فارغ ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کو اس کھانے کا بدلہ دو، صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ اس کا بدلہ کیا ہے؟ فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی کے گھر میں جائے اور اس کا کھانا کھائے اس کا پانی پیے اور اس کے واسطے دعا کرے یہی اس کا بدلہ ہے(۱)

﴿میزبانی کے آداب﴾

مہمان کا استقبال خوش دلی سے کرنا چاہیئے

مہمان کا خوش دلی سے استقبال کرنا چاہیئے، ناشناسا ہونے کے باوجود بھی مہمانوں کا اکرام کرنا چاہیئے، "سئل عن الامام الاوزاعی علیہ الرحمۃ ما اکرام الضَیفِ ؟ قالَ طَلَاقَۃُ الوجہِ وَطِیبُ الکَلَام" امام اوزاعیؒ سے پوچھا گیا کہ مہمان کا اکرام کیا ہے آپؒ نے فرمایا:

۱۔خندہ پیشانی ۲۔عمدہ کلام (۲) مہمان رزق میں برکت کا سبب ہوتا ہے، لہذا جب مہمان کا خندہ پیشانی کے ساتھ پرتپاک استقبال کرے (۳) قرآن مجید میں حضرت ابراہیمؑ کے واقعہ میں ان کے مہمان کے استقبال کا ذکر ہے "اِذْدَخَلُوا عَلَیہ فَقَالُوا سَلَامًا

---

(۱) دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن فتوی نمبر ۱۴۳۸۰۴۲۰۰۲

(۲) روضۃ العقلاء ونزھۃ الفضلاء ذکر الحث علی الضیافۃ واطعام الطعام ج ر ۱ ص ر ۲۶۱

(۳) اسلام کا نظام سلام ومصافحہ ص ر ۲۱۵

قَالَ سَلَامٌ"(۱) جب کہ مہمان ان کے پاس آئے پھر ان کو سلام کیا ابراہیمؑ نے بھی سلام کیا۔(۲)

غزوہ خیبر کے موقع پر حضرت جعفر طیارؓ کی آمد پر آپ ﷺ نے ان کا والہانہ استقبال کیا اور فرمایا"ما اَدْرِی انا افْرَحُ بِفَتْحِ خَیبر،او بِقُدُومِ جَعْفَر ثُم تلقاهُ و التزمَهُ و قبلَ مابین عَیْنَیْهِ"(۳

مجھے اسکا اندازہ نہیں ہو رہا ہے کہ مجھکو خیبر کی فتح سے زیادہ خوشی ہو رہی ہے یا جعفر کے آنے سے، پھر ان سے معانقہ کیا اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا۔(۴)

❁ مہمان کے سامان کو محفوظ مقام پر رکھدے، اور طہارت و نظافت کے لئے بیت الخلاء اور حمام کی رہبری کردے۔

❁ مہمان کو اسکی جائے قیام اور دیگر سہولیات سے بھی آگاہ کردے۔

❁ اپنا نظام العمل بتائیں، اور خود مہمان کی سفر کی ترتیب، نیز مدت قیام معلوم کرلے ،تاکہ نظم ونسق میں سہولت ہو۔(۵)

❁ کسی بہانے سے مہمان سے تھوڑی دیر کے لیے علحدہ ہو جانا چاہیے، تاکہ اس کو آرام کرنے اور اپنی ضروریات سے فارغ ہونے کا موقع مل سکے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جب مہمان آئے تو ان کے کھانے پینے کے انتظام کے لیے مہمانوں سے کچھ دیر کے لیے الگ ہو گئے۔

---

(۱) سورۃ الذاریات آیت نمبر۔ ۲۵

(۲) ترجمہ تھانویؒ

(۳) مصنف ابن ابی شیبہ باب ماذکر فی جعفر حدیث نمبر۔ ۳۲۲۰۶

(۴) اسلام کا نظام حقوق ص/ ۲۶۵۔ ۲۶۶

(۵) آداب المعاشرت

مہمان کو سب سے اچھی جگہ بٹھائے

ابو عبیدہ القاسمؒ ابن سلام فرماتے ہیں کہ میں امام احمد بن حنبلؒ سے ملاقات کے لئے گیا جب میں ان کے گھر میں داخل ہوا تو انہوں نے کھڑے ہو کر مجھے گلے لگایا اور مجھے بیچ میں بٹھایا میں نے عرض کیا میں نے تو سنا ہے کہ گھر کا مالک اس بات کا مستحق ہے کہ وہ درمیان میں بیٹھے فرمایا: جی ہاں وہ خود بھی بیٹھ سکتا ہے اور جسے چاہے اپنی جگہ بٹھا سکتا ہے ابن سلام کہتے ہیں: میں دل ہی دل میں خود کو مخاطب کر کے گویا ہوا: اے عبیدہ! یہ فائدہ کی بات اپنے پاس محفوظ کرلو (۱)

مہمان کے قیام کا انتظام کرے

مہمان کے اکرام اور اس کے ساتھ حسن سلوک ایک یہ بھی ہے کہ اگر مہمان کا ارادہ قیام کا ہو تو اس کے لئے بخوشی ایسی مناسب جگہ کا انتخاب کرے جس میں ضروریات مثلاً بیت الخلاء اور غسل خانہ کا بھی انتظام ہو، اسے قبلہ کی سمت بھی اور باہر آنے جانے کا راستہ بھی بتلایا اگر مہمان کے پاس سواری ہو تو اسے بھی کسی محفوظ جگہ رکھنے کا بندوبست کرے۔(۲)

مہمان کے سامنے یہ کام نہ کریں

- مہمان سے یوں نہیں پوچھنا چاہئے کہ آپ کچھ کھائیں گے؟ کیا میں آپ کو کھانا لاؤں؟ بلکہ مہمان کے سامنے کھانا پیش کرنا چاہئے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھ کر کھانا تیار نہیں کیا۔
- معمولی چیز کو مہمان کے سامنے پیش کر کے اسے بڑا بتانا بخل ہے۔
- مہمان کے سامنے ایسی بات نہ کرے جس سے یہ خوفزدہ ہوں، نوکر، خادمہ یا اہل

---

(۱) الآداب الشرعیہ المنح المرعیہ ج ۳ ص ۲۳۸ بحوالہ ماہنامہ مظاہر علوم ماہ نومبر ۲۳ء

(۲) گلدستہ احادیث ج ۶ ص ۲۰۰

خانہ کومہمان کے سامنے نہ جھڑکے،جس قدر ممکن ہو اپنے مہمانوں کے دلوں کی رعایت کرے، ان کے ہوتے ہوئے ناخوش گواری اور کنجوسی کا اظہار نہ کرے،اور ان کے سامنے کسی کو جھڑکے نہ گالی دے بل کہ جس قدر ہو سکے ان کے دل میں خوشی داخل کرے۔

مہمان پر نظریں نہ جمائیں

مہمان پر نظریں نہ گاڑ دے کہ وہ شرم سے کھا ہی نہ سکے، بلکہ اسے سیر ہو کر کھانے کا موقع دے،حضرت معاویہؓ کے دستر خوان پر ایک دیہاتی بڑے بڑے لقمے لے رہا تھا جو آداب کے خلاف تھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا سکون سے کھاؤ یعنی کھانا کافی ہے،زیادہ مقدار میں لینے کی ضرورت نہیں،وہ دیہاتی فوراً کھانا چھوڑ دیا اور کہنے لگا: میں ایسے بخیل کی دعوت قبول نہیں کرتا جو مہمان کے لقمے گنتا ہو‘‘(۱)

مہمان کی خدمت خود کرے

مستحب یہ ہے کہ میزبان کو چاہیے کہ مہمان کی خود خدمت کرے،ملازموں یا بچوں کے حوالے نہ کرے،مہمان سے استغنائی کیفیت بہتر نہیں ہے،احیاء العلوم الدین میں حضرت ابو قتادہؓ کی ایک روایت ہے کہ شاہ حبشہ نجاشی کا وفد جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جب حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنفس نفیس خاطر داری فرمائی حضرات صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ زحمت نہ فرمائیں ہم ان کی خدمت کے لئے کافی ہے تو فرمایا کہ نہیں کیوں کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے میرے اصحاب کی تعظیم وتکریم کی تھی جب وہ ہجرت کر کے حبشہ گئے تھے(۲)

حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں قرآن کہتا ہے ’’فقربہ الیھم قال الا تاکلون‘‘

---

(۲) آداب المعاشرت ص/۱۱۸

(۲) گلدستہ احادیث ج/۶ ص/۱۹۹

اس نے بچھڑے کو انکے قریب کیا اور کہا کیا تم نہیں کھاتے۔(۱) ایک روایت میں مہمان کی خدمت کرنے کو اسکا حق بتلایا ہے آقا ﷺ نے ایک صحابی کو جنہوں نے اپنے اوپر کثرت عبادت کو لازم کرلیا تھا ان سے فرمایا:

"فَاِنَّ لجسَدِکَ عَلَیکَ حقا و انَّ لِعَینِکَ حقاً وَاِنَّ لزَورِکَ عَلَیکَ حَقافَات کُلِّ ذِیْ حقٍ حَقَّہٗ"(۲)

تم پر تمہارے بدن کا بھی حق ہے اور تم پر تمہاری بیوی کا بھی حق ہے اور تم پر تمہارے مہمان کا بھی حق ہے۔(۳)

مہمان کی پسند کا لحاظ رکھے

بعض علاقوں میں کھانے سے پہلے اور بعض جگہ کھانے کے بعد پھل یا میٹھا وغیرہ پیش کیا جاتا ایسے موقع پر مہمان کی جو عادت ہے اور جو اس کا مزاج جانتے ہیں اس کا پاس ولحاظ رکھتے ہوئے رواج وعادت کے مطابق اسی کے اعتبار سے کھانا پیش کیا جائے۔

مہمان کے حقوق

مہمان کا حق تین باتوں پر ہے۔

[۱] واجب (ایک دن اور ایک رات)

[۲] مستحب (دوسرا اور تیسرا دن)

[۳] صدقہ (اگر مہمان اس کے بعد مزید رکے)(۴)

---

(۱) سورۃ الذاریات آیت نمبر۔ ۲۷

(۲) صحیح بخاری باب حق الضیف حدیث نمبر۔ ۶۱۳۷

(۳) اسلام کا نظام حقوق ص/ ۲۶۹

(۴) المغنی اللبیب ص/ ۱۰۔۱۱

حضرت ابو کریمہ السامیؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''مہمان کی رات کو خاطر داری کرنا ہر ایک مسلمان پر واجب ہے، جس نے کسی کے گھر میں رات گزاری وہ شخص اس گھر والے پر ایک قسم کا قرض ہے اگر چاہے تو اسی دن اس قرض کو ادا کرے (رات گزارے) اور اگر نہ چاہے تو اسے چھوڑ دے۔'' (رات نہ گزارے)(۱)

دستر خوان کیسے بچھایا جائے

❁ کھانے کی چیزیں مہمان کے پاس ڈھانک کر بھیجنا چاہئے۔

❁ مہمانوں کے کھانے پینے کا سامان مخفی طور پر ان کی نگاہ سے بچا کر کرنا چاہیے، کیوں کہ مہمانوں کو جب آپ کی سرگرمیوں کا علم ہوگا تو وہ از راہِ تکلف آپ کو روکیں گے، اسی لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام خاموشی سے از خود سامانِ ضیافت تیار کرنے چلے گئے۔

❁ کھانا مہمان کے قریب رکھنا چاہیے، تا کہ مہمان کو زیادہ دور ہاتھ بڑھانے کی ضرورت نہ پڑے، کھانا دور رکھ کر کھانے کا حکم نہ کرے۔

❁ اتنی مقدار اس کے سامنے رکھے کہ وہ سیر ہو کر کھالے، اس معاملے میں تھوڑی چیز پیش کرنا بے مروتی اور بہت زیادہ پیش کرنا تصنع اور بناوٹ کی علامت ہے، اور دونوں ہی قابل مذمت ہیں۔

❁ مہمان کے سامنے بلا اطلاع کیے جلدی سے ماحضر پیش کر دینا چاہیے، جیسا کہ ابراہیمؑ نے کیا، مہمان سے پوچھنے کی ضرورت نہیں، حضرت ابراہیمؑ کے مہمان جب آئے تو فوراً ان کے کھانے پینے کے انتظام میں لگ گئے۔

❁ اسلامی سادگی میں رہنا چاہئے، کسی مہمان کیلئے کچھ تکلف کیا جائے تو اعتدال میں رہ کر کرنا چاہئے اسی میں ہماری عافیت ہے۔

❁ مہمان کے کھانے کا حتی المقدور بہتر بندوبست ہونا چاہئے، حضرت ابراہیم علیہ

---

(۱) الادب المفرد ج ۱ / احدیث نمبر۔ ۲۶۰

السلام نے موٹا تازہ بچھڑا بھون کر پیش کیا، مگر خود کو تکلیف سے پرہیز رکھنا بھی ضروری ہے۔

مہمان کے سامنے کھانا کیسے پیش کرے

حضرت امام غزالیؒ کہتے ہیں کہ اگر میزبان صاحب حیثیت ہے تو پہلے مہمان کے سامنے پھل پیش کرے، تاکہ وہ معدے کے نچلے حصّے میں جائے، اور یہ طب کے مطابق بھی ہے، پھر گوشت کی کوئی قسم پیش کرے اور یہ قرآن میں جنتیوں کی ضیافت سے بھی مطابقت رکھتا ہے ''وفاکھۃ ممایتخیّرون۔ ولحم طیر ممّا یشتھون'' (۱) اور وہ ان کے سامنے طرح طرح کے لذیذ پھل پیش کریں گے کہ جسے چاہیں چن لیں، اور پرندوں کا گوشت پیش کریں گے کہ جس پرندے کا چاہیں استعمال کریں۔

❁ لذیذ اور پسندیدہ کھانے پیش کئے جائیں، تاکہ لوگ حسب خواہش کھالیں۔ (۲)

❁ مہمان کے آسودہ ہو کر کھانے تک کھانے کیلئے کہتا رہے، کھانے پر اصرار نہ کرے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مہمان کو اپنے دسترخوان پر کھانا کھلاتے تو بار بار فرماتے'' اور کھایئے اور کھایئے'' جب مہمان خوب آسودہ ہو جاتا اور انکار کرتا تب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اصرار نہ فرماتے۔

❁ کھانے میں مہمان کی بیماری اعذار کی بھی رعایت رکھی جائے۔

❁ یہ ہے کہ کھانے وغیرہ کی تیاری میں کسی قسم کا کوئی تکلف نہ کرے بلکہ جو کچھ گھر میں موجود ہو پیش کردے۔ اگر گھر میں کچھ نہ ہو اور نہ اتنا روپیہ پاس ہو کہ انتظام کرسکے تو قرض لے کر اپنے آپ کو پریشانی میں مبتلا کرنے کی ضرورت نہیں۔

مہمانوں کو کھانے کی اجازت دینے کا طریقہ

اگر آپ نے کسی مہمان کے کھانے کی ضیافت کی ہے تو بہتر ہے کہ کھانا شروع کرنے

---

(۱) سورۃ الواقعہ آیت نمبر۔ ۲۰۔ ۲۱

(۲) احیاالعلوم ج ر ۲ ص ر ۳۴

کے وقت اطلاع و اجازت کے لئے ''بسم اللہ کیجئے'' یا ''شروع کیجئے'' یا ''تشریف لائیے'' وغیرہ جیسے الفاظ کہہ دیئے جائیں۔

" قال ابوداؤد اذا کنت فی ولیمة فوضع العَشاء فلا تاکل حتی یاذن لک صاحب الدار"(۱)

مہمان کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھنا

مہمان کے حقوق میں یہ بات بھی شامل ہے کہ مہمان کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا کھایا جائے کیوں کہ مہمان کے مزاج میں تکلف ہوتا ہے، اگر اس کو تنہا چھوڑ دیا جائے تو عین ممکن ہے کہ وہ کھانا بالکل مختصر کھائے اور ایسا کرنا مروت کے بھی خلاف ہے حدیث میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

"وَ كُلِي ضَيفِكَ فَانَّ الضَيفَ يَستَحيِ اَنْ يَاكُلَ وَحدِه"(۲) اے عائشہ! تم اپنے مہمان کے ساتھ کھانا کھاؤ، کیوں کہ وہ تنہا کھانے میں شرم محسوس کرتا ہے۔(۳)

❁ مہمان کے کھانے سے مسرور اور نہ کھانے سے مغموم ہونا چاہیے، جو لوگ بخیل ہوتے ہیں وہ کھانا تو مہمانوں کے سامنے پیش کر دیتے ہیں مگر خواہش ہوتی ہے کہ مہمان کم کھائے یا نہ کھائے، حضرت ابراہیمؑ کو مہمانوں کے نہ کھانے پر اندیشہ ہوا۔

مہمان کے پاس سے کھانا جلدی نہ اٹھائے

اگر مہمان کے سامنے کوئی چیز پیش کی تو اس کے انکار پر فوراً ہی کھانے کو اٹھا لینا بخل اور بے مروتی کی علامت ہے، کھانا ختم کر دینے تک مہمان کے آگے سے کھانے کا برتن نہ

(۱) ابو داؤد باب فی الاجتماع علی الطعام حدیث نمبر۔ ۳۷۶۴

(۲) شعب الایمان فصل فی التکلف للضیف حدیث نمبر۔ ۹۱۸۶

(۳) اسلام کا نظام حقوق ص ۲۶۷

اٹھائے، بل کہ اس کے سامنے پیش کرے، اگرچہ وہ کھاچکا ہو،حضرت ابراہیم علیہ السلام فوراً دسترخوان نہیں اٹھایا۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضورا کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشادفرماتے ہیں جب ضیافت ومہمان نوازی کے لیے دسترخوان بچھادیا جائے تو کوئی فرد بھی اس وقت تک اس دسترخوان سے نہ اٹھے جب تک کہ وہ دسترخوان (میزبان کی طرف سے) اٹھا نہ دیا جائے۔اور (نہ ہی میزبان کوئی اور شریک طعام) اپنا ہاتھ روکے، چاہے وہ سیر ہی کیوں نہ ہوجائے، حتیٰ کہ مہمان فارغ ہوجائے، اور (مزید کھانے سے) معذرت چاہے، کیوں کہ (ممکن ہے) آدمی کے ہاتھ روک لینے سے مہمان بھی ہاتھ روک لے، جب کہ ابھی اسے اور کھانے کی احتیاج ہو یا (وہ یہ سوچ) کرشرمندہ ہوجائے (کہ اسے دوسروں سے زیادہ کھانے والا سمجھا جائے گا)

"عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا وضعت المائدة فلا يقوم رجل حتى ترفع المائدة ولا يرفع يده وان شبع حتى يفرغ القوم وليعذر فان الرجل يخجل جليسه فيقبض يده وعسيان يكون له في الطعام حاجة" (۱)

مہمان کوتکلیف دینے سے گریز کرنا چاہئے

مہمان کی عزت وآبروکا مکمل لحاظ رکھے اوراس کی عزت وآبروکو اپنی عزت وآبرو سمجھے، حضرت لوط علیہ السلام کے مہمانوں پربستی کے لوگوں نے بدنیتی کاارادہ کیا تو وہ مدافعت کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اورفرمایا "یہ لوگ میرے مہمان ہیں ان کے ساتھ بدسلوکی کر کے مجھے رسوا نہ کرو، اسے قولی یا فعلی یا کسی بھی طریقے سے تکلیف دینے سے گریز کرے حتیٰ کہ اس کے سامنے ایسی احادیث اور اقوال بھی بیان نہ کرے جس سے اسے شرمندگی ہو اور کوشش

(۱) ابن ماجہ حدیث نمبر۔ ۳۲۹۵

کرے کہ مہمان خوش وخرم رخصت ہو۔مثال کےطور پر "ماملاءَابنُ آدم وَعاءشرا"(۱)

مہمان کیلئے بستر الگ رکھنا

مہمان کیلئے بستر وغیرہ ضروری اشیاء الگ رکھے،تاکہ بوقت ضرورت گھر میں پریشانی نہ ہواور احادیث مبارکہ میں بھی یہ بات آئی ہے کہ مہمان کا ایک بستر الگ ہونا چاہیئے آقا ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

"عن جابر رضی اللہ عنہ انَّ رَسولُ الله ﷺ قَالَ لَہٗ فِراشُ للرَّجُلِ وَفِرَاشُ لاِمرتِہٖ وَالثَّالِثُ للضَّیفِ والرَّابِعُ للشَّیطَان"(۲)

حضرت جابرؓ سے مروی ہیکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک بستر آدمی کیلئے اپنا دوسرا بیوی کیلئے اور تیسرا مہمان کیلئے ہواور چوتھا ہوتو وہ شیطان کا ہوتا ہے۔(۳)

مہمان کوگھر کے دروازے سے الوداع کہنا

مہمان جب واپس جائے تو گھر کے دروازے تک مہمان کے ساتھ آئے،یہ طریقہ مسنون ہے،اس سے مہمان کی تعظیم وتکریم ہوتی ہے۔" قال رسول الله ﷺ اِنَّ مِنْ سُنَّۃِ الضَّیفِ اَنْ یَشْبَعَ اِلیٰ بَابِ الدَّارِ"(۴) نیز آپ ﷺ کا معمول عموماً ثنیۃ الوداع یعنی ایک میل ہمراہ تشریف لے جا کر رخصت فرماتے تھے۔(۵)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں جوشخص مہمان کی تکریم کے لئے اسے رخصت کرتے وقت اسکوسواری کارکاب پکڑے اس کے لئے محرک نہ کوئی دینی طمع ہو نہ خوف تو یہ مخلصانہ کام

---

(۱) مسند احمد ج ر ۲۸ ص ر ۴۲۲ حدیث نمبر ۱۷۱۸۶ بحوالہ مہمان نوازی کے آداب قرآن حدیث کی روشنی میں ص ر ۲۲

(۲) صحیح مسلم باب فی الفراش حدیث نمبر۔ ۲۰۸۴

(۳) اسلام کانظام حقوق ص ر ۲۷۰

(۴) الخرائطی باب مایستحب ان یشبع الضیف الی باب الدار حدیث نمبر۔ ۳۴۸ ص ر ۱۲۲

(۵) تاریخ خطیب بغدادی بحوالہ حقوق ومعاملات ص ر ۹۰

باعث مغفرت ہوتا ہے۔(۱)

فائدہ۔حضرت ابوعبید القاسم امام احمد بن حنبلؒ کی زیارت کیلئے تشریف لے گئے تو ابو عبید القاسم فرماتے ہیں جب میں واپسی کیلئے کھڑا ہوا تو آپؒ بھی میرے ساتھ کھڑے ہو گئے ،میں نے عرض کیا حضور آپ زحمت نہ فرمائیں تو امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا یہ بات مہمان کی تکریم میں سے ہے کہ گھر کے دروازے تک اس کے ساتھ چلے۔(۲)

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ تکمیل مہمانی یہ ہے کہ اس کو میزبان گھر کے دروازے تک آکر رخصت کرے اور اسکو سواری پر بٹھادے۔(۳)

مہمان سے دعا کی درخواست کرنا

جب مہمان جانے لگے تو مہمان سے دعا کی درخواست کرنا بالخصوص اگر مہمان کوئی بزرگ ہو تو دعا کی درخواست کرنے کو تاہی نہ کرنا کیوں کہ مہمان سے دعا کرانے کے سلسلہ میں ہمارے اسلاف کا معمول رہا ہے کہ وہ اپنے مہمان سے ضرور دعا کی درخواست کرتے تھے، ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ حضرت ام سلیمؓ کے پاس مہمان ہوئے، جب واپسی کا وقت آیا تو حضرت ام سلیمؓ نے حضرت انسؓ بن مالک کیلئے دعا کی درخواست کی تو اللہ کے رسول ﷺ نے ان کیلئے دعا فرمائی "اَللّٰھم ارزقه مالاً وَّ وَلَداً وَّبَارَکَ فِیْه" (۴) اے اللہ اسکو مال اور اولاد عطا فرما اور اسمیں برکت عطا فرما۔اسی طرح عبداللہ بن بسرؓ کے والد نے بھی کیا تھا چنانچہ ایک دفعہ نبی ﷺ ان کے یہاں مہمان ہوئے تناول طعام کے بعد آپ ﷺ رخصت ہونے کیلئے اپنی سواری پر سوار ہوئے تو حضرت عبداللہ بن بسرؓ کے والد نے نبی

---

(۱) حقوق ومعاملات ص ر ۹۲

(۲) مہمان نوازی کے آداب قرآن حدیث کی روشنی میں ص ر ۲۶

(۳) حقوق ومعاملات ص ر ۹۲

(۴) صحیح بخاری باب من زار قوما ملم یفطر عندھم حدیث نمبر ۱۹۸۲

ﷺ کی سواری کی لگام پکڑلی اور آپ ﷺ سے دعا کی درخواست کرنے لگے آپ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی ”اللھم بارِکْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُم وَارْحَمْهُم “(۱) اے اللہ ان کے رزق میں برکت عطا فرما اور انکی مغفرت فرما اور ان پر رحمت نازل فرما۔(۲)

❁ میزبان کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کو مہمانوں کے سامان کی حفاظت کرنے کو کہے اور ان کے ذریعے مہمانوں کی ضروریات پوری کرے اور مہمانوں کو کھانا کھلاتے ہوئے بچوں کے آنے پر زیادہ روک ٹوک نہ کرے اور اگر کوئی بچہ آجائے تو اسے منع نہ کرے۔

﴿مہمان کے لئے آداب﴾

میزبان کے گھر میں انتظامی طور پر ان امور کالحاظ رکھیں

❁ بغیر اجازت میزبان کسی اور کی دعوت قبول نہ کرے۔

❁ اگر کسی نے مدعو کیا ہے تو اس کی اجازت سے شروع کرنا چاہئے ورنہ انتظام میں خلل پڑتا ہے اور اسکو پریشانی ہوتی ہے۔(۳)

❁ جانے سے پہلے میزبان کو اطلاع دیں بلکہ اجازت مانگیں۔

❁ مہمان کو موسم کے لحاظ سے ضروری سامان لے لینا چاہیے، جیسے چادر، بستر وغیرہ، تا کہ میزبان کو تکلیف نہ اٹھانی پڑے اور مہمان وبالِ جان نہ بن جائے۔

❁ آنے میں نہ تاخیر کرے، اور نہ جلدی کرے، میزبان کی مصروفیات کا خیال رکھے، کہیں آپ کی وجہ سے ان کا معمول متاثر نہ ہو۔

---

(۱) ترمذی باب فی دعاء الضیف حدیث نمبر ۳۵۶۷

(۲) اسلام کا نظام حقوق ص ر ۲۷۳

(۳) فتاوی محمودیہ ج ر ۲۷ ص ر ۱۳۶

❁ جہاں مہمان جائے وہاں کے انتظامات میں دخل نہ دے الایہ کہ میزبان کوئی کام سپرد کرے۔

❁ اچھے کپڑے پہن کرخوشبو لگا کر تیار ہو کر جائیں تاکہ میزبان فرحت محسوس کرے۔

❁ میزبان کے آداب کا خیال رکھیں، اس کے گھر کی روایات کا خیال رکھیں جیسے بعض گھروں میں جلدی سونے کی عادت ہوتی ہے یا دیر سے سو کر اٹھنے کی عادت ہوتی۔

❁ موبائل چارجر، تولیہ اور زائد کپڑے، صفائی وستھرائی کا سامان وغیرہ ساتھ لے کر جائیں۔

❁ گھر کے عمومی کاموں کا خیال رکھیں، جیسے کمرے سے نکلتے وقت لائٹ پنکھا بند کرنا۔

❁ جوتے مناسب جگہ اتاریں ایسے ہی کہیں نا پھینک دیں۔

❁ موبائل تنہائی میں استعمال کریں۔ جب میزبان پاس بیٹھے ہوں تو ان سے گفتگو کریں نہ کہ موبائل میں مشغول رہیں۔

❁ کھانے کی میز پر تو ہرگز موبائل استعمال نہ کریں۔

❁ پالتو جانور ساتھ نہ لے جائیں۔

❁ ٹوائلٹ کو خوب پانی بہار کر اٹھیں۔ صاف ٹوالٹ آپ کی عزت دوبالا کر دیگا۔

❁ میزبان کے اوقات کار کا خیال، اگر انہیں اپنی ملازمت پر یا بزنس کیلئے جانا ہے تو ان کے لیے سہولت پیدا کریں رکاوٹ نہ بنیں۔

❁ سگریٹ نوشی کمروں نہ کریں، گھر سے باہر جا کر کریں۔

داخل ہوتے وقت سلام کریں

مہمان کو میزبان کے گھر داخل ہونے سے قبل اجازت لینی چاہئے، اور اجازت کا بہتر طریقہ سلام ہے، اگر کسی وجہ سے مہمان سلام نہ کر سکے تو میزبان سلام کرے اور خیر وعافیت معلوم کرے۔ نیز برابر بیٹھے والے شخص کو سلام کرے اور اسکی مزاج پرسی بھی کرے۔

صاحب خانہ کی نشست گاہ پر نہ بیٹھیں

جب کسی یہاں مہمان بن کر جائے تو کمرہ میں جس طرف میزبان آپ کو بٹھانا چاہے ،وہیں پر بیٹھیں، یہ نہیں کہ آپ اپنی مرضی سے کمرہ میں کسی جگہ جا کر براجمان ہو جائیں اس لئے کہ مالک مکان جہاں خود بیٹھتا ہے وہ یہ پسند نہیں کرتا کہ دوسرا کوئی یہاں آ کر بیٹھے، حدیث میں آتا ہے " وَلَا يَقْعُدُ فِي بَيْتِهِ عَلٰى تَكْرِمَتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ "(۱) یعنی ادب کا تقاضا بھی یہی ہے کہ جس کے گھر آپ جا رہے ہیں اس کی مرضی کے مطابق بیٹھیں، اپنی مرضی کے مطابق نہ بیٹھیں۔(۲)

میزبان کے گھر میں کس طرح رہیں

❁ جب کوئی شخص کسی کے گھر مہمان بن کر جائے تو اہل خانہ کی پوشیدہ چیزوں کو نہ تاکے نہ کوئی ایسی بات کرے جس سے گھر والے تنگ ہوں، کیسا ہی کھانا لایا جائے اسے حقارت سے نہ دیکھے ایسا کرنا بے ادبی ہے جو لوگ ساتھ کھا رہے ہوں ان کے منہ کی طرف بھی نہ دیکھے اس طرح وہ شخص دل میں شرم محسوس کرتا ہے۔(۳)

❁ جس کمرے میں عورتیں بیٹھی ہوئی ہوں، یا کسی بڑے کمرے کا کوئی گوشہ اس کے لئے پردہ ڈال کر مختص کرلیا گیا ہو تو اس کے سامنے نہ بیٹھیں۔

❁ میزبان کے گھر میں داخل ہو کر اگر کسی خلاف شرع چیز پر نظر پڑے تو اسے دور کردے بشرطیکہ دور کرنے پر قادر ہو۔ مثلاً عورتیں بے پردہ پھر رہی ہیں، یا کسی حرام کام کا ارتکاب ہو رہا ہے۔

---

(۱) صحیح مسلم کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ حدیث نمبر۔ ۶۷۳

(۲) ندائے شاہی مراد آباد ص/ ۷۴ شمارہ اپریل ۲۰۲۲ء

(۳) احیاء العلوم الدین ج/ ۲ ص/ ۳۲

فائدہ۔امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ اگرگھر کی دیواروں پر غلاف کعبہ کی طرح ریشمی پردے آویزاں کئے گئے ہوں تب بھی باہر چلا جائے۔اسی طرح تصویروں کے سلسلہ میں بھی آپؒ کاایک قول ہیکہ دیواروں پرتصویر ہوتو مٹادے یاہٹادے۔(۱)

❁ میزبان کےمزاج کاخیال رکھیں،اسکےمزاج کےخلاف گفتگو سے پرہیز کریں۔

❁ مہمان کومیزبان کےگھرمیں آکر چیزوں پرتنقیداورطرح طرح کےسوالات نہیں کرناچاہئے،اہلِ علم کےمطابق اسے قبلہ رخ اوررفع حاجت کےمقام کےسوا کچھ نہ سوال کرنا چاہئے۔

❁ کمرے کو صاف رکھیں جس کمرے میں آپ ٹھہرے ہیں ضرورصاف رکھیں اپنی چیزیں اِدھراُدھر نہ پھینکیں۔

❁ بلااجازت وبغیرضرورت ہرگز کچن میں مت جائیں اورنہ ہی فریج کھول کھول کردیکھیں،یادرکھیں آپ مہمان ہیں سراغ رساں نہیں ہیں۔

❁ اگرآپکوقمیص وغیرہ اتارکرسونے کی عادت ہےتو جب تنہاہوجائیں، پھرکپڑے اتاریں سارےگھرمیں کپڑےاتارکرنہ پھریں۔

❁ میزبان گھمانےلےجائےتوبل آفرکریں۔جب بازاروغیرہ جائیں تو میزبان کی جگہ خودبل دینےکی کوشش کریں۔ٹکٹ وغیرہ بھی خودخریدیں۔

❁ خدانخواستہ میزبان اگرنمازوغیرہ کی پابندی نہیں کرتےتوانکےلیے دعاکریں ناکہ انہیں لیکچردینےیامجبورکرناشروع کردیں۔سب سے بہترین تبلیغ کاطریقہ یہ ہے جیسے ہی نمازکاوقت ہوآپ کہیں”نمازکاوقت ہوگیاہے“اوراٹھ کرچل دیں۔

❁ میزبان سے چپک نہ جائیں،اسےآزادرکھیں،تاکہ وہ اپنے کام کاج ملازمت وغیرہ پرجاسکے۔

---

(۱)احیاءالعلوم الدین ج ر ۲ ص ر ۳۲

❁ مہمان کو چاہئے کہ وہ اپنے میزبان سے کسی متعین چیز کی فرمائش نہ کرے، بعض اوقات اس کی تکمیل دشوار ہوتی ہے، اگر میزبان اپنے مہمان کو کھانے کی تجویز کا اختیار دے تو وہ کھانا تجویز کرے جس کا حصول آسان ہو اور جس کی تیاری میں میزبان کو کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے، یہی مسنون طریقہ ہے کہ جب بھی حضور اکرم ﷺ کو دو چیزوں کے درمیان اختیار دیا گیا تو آپ نے وہی چیز پسند فرمائی جو سہل الحصول تھی۔

میزبان کے گھر قیام کی مدت

❁ مہمان کے لیے ضروری ہے کہ کہیں اس قدر لمبا قیام نہ کرے کہ جس سے میزبان کو دقت پیش آنے لگے، خود کو اذیت کے محل میں کھڑا نہ کرے مثلاً میزبان، مہمان کی غیبت کرنے لگ جائے اس سے میزبان کو گنہگار بنانے والے ہیں۔

"لا یحلّ لمسلمٍ أن یقیم عند اخیه حتی یؤثمه۔ قالوا یا رسول الله! کیف یؤثمه؟ قال یقیم عنده ولا شیء له یقریه به"(۱)

میزبان کے گھر پر کھانے سے متعلق آداب

❁ میزبان اگر مہمان کو ہاتھ دھلانا چاہے تو منع نہ کرے، صاحب خانہ کو کوئی حرکت کرتے دیکھے تو منع نہ کرے، جب تک شریعت واجب نہ کرے۔

❁ جس دروازے سے کھانا لا رہے ہوں وہاں نظر نہ رکھے کیونکہ یہ بے صبری کی بات ہے۔

❁ مہمان کو چاہئے کہ وہ پیٹ بھرا ہونے کا عذر نہ کرے بلکہ جس قدر ممکن ہو کھالے۔

❁ دسترخوان پر دقیق (زیادہ سوچنے والی) باتیں نہ کرے، ورنہ کھانے کا لطف نہیں آتا۔

---

(۱) صحیح مسلم حدیث نمبر۔ ۴۸

۞ مہمان کو چاہئے کہ حکم کرنے کا لہجہ اختیار نہ کرے، جیسے پانی لاؤ بل کہ یوں کہنا پانی دیجئے۔

۞ اگر سائل فقیر آکر کوئی چیز مانگے تو مہمان کو اختیار نہیں کہ وہ دسترخوان پر سے کچھ دے۔

۞ کھانے کے دوران ایسی باتیں نہ کرے جس سے دوسرے لوگ برا جانیں، نہ ہی ایسی بات کرے جس سے دوسروں کو (زیادہ) ہنسی آئے، کیونکہ ہنسی میں گلے کے گھٹ جانے کا ڈر ہوتا ہے، ایسی باتیں بھی نہ کرے جس سے دوسروں کو رنج پہنچے اور کھانا دشوار ہوجائے۔(۱)

فرمائشیں نہ کرے

مہمان اپنے میزبان سے ایسی فرمائشیں نہ کریں جسے وہ پوری نہ کرسکتا ہو یہ میزبان کو تنگی میں ڈالنے کے مترادف ہے، میزبان جو حاضر کر رہا ہے اس کو صبر وشکر سے بشاشت کے ساتھ لے لینا چاہئے، البتہ اگر میزبان کے حال سے یہ اندازہ ہو کہ وہ فرمائش سے خوش ہوتا ہے، مثال کے طور پر فرمائش کرنے والا کوئی بہت قریبی عزیز یا دوست ہو اور جس سے فرمائش کی جائے وہ اس پر دل وجان سے جان نثار ہو تو پھر جو چاہے فرمائش کرسکتا ہے(۲)

واپسی کے آداب

۞ مہمان کو حسبِ حیثیت میزبان یا میزبان کے بچوں کے لیے کچھ تحفے تحائف لے جانا چاہیے، تحفوں اور ہدیوں کے تبادلے سے محبت اور تعلق کے جذبات بڑھتے ہیں۔

۞ مہمان اپنے میزبان کے گھر سے خوش دلی کے ساتھ رخصت ہو، اگرچہ اسکی خاطر تواضع میں کوتاہی ہوئی ہو، خوش دلی کے ساتھ رخصت ہونا اس بات کی علامت ہے کہ وہ خوش

(۱) غنیۃ الطالبین ص/۸۹

(۲) ندائے شاہی ص/۴۶ شمارہ اپریل ۲۰۲۲ء

اخلاق بھی ہے اور متواضع بھی۔

- صاحب خانہ سے اجازت لے کر رخصت ہو۔
- جتنی دیر وہاں ٹھرے اسکے حقوق کی رعایت کرے۔
- تین دن سے زیادہ قیام نہ کرے۔
- میزبان کو اپنے یہاں آنے کی دعوت دی جائے اور آنے پر خوب خاطر تواضع کی جائے۔

میزبان کیلئے دعا کرنا

مہمان کو کھانے سے فراغت کے بعد میزبان کیلئے ان الفاظ میں دعا کرنا چاہئے

" اَکَلَ طَعَامَکُمُ الاَبْرَار وَصَلَّتْ عَلَیْکُمُ المَلاَئِکَۃُ وَاَفْطَرَ عِنْدَکُم الصَّائِمُوْنَ"(۱)

اللہ نیک لوگوں کو تمہارا کھانا کھلائے، فرشتے تمہارے لئے رحمت کی دعائیں کرتے رہیں اور روزے دار تمہارے دسترخوان پر افطار کریں۔

کھانا کھانے کے آداب

کھانا چار طریقوں سے کھایا جاتا ہے:

۱۔تنہا کھائے۔ ۲۔مجمع کے ساتھ کھائے۔
۳۔آنے والے مہمانوں کے ساتھ کھائے۔ ۴۔دعوت وغیرہ کی تخصیص کرلی جائے۔

تنہا کھانے کے آداب۔

ان میں سے کچھ آداب کھانا کھانے سے پہلے کے ہیں، کچھ کا تعلق کھانے کے وقت سے ہے اور کچھ فراغت کے بعد سے متعلق ہیں۔

(۱) مسند امام احمد بن حنبل حدیث نمبر۔ ۱۲۴۰۶ابوداوَد باب فی الدعاء لرب الطعام حدیث نمبر۔ ۳۸۵۴

کھانے سے پہلے درج ذیل سات آداب ملحوظ رہنے چاہئیں

ا۔ یہ ہے کہ کھانا حلال ہو، پاک و طاہر ہو اور جائز طریقے سے شریعت اور تقویٰ کے تقاضوں کے مطابق حاصل کیا گیا ہو۔ حصول رزق کی خاطر نہ دین میں مداہنت کی جائے، نہ خواہشات نفسانی کا اتباع کیا جائے اور نہ وہ ذرائع استعمال کیے جائیں جو شریعت کی نظر میں ناپسندیدہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے حلال وطیب رزق کھانے کا حکم دیا ہے اور باطل طریقے پر مال کھانے سے منع کیا ہے، یہ ممانعت قتل کی ممانعت پر مقدم ہے۔ اس سے اکل حلال کی اہمیت اور اکل حرام کی قباحت کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔ فرمایا:

"یَا أَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَأْکُلُوا أَمْوَالَکُم بَیْنَکُم بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَن تَکُونَ تِجَارَۃً عَن تَرَاضٍ مِّنکُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنفُسَکُمْ"۔

اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طور پر مت کھاؤ، لیکن تجارت ہو جو باہمی رضامندی سے ہو تو کوئی حرج نہیں ہے، اور تم ایک دوسرے کو قتل بھی مت کرو۔ (۱)

۲۔ یہ ہے کہ کھانے سے پہلے دونوں ہاتھ دھوئے۔ نظافت کا تقاضہ یہ ہے کہ دسترخوان پر بیٹھنے سے پہلے انہیں دھولیا جائے۔ جس طرح نماز عبادت ہے اور اس سے پہلے وضو کیا جاتا ہے، اسی طرح کھانا بھی عبادت ہے، اس سے پہلے بھی ہاتھ دھونے چاہئیں۔

۳۔ یہ ہے کھانا اس دسترخوان پر رکھا جائے جو زمین پر بچھا ہوا ہو۔ اونچا دسترخوان رکھنے کی بہ نسبت یہ فعل رسول اکرم ﷺ کے اسوہ مبارک سے زیادہ قریب ہے، چنانچہ زمین پر کھانا رکھ کر کھانا تواضع اور انکساری کے تقاضوں کے مطابق ہے، اگر یہ ممکن نہ ہو تو دسترخوان پر رکھے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے خوان (میز) اور کشتی پر کبھی کھانا نہیں کھایا، لوگوں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ پھر آپ لوگ کس چیز پر کھانا

(۱) سورۃ النساء آیت نمبر ۔ ۲

کھاتے تھے،فرمایا : دسترخوان پر! یہاں تک آپ ﷺ کی وفات ہوگئی ۔(۱)

وضاحت ۔ یہاں یہ بات واضح کر دینی چاہیے کہ دسترخوان پر کھانا بہتر ہے مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اونچے دسترخوان پر کھانا ناجائز یا مکروہ ہے ۔اس سلسلے میں کوئی ممانعت ثابت نہیں ہے،ان چیزوں کو نوایجاد کہا گیا ہے ۔اس کا جواب یہ ہے کہ ہر نوایجاد چیز بدعت نہیں ہے، بلکہ بدعت وہ ہے جس کے مقابل کوئی سنت ہو،اوراس سے شریعت کے کسی حکم کی نفی ہو رہی ہو۔ بلکہ بعض حالات میں اسباب کے تغیر اور تبدیلی کی وجہ سے بدعت کاایجاد کرناواجب ہوجاتا ہے،اونچے دسترخوان میں صرف یہ مصلحت ہے کہ کھانا زمین سے بلند رہے،اور کھانے میں سہولت ہو،اس طرح کی کوئی مصلحت خلاف شریعت نہیں ہے اور نہ اس میں کسی طرح کی کوئی کراہت ہے۔

۴۔ یہ ہے کہ دسترخوان پر مسنون طریقے کے مطابق بیٹھے اور آخر تک اسی طرح بیٹھا رہے ۔ چنانچہ حضوراکرم ﷺ کبھی دوزانو ہوکر اپنے دونوں پاؤں کی پشت پر بیٹھتے،اور کبھی دایاں پاؤں کھڑا کر لیتے اور بائیں پاؤں پر بیٹھتے اور کھانا تناول فرماتے ۔تکیہ لگا کر پانی پینا معدہ کے لیے مضر ہے،تکیہ لگا کر یا لیٹ کر کھانا کھانا مکروہ ہے اور صحت کے لیے بھی نقصان دہ ہے۔

۵۔ یہ ہے کہ کھانے میں لذت ، آرام طلبی اور عیش کوشی کی نیت نہ کرے بلکہ یہ نیت کرے کہ کھانے سے اللہ تعالیٰ کی عبادت پر قدرت حاصل ہو گی۔ بندے کے کھانا بھی اطاعت ہی ہونا چاہیے ۔کم کھانے کی بھی نیت کرے کیونکہ عبادت کی نیت اسی وقت معتبر ہو گی جب کم کھانے کاارادہ ہوگا،شکم سیر ہو کر کھانا عبادت کے لیے مانع ہے ۔اس نیت کا تقاضا یہ بھی ہے کہ کھانے کی طرف اسی وقت ہاتھ بڑھائے جب بھوک محسوس کرے ۔اس کے بعد یہ ضروری ہے کہ شکم سیر ہونے سے پہلے کھانے ہاتھ کھینچ لے۔ جو شخص بھوک کے وقت کھانا

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر۔۵۳۸۶

کھائے گا، اور کم کھائے گا وہ کبھی ڈاکٹر کا محتاج نہیں ہوگا۔

۶۔ یہ ہے کہ جو کھانا موجود ہو اسی پر خوش رہے، لذت کام و دہن کی خاطر زیادہ کی جستجو نہ کرے، اگر دسترخوان پر صرف روٹی ہو تو اس کی تعظیم کا تقاضا یہ ہے کہ سالن کا انتظار نہ کیا جائے، روٹی کی تعظیم کا یہ حکم احادیث میں ہے۔ شریعت کا حکم یہ ہے کہ اگر نماز کا وقت آجائے اور وقت میں گنجائش ہو تو پہلے کھانا کھالے، نماز پر کھانے کی تقدیم میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ نماز میں دلجمعی رہے گی، دھیان نہیں بٹے گا۔

۷۔ یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اپنے ساتھ کھلانے کی کوشش کرے، خواہ اپنے بچوں کو ساتھ بٹھا کر کھلائے۔ سرکار دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے "فَاجْتَمِعُوا عَلٰی طَعَامِكُمْ، وَاذْكُرُوا اسْمَ اللهِ يُبَارَكْ لَكُمْ فِيهِ" اپنے کھانے پر جمع رہو یعنی مل کر اور اللہ کا نام لے کر کھاؤ، اس سے تمہارے کھانے میں برکت ہوگی۔(۱)

وہ آداب جن کا تعلق عین کھانے کی حالت سے ہے

۱۔ بسم اللہ سے ابتدا کرے، اور آخر میں الحمد للہ کہے۔ اگر ہر لقمے کے ساتھ بسم اللہ کہے تو زیادہ بہتر ہے تا کہ یہ ثابت ہو کہ کھانے کی ہوس نے اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں کیا، اس موقع پر بلند آواز سے بسم اللہ کہنا اچھا ہے تا کہ دوسرے لوگوں کو بھی اس کی توفیق ہو جائے اور وہ بھی یہ سعادت حاصل کر سکیں۔

۲۔ دائیں ہاتھ سے کھانا کھائے۔

۳۔ نمکین چیز سے شروع کرے اور آخر میں بھی نمکین چیز کھائے۔

۴۔ لقمہ چھوٹا ہونا چاہیے، کھانا اچھی طرح چبا کر کھائے، جب تک پہلا لقمہ ختم نہ ہو دوسرے لقمے کی طرف ہاتھ نہ بڑھائے۔ منھ کا کھانا ختم کیے بغیر کھانے کی طرف ہاتھ بڑھانا عجلت پسندی پر دلالت کرتا ہے، اس سے پرہیز کرے۔ کسی کھانے کی برائی نہ کرے۔

---

(۱) سنن ابو داؤد حدیث نمبر۔ ۳۷۶۴

۵۔ کھانا ہمیشہ اپنے سامنے سے کھانا چاہیے، ہاں اگر پھل، خشک میوے یا مٹھائی وغیرہ ہو تو دوسرے طرف سے اٹھا کر کھانے میں بھی کوئی حرج نہیں، ارشاد نبوی ﷺ ہے "**کل مما یلیک**" یعنی کھانا اس طرف سے کھاؤ جو تمہارے قریب ہو۔(۱)

۶۔ پیالے یا پلیٹ کے درمیان سے مت کھائیے، روٹی بھی درمیان سے نہیں کھانی چاہیے، مثلاً اس طرح کہ درمیانی حصہ کھا لے اور کنارے چھوڑ دے، اگر روٹی توڑنے کی ضرورت پیش آئے تو ٹکڑا توڑ لے۔

۷۔ پیالہ وغیرہ روٹی کے اوپر نہ رکھنا چاہیے، البتہ روٹی پر سالن رکھا جا سکتا ہے، حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں "أکرموا الخبز فان الله تبارك وتعالى أنزله من بركات السماء" یعنی روٹی کی تعظیم کرو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان کی برکتوں کے ضمن میں روٹی نازل کی ہے۔(۲)

۸۔ روٹی سے ہاتھ صاف کرنا بھی بے ادبی ہے، ارشاد نبوی ﷺ ہے

"إذا وقعت لقمة أحدكم فليأخذها فليمط ما كان بها من أذى وليأكلها ولا يدعها للشيطان، ولا يمسح يده بالمنديل حتى يلعق اصابعه فانه لا يدرى فى اى طعامه تكون البركة"

یعنی اگر تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اسے اٹھا لے، اور جو مٹی وغیرہ لگ گئی ہو وہ صاف کر لے اور اس لقمے کو شیطان کے لیے نہ چھوڑ دے۔ اور جب تک کھانے کے بعد انگلیاں نہ چاٹ لے رومال سے صاف نہ کرے، اسے کیا معلوم کہ برکت کس کھانے میں ہے۔(۳)

---

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر۔ ۵۳۷۶

(۲) مستدرک حاکم حدیث نمبر۔ ۷۱۴۵/ج/۴/ص/۱۳۶

(۳) صحیح مسلم حدیث نمبر۔ ۲۰۳۳

۹۔گرم کھانے کو پھونک مار کرٹھنڈا کرنا بھی مکروہ ہے، بلکہ اگر کھانا گرم ہوتو تھوڑی دیر صبر کرے۔

۱۰۔چھوارے،کھجور اور میوے وغیرہ طاق کھائے،کھجور اور گٹھلی ایک برتن میں جمع نہ کرے،نہ ہاتھ میں رکھے بلکہ منہ سے گٹھلی نکال کر ہاتھ کی پشت پر رکھے اور نیچے ڈال دے۔ ہراس چیز کا جس میں گٹھلی یا بیج وغیرہ ہو یہی حال ہے۔

۱۱۔ہڈی وغیرہ چیزوں کو کھانے کے برتن میں نہ رکھے بلکہ الگ ڈال دے۔

۱۲۔کھانے کے دوران زیادہ پانی نہ پیے،البتہ اگر حلق میں کچھ پھنس جائے تو پینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔اطباء کہتے ہیں کہ کھانے کے دوران زیادہ پانی پینے سے معدہ کو نقصان پہنچتا ہے۔

کھانے کے بعد کے آداب

۱۔پیٹ بھرنے سے پہلے ہاتھ روک لے۔

۲۔انگلیاں چاٹے،انہیں رومال سے صاف کرے، پھر پانی سے دھوئے۔

۳۔ دسترخوان پر پڑے ہوئے ریزے اٹھا کر کھا لے، سرکار دو عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں"من اکل ما یسقط من المائدہ عاش فی سعة وامن من الفقر والبرص الجذام وصرف عن ولدة الحمق" (۱) یعنی جو شخص دسترخوان سے ریزے اٹھا کر کھائے گا اسے رزق میں وسعت حاصل ہوگی اور وہ فقر وتنگدستی، برص اور جذام سے محفوظ رہے گا اور اسے بیوقوف اولاد نہیں دی جائے گی۔(۲)

۴۔کھانے کے بعد خلال کرے،خلال کرنے سے جو ریزے وغیرہ نکلیں انہیں تھوک دے،البتہ زبان کی نوک سے جو ریزے نکلیں انہیں کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔خلال

(۱)اسنی المطالب فی احادیث مختلفة المراتب ج۱/ص/۲۶۲ قال الترمذی هذا غریب

(۲)محدث فورم

کے بعد کلی کرے۔

۵۔ دل میں اللہ تعالیٰ کے اس انعام کا شکرادا کرے کہ اس نے کھانا کھلایا اور بہترین رزق عطا کیا۔ ۶۔ کھانے کے بعد یہ دعا پڑھ لے۔ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی اَطْعَمَنَا وَ سَقَانَا وَ جَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْن'' سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھانا کھلایا اور پلایا اور ہمیں مسلمان یعنی فرمانبردار بنایا۔

اجتماعی طور پر کھانے کے آداب

۱۔ یہ ہے کہ اگر مجمع میں کوئی شخص عمر یا علم وفضل میں سب سے بڑا ہو تو خود کھانے کی ابتدا نہ کرے بلکہ بڑوں کا انتظار کرے۔ لیکن اگر خود مقتدا ہو تو کھانے والوں کے جمع ہو جانے کے بعد شروع کر دے، لوگوں کو زیادہ انتظار کی زحمت نہ دے۔

۲۔ یہ ہے کہ کھانے کے وقت خاموش نہ رہیں۔ عجمیوں کا طریقہ یہ تھا کہ وہ دسترخوان پر بیٹھنے کے بعد ایک دوسرے سے گفتگو نہیں کرتے تھے، مسلمانوں کو ان کی عادت اختیار نہ کرنی چاہیے، بلکہ کھانے کے وقت اچھی باتیں کریں، سلف صالحین کے وہ قصے اور اقوال بیان کریں جو کھانے وغیرہ سے متعلق منقول ہیں۔

۳۔ یہ ہے کہ اپنے اس رفیق کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرے جو کھانے میں اس کا شریک ہے، یعنی اس سے زیادہ کھانے کا ارادہ نہ کرے، اگر شریک الطعام کی مرضی یہ ہو کہ اس کا رفیق کم کھائے تو زیادہ کھانا حرام ہو جاتا ہے، بہتر یہ ہے کہ آدمی اپنے شریک الطعام کے لیے ایثار کرے، ایک مرتبہ میں دو کھجوریں نہ کھائے، اگر دوسرے لوگ ایک ایک کھجور کھا رہے ہوں تو اجازت کے بغیر زیادہ کھانا صحیح نہیں ہوگا، اگر شریک الطعام کم کھا رہا ہو تو اسے کھانے کی ترغیب دے، اور کھانے کے لیے کہے، لیکن تین مرتبہ سے زیادہ نہ کہے۔

۴۔ یہ ہے کہ اس طرح کھائے کہ شریک الطعام کو کہنے کی ضرورت پیش نہ آئے۔ ایک عالم فرماتے ہیں کہ بہترین کھانے والا وہ ہے جس کے ساتھی کو کہنے کی زحمت نہ اٹھانی

پڑے یہ بھی مناسب نہیں ہے کہ لوگوں کے دیکھنے کی وجہ سے وہ چیز چھوڑ دے جس کی خواہش ہو، یہ تکلف ہے، بلکہ دسترخوان پر بیٹھنے کے بعد وہی عمل کرنا چاہیے جس کا تنہائی میں عادی ہو، اس کا مطلب یہ ہے کہ تنہائی میں بھی آداب کی رعایت ہونی چاہیے تاکہ مجمع میں تکلف نہ ہو۔ تاہم اگر مجمع میں اس خیال سے کم کھائے کہ دوسرے لوگ زیادہ کھالیں، یا یہ نقطہ نظر ہو کہ صاحب خانہ کو کفایت ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اسی طرح اگر دوسرے لوگوں کا ساتھ دینے کے خیال سے زیادہ کھالے تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے؛ بلکہ یہ دونوں عمل مستحسن ہیں، حضرت ابن مبارکؒ کا دستور یہ تھا کہ اپنے دوستوں کے سامنے عمدہ عمدہ کھجوریں رکھتے جاتے اور فرماتے کہ جو شخص زیادہ کھجوریں کھائے گا اسے ایک گٹھلی کے بدلے میں ایک درہم دوں گا، ابن مبارکؒ کا یہ طریقہ کار حجاب دور کرنے اور نشاط ورغبت پیدا کرنے میں بڑا مؤثر ہے۔

حضرت جعفر بن محمدؒ فرماتے ہیں کہ مجھے دوستوں میں سب سے زیادہ محبت اس شخص سے ہے جو سب سے زیادہ کھائے، اور بڑے بڑے لقمے اٹھائے، وہ شخص میرے لیے بوجھ بن جاتا ہے جو کھانے کے دوران اپنی خبر گیری کرائے۔

۵۔ سِلفچی (۱) میں ہاتھ دھونے کو برا نہیں سمجھا گیا ہے، اس میں تھوک بھی سکتا ہے اور کلی بھی کرسکتا ہے لیکن مجمع عام میں ایسا نہ کرنا چاہیے۔ اگر کوئی شخص تعظیم کے خیال سے سِلفچی پیش کرے تو قبول کرلے۔ ایک سلفچی میں متعدد لوگ بیک وقت ہاتھ دھو سکتے ہیں بلکہ یہی صورت تواضع سے زیادہ قریب ہے۔ یہ ہرگز نہ ہونا چاہیے کہ ایک شخص کے دھونے کے بعد پانی پھینک دیا جائے پھر دوسرا شخص دھوئے، بلکہ سلفچی میں پانی اکٹھا ہونا افضل ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ایک طشت میں سب مل کر ہاتھ دھویا کرو۔ کلی آہستہ سے کرے، ہاتھ بھی آہستہ آہستہ دھوئے تاکہ پانی کے چھینٹے دوسرے لوگوں پر نہ پڑیں، اور نہ

---

(۱) وہ برتن جس میں دسترخوان پر ہاتھ دھویا جاتا ہے۔ بحوالہ ریختہ ڈکشنری

پانی فرش پر گرے۔صاحب خانہ کو چاہیے کہ وہ اپنے مہمان کے ہاتھ خود دھلوائے۔

۶۔ یہ ہے کہ ساتھ کھانے والوں کو نہ تکے اور نہ ان کے کھانے پر نظر رکھے، بلکہ نگاہیں نیچی رکھے اور کھانے میں مشغول رہے، اگر یہ اندیشہ ہو کہ اس کے کھانے کے بعد لوگ ہاتھ روک لیں گے اور کھانے سے گریز کریں گے تو ہاتھ نہ روکے؛ بلکہ آہستہ آہستہ کھاتا رہے تا کہ دوسرے لوگ اطمینان کے ساتھ فارغ ہو جائیں۔ اگر کسی وجہ سے کھانے کی خواہش نہ ہو تو معذرت کر دے تا کہ لوگ بدستور کھانے میں مشغول رہیں۔

۷۔ یہ ہے کہ کوئی ایسا کام نہ کرے جو دوسروں کو برا معلوم ہو، مثلاً یہ کہ پیالے میں ہاتھ نہ جھاڑے، نہ لقمہ اٹھاتے ہوئے کھانے کے برتنوں پر اپنا سر جھکائے۔ اگر منھ میں سے کوئی چیز نکال کر پھینکنی ہو تو کھانے والوں کی طرف سے رخ پھیر کر بائیں ہاتھ سے نکالے۔ چکنائی سے آلودہ لقمے کو سرکہ میں نہ ڈبوئے اور نہ سرکہ سے تر لقمے کو چکنائی کے برتن میں ڈالے۔ دانت سے کاٹا ہوا ٹکڑا شوربے یا سرکے وغیرہ میں نہ ڈالے۔ گندی اور طبیعت مکدر کرنے والی گفتگو سے بھی اجتناب کرے۔

کھانے کی پانچ صورتیں ہیں

فرض : اس قدر کھانا کہ جان بچ جائے اور فرائض کو ادا کر سکے فرض ہے۔

مباح : پیٹ بھر کر کھانا تا کہ قوی اور مضبوط ہو مباح ہے۔

حرام : پیٹ بھر جانے کے بعد اس قدر کھانا جو مضر ہو حرام ہے مگر یہ کہ روزہ کے لئے قوت حاصل کرنا یا اپنے مہمان کو شرم سے بچانا وغیرہ مقصود ہو تو یہ حرام نہ ہوگا۔

مندوب : وہ کھانا جو تحصیل نوافل اور تعلیم وتعلم میں معاون ہو۔

مکروہ : پیٹ بھر جانے کے بعد اس قدر کھانا جو مضر نہ ہو۔(۱)

(۱) المسائل المهمه ج ر ۲ ص ر ۲۱۴

وضوو غسل کے بعد کھانے کیلئے دوبارہ ہاتھ دھونا سنت ہے

کھانا کھانے کے لئے ہاتھ دھونا مستقل سنت ہے،اگرچہ وضو،غسل نماز سے فارغ ہوکر آیاہو۔"من السنة غسل الایدی قبل الطعام وبعده"(۱)

کھانے سے پہلے ہینڈ سنیٹائزر سے ہاتھ صاف کرنا

کھانے سے پہلے ہاتھ ہینڈ سینیٹائزر سے ہاتھ صاف کرنے سے ہاتھ دھونے کی سنت ادا نہیں ہوگی ، اس لئے کہ سنت یہ ہے کہ کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ کو پانی سے دھویا جائے اور سینیٹائزر سے ہاتھ کو صاف کرلینا دھونا نہیں کہلاتا ہے۔(۲)

کھانے سے پہلے بسم اللہ کا حکم

کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ و برکۃ اللہ پڑھنا چاہئے۔(۳)

"إنَّ رسول الله ﷺ قال:إذا أَصَبْتُمْ مِثْلَ هذا وَضرَبتُمْ بِأَيْدِيكُمْ، فَقُولُوا :باسم اللهِ، وبرَكَةِ اللهِ"(۴)

تسمیہ کے سلسلہ میں پانچ اہم مسائل

۱۔اگر اجتماعی کھانا کھایا جارہا ہو تو بسم اللہ زور سے پڑھنا مستحب ہے۔

۲۔اگر کوئی شخص کھانے سے پہلے بھول جائے تو جب یاد آئے بسم الله اوله وآخرہ یا بسم اللہ فی اولہ وآخرہ کہہ لے۔

---

(۱) فتاوی محمودیہ ج ۱۸/ ص/ ۶۹

(۲) دارالافتاءعلامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن فتوی نمبر۔۱۴۴۲۱۱۲۰۰۲۱۹

(۳) فتاوی محمودیہ ج ۱۸/ ص/ ۶۹

(۴) الجواہر الحسان فی تفسیر القرآن ج/ ۵ ص/ ۶۲۴

۳۔پانی دودھ،شوربہ،دوائی یاکسی بھی مشروب سے پہلےبسم اللہ پڑھنامسنون ہے۔
۴۔جنبی اور حائضہ کیلئے بھی کھانے سے پہلےبسم اللہ پڑھنامسنون ہے۔
۵۔اگر چند افراد ایک ساتھ کھارہے ہوں تو کسی ایک کا بسم اللہ پڑھنا سب کی طرف سے کافی ہے مگر مستحب یہ ہے ہیکہ سب پڑھیں۔(۱)

مہمان کا نمک وغیرہ میزبان سے مانگنا

جہاں ان چیزوں کے مانگنے کا عرف ہو وہاں مانگنے میں مضائقہ نہیں ،بے تکلفی میں مانگنے میں بھی حرج نہیں صبر کرنااول مقام ہے۔(۲)

کھانے کی ابتداء دائیں طرف سے

اپنی داہنی جانب سے معطی تقسیم کرے یامحفل میں اگرکوئی سربرآوردہ ہوتواس سے ابتدا کرے کے اسکی داہنی جانب کوتقسیم کرے الایمن فالایمن نبی ﷺ نے اپنی داہنی جانب سے تقسیم فرمائی۔(۳)

"أن رسول الله ﷺ أتي بلبن قد شيب بماء، وعن يمينه أعرابي،وعن شماله أبو بكر، فشرب ثم أعطى الأعرابي، وقال:الأيمن فالأيمن"(۴)

کھانے پر پھونک مارنا

گرم کھانے پر پھونک مارمار کرکھانا خلاف ادب ہے،ذرا صبر کرنا چاہئے،تا کہ زیادہ

(۱)تحفۃ الالمعی ج/۵ص/۱۹۶
(۲)فتاوی محمودیہ ج/۲۷ص/۱۳۰
(۳)فتاوی محمودیہ ج/۱۸ص/۷۸
(۴)صحیح البخاری حدیث نمبر۔۵۶۱۹

گرم نہ ہو، اور سہولت سے کھایا جاسکے۔(۱)

رزق کا اکرام

محی السنہ حضرت شاہ ابرارالحق صاحب ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ سے مصافحہ کے وقت ہاتھ دھونے کا حکم نہیں دیا گیا لیکن کھانے کا یہ اکرام ہے کہ کھانے سے قبل ہاتھ دھونا سنت قرار دیا گیا، اس سے معلوم ہوا کہ رزق کا کتنا اکرام ہے اور ہاتھ دھو کر کھانے کیلئے جب بیٹھیں تو تولیہ اور رومال سے ہاتھ نہ پونچھتے تاکہ یہ ہاتھ دھلنے کے بعد رزق ہی سے لگیں۔(۲)

کھانے کے بعد پلیٹ میں پانی ڈال کر اسے پی لینا

بعض لوگ کھانے سے فارغ ہونے پر پلیٹ میں پانی ڈال کر اس میں انگلی ڈال کر اسے پی لیتے ہیں، اور اپنے اس عمل کو سنت خیال کرتے ہیں، جب کہ اس عمل کا سنت ہونا کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے۔(۳)

پانی پینے کے آداب

۱۔ گلاس یا کٹورے وغیرہ کو دائیں ہاتھ میں لے بسم اللہ پڑھ کر پیئے۔

۲۔ آہستہ آہستہ چھوٹے چھوٹے گھونٹ لے کر پیئے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "مصوا الماء مصا، ولا تعبوه عبا، فإن الكباد من العب" یعنی پانی چوس کر پیو، بڑے گھونٹ لگا تار مت پیو، اس سے جگر کی بیماری پیدا ہوتی ہے۔(ابومنصور دیلمی-انس)

۳۔ کھڑے ہو کر اور لیٹ کر پانی نہیں پینا چاہیے۔

---

(۱) فتاوی محمودیہ ج ر ۷ ۲ ص ر ۴۴

(۲) مجالس ابرار ص ر ۳۶۶ ملفوظ نمبر ۱۸۵

(۳) المسائل المہمہ ج ر ۴ ص ر ۲۲۹

۴۔ جس برتن میں پانی پیے اس کے نیچے کے حصے کو اچھی طرح دیکھ لے کہ کہیں سے پانی تو نہیں ٹپک رہا۔

۵۔ پینے سے پہلے پانی پر نظر ڈال لے کہ کوئی کیڑا وغیرہ پانی میں نہ ہو۔

۶۔ پانی پیتے ہوئے ڈکار نہ لے، نہ سانس لے بلکہ ضرورت ہو تو برتن منہ سے الگ کر دے، پھر سانس لے اور الحمد للہ کہے، پیاس باقی ہو تو بسم اللہ کہہ کر دوبارہ شروع کرے۔

۷۔ اگر بہت سے لوگ ایک وقت میں ایک ہی برتن سے پانی پیئیں تو دائیں جانب سے آغاز کرنا چاہیے۔ پانی تین سانس میں پیئے۔

۸۔ ابتداء میں بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ کہے۔ بلکہ بہتر یہ ہے کہ بسم اللہ پڑھ کر شروع کرے، پہلے سانس پر الحمد للہ، دوسرے سانس پر الحمد للہ رب العالمین اور تیسرے سانس پر الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم کہے۔

کھڑے کھڑے پانی پینے کا حکم

کھڑے ہو کر پانی پینے کے بارے میں مختلف قسم کی احادیث وارد ہوئی ہیں، بعض روایات سے ممانعت معلوم ہوتی ہے، اور بعض سے جواز معلوم ہوتا ہے۔

ممانعت والی روایت

حضرت انسؓ سے مروی ہیکہ نبی اکرم ﷺ نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔

”عن انس عن النبی ﷺ انہ نھی ان یشرب الرجل قائما“(۱)

ابو غطفان المریؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نبی ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی کھڑے ہو کر پانی نہ پیئے پس جو بھول تو وہ پی لے۔

(۱) مسلم باب فی الشرب قائما ج ۲ ص ۱۷۳

”عن ابی غطفان المری انه سمع ابا هريرة رضی اللہ عنہ يقول قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لایشربن احد منکم قائماً فمن نسی فليستقی“ (۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہیکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے تنبیہ فرمائی

”عن انس رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم زجر عن الشرب قائماً“

جواز والی روایات

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہیکہ ہم زمانہ نبوت میں ہم چلتے اور پانی پیتے اس حال میں کہ کھڑے ہوتے تھے۔

”عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال کنا ناکل علی عهد رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ونحن نمشی ونشرب ونحن قیام“ (۲)

عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر پانی پیتے ہوئے دیکھا۔

”عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده رضی اللہ عنہ قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم رایت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یشرب قائماً وقاعداً“

دونوں روایات میں تطبیق

۱۔ ممانعت والی احادیث کراہت تنزیہی ہے بیان جواز کیلئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ عمل فرمایا۔

۲۔ جواز کی احادیث زیادہ قوی ہیں اس لئے راجح ہیں۔

۳۔ ممانعت والی احادیث منسوخ ہیں، احادیث جواز اور عمل صحابہ رضی اللہ عنہم کی وجہ سے۔

---

(۱) صحیح مسلم باب فی شرب قائما ج ۲ ص ر ۱۷۳

(۲) ترمذی حدیث نمبر۔ ۱۸۸۰

۴۔جہاں بیٹھنے کی جگہ میسر ہوں اور نہ بیٹھے وہاں کھڑے ہوکر پینا کراہت ہوگی،ورنہ بلا کراہت کھڑے ہوکر پینا جائز ہوگا۔(۱)

ننگے سر کھانا کھانا

"ولا باس بالاکل مکشوف الراس" (۲)اس سے معلوم ہوا کہ کھانا کھاتے وقت ٹوپی لازم نہیں بغیر اسکے مضائقہ نہیں،لیکن اگر کسی جگہ کفار یا فساق کا شعار ہوکہ وہ ننگے سر کھاتے ہوں تو مشابہت سے بچنا لازم ہے۔(۳)فتاوی شامی میں ہے کہ ٹیک لگا کر اور ننگے سر کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔"ولا باس بالاکل متکأ او مکشوف الراس فی المختار"۔(۴)تاہم یہ بات ذہن میں رہے کہ نبی ﷺ کا عام معمول ٹوپی پہن کر ہی کھانے کا تھا،سر مبارک ٹوپی یا عمامہ سے ڈھکا ہوتا تھا۔

[۱]"عن جعفر بن محمد عن ابیه عن جده ان رسول الله ﷺ کان یلبس القلانس البیض ،والمزروات ،وذوات الآذان"

[۲]"قال فی الحیاء کان رسول الله ﷺ یلبسالقلانس تحت العمامة ،وبغیر عمامة ،وربمانزع قلنسوة من راسه، فیجعلها سترة بین یدیه ثم یصلی الیها"(۵)

---

(۱)فتاوی دارالعلوم زکریا ج/۶ص ۶۴۳مزید تفصیلات کیلئے بڑی کتب کی مراجعت کریں۔

(۲)فتاوی عالمگیری ج/۲ص/۱۰۵بحوالہ فتاوی محمودیہ ج/۲۷ص/۴۵

(۳)فتاوی محمودیہ ج/۲۷ص/۴۵

(۴)فتاوی شامی ج/۶ص/۳۴۰بحوالہ فتاوی دارالعلوم زکریا ج/۶ص/۵۲۸

(۵)آن لائن دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن فتوی نمبر ۱۴۳۳۵۱۱۲۰۰۰۲۹

تکیہ لگا کر چارزانو بیٹھ کر کھانا کھانے کا حکم

تکیہ لگا کر کھانا کھانا اگر تکبر کی بنا پر ہو تو مطلقاً ناجائز ہے اور اگر عذر کی بنا پر ہو تو بلا کراہت جائز ہے، اگر نہ تو تکبر کی وجہ سے اور نہ عذر کی وجہ سے بلکہ فقط استراحت کیلئے ہو تو جائز ہے لیکن خلاف اولی ہے کیونکہ یہ طریقہ تکثیر طعام کی طرف مفضی ہے۔(۱)

کھانا کھانے والے کو سلام کرنا

جو شخص کھانے میں مشغول ہو اس کو سلام نہیں کرنا چاہئے، اور اگر آپ نے ایسے شخص کو سلام کرلیا تو سننے والے پر جواب دینا واجب نہیں ہوتا، تاہم جواب دے دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔(۲)

کرسی پر بیٹھ کر کھانا کھانا

یہ طریقہ سنت کے خلاف ہے، "کان إذا أتي بطعام وضعه علی الأرض"(۳)

شریعت مطہرہ کا مزاج بعض مسائل میں توسع اور فراخی پر ہے زیادہ تکلفات اور شدت کا رویہ مزاج شریعت نہیں، بنابریں میز اور کرسی پر کھانا جائز اور درست ہے لیکن اس بات کا خیال رہے کہ کرسی پر ٹیک نہ لگائے بل کہ کھانے کی طرف جھکتے ہوئے متواضعاً کھانا کھایا جائے، تاہم زمین پر بیٹھ کر کھانا کھانا آنحضرت ﷺ کا معمول تھا، اس لئے حضور ﷺ کی اقتدا میں زمین پر بیٹھ کر کھانے کا معمول بنانا چاہئے۔(۴)

"عن قتادة رضی اللہ عنہ عن انس قال رضی اللہ عنہ قال ماعلمت النبی ﷺ

---

(۱) فتاوی دارالعلوم زکریا ج/۶ص/۵۳۲

(۲) ارشاد السائلین ج/۲ص/۴۸۲

(۳) المغنی ج/۱ص/۴۳۳

(۴) فتاوی دارالعلوم زکریا ج/۶ص/۵۴۰

اکل علی سکرجة قط و لا خبز له مرفق قط و لا اکل علی خوان قط قیل :لقتادة فعلام کانو ایاکلون قال علی السفر"

درج کردہ حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ زمین پر دسترخوان بچھا کر کھانا آنحضرت ﷺ کا معمول تھا کیوں کہ اکثر روایات کے راوی حضرت انس ؓ ہیں اور وہ آپ ﷺ کے خادم خاص تھے ،تقریباً دس سال آپ ﷺ کی خدمت سے مشرف ہوئے لہذا وہ آپ ﷺ کے گھریلو احوال سے بخوبی واقف تھے،ہاں کسی روایت میں نظر سے نہیں گذرا کہ آپ ﷺ نے میز پر کھانا کھانے سے منع فرمایا ہو لہذا اس طرح کھانا بھی جائز ہوگا لیکن تکیہ لگا کر کھانے سے پرہیز کرے۔زادلمعاد میں ہے کہ:

"صح عنه انه قال لاآکل متکا ،وقال ،انما اجلس کما یجلس العبد،وآکل کمایاکل العبد"

تکملہ فتح الملھم میں ہے کہ "ان المر اینبغی له ان یجلس علی الطعام جلوسا متواضعا ویجتنب هیة المتکبرین" بعض اکابرین نے تشبہ بالکفار کی وجہ سے میز کرسی پر کھانے سے منع فرمایا ہے،حضرت تھانوی ؒ فرماتے ہیں جب کوئی چیز عام ہوجائے تو تشبہ کا شبہ اس میں باقی نہیں رہتا جب کہ عجب اور تکبر کی نیت نہ ہو،نیز جب حضرت انس ؓ کے گھر میں موجود تھا تو تشبہ بالکفار نہیں رہا۔امداد الفتاوی سواری کے تحت فرماتے ہیں کہ اس سواری میں گو ظاہراً تشبہ کا بھی شبہ ہوسکتا ہے مگر عند التامل اس کا عام ہوجانا اس شبہ کا مزیل ہے اب صرف یہ عارض اس میں محتمل رہا کہ اس سے عجب پیدا ہوتا ہے سو اس کا مقتضا یہ ہے کہ جس کو عجب نہیں اسکے لئے کچھ حرج نہیں ،البتہ بعض مباحات صلحاء وثقات کے مناسب حال نہیں ہوتے ،لہذا تحرز اولی ہے، جب کہ صرف مصلحت کا درجہ ہو ضرورت کا نہ ہو اور ہو تو اس صورت میں خلاف اولی بھی نہیں ۔مفتی محمود حسن گنگوہی ؒ فرماتے ہیں جہاں یہ کفار وفساق کا

شعار ہے وہاں بالکل ممنوع ہے، جہاں شعار نہیں بل کہ عام ہے کہ صالحین کا بھی یہی طریقہ ہے وہاں اس میں اس درجہ تشدد نہیں، بلکہ فی الجملہ خفت ہے لیکن خلاف سنت پھر بھی ہے (۱)

اب یہ طریقہ صالحین میں بھی عام ہے حضرت تھانویؒ تشبہ کی تعریف اور رفع تشبہ کی پہچان کے بارے میں فرماتے ہیں اس کا معیار یہ ہے کہ جہاں کوئی بات کسی کی وضع ہو اور یہ معلوم ہو کہ یہ بات کفار میں ہے اور کفار کی خصوصیت کی طرف ذہن جاتا ہو تو تشبہ ہوگا ورنہ نہیں۔ پہچان یہ ہے کہ ان چیزوں کے دیکھنے سے عام لوگوں کے ذہن میں یہ کھٹک نہ ہو کہ یہ وضع تو فلانے لوگوں نے کی ہے، مگر جب تک یہ خصوصیت ہے اسوقت تک منع کیا جائے گا ،اور اگر خصوصیت نہ رہے تو ممانعت بھی نہ ہوگی۔ فقہ حنفی کے اصول وضوابط میں ہے تشبہ بالکفار امور دینیہ میں تو حرام ہے اور شعار قومی میں مکروہ تحریمی ہے ،باقی ایجادات اور انتظامات میں جائز ہے وہ حقیقۃً تشبہ ہی نہیں ۔معلوم ہوا کہ کرسی اور میز پر کھانا علی الاطلاق ممنوع اور مکروہ نہیں ہے بلکہ کفار و فساق کے ساتھ تشبہ ہو یا اس میں عجب وتکبر کی نیت ہو تو ممنوع اور مکروہ ہے لیکن اگر دونوں وجوہات سے خالی ہو تو پھر جواز اور مباح میں کلام نہیں ہے اور فی زماننا اس کا عام رواج ہے جس میں کسی فرقہ وقوم کی تخصیص نہیں ہے بناء بریں اس کے استعمال کی گنجائش ہے ہاں زمین پر بیٹھ کر کھانا کھانا یہ دائمی سنت ہے اس کا اختیار کرنا محبت کی دلیل ہے۔

ڈائننگ ٹیبل پر کھانا کھانا

کھانے کا ادب یہ ہے کہ تواضع کے ساتھ نیچے بیٹھ کر اور دسترخوان بچھا کر کھایا جائے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہی ثابت آیا اور آپ فرمایا کرتے تھے "آکل کما یاکل العبد" (میں تو ایسا کھاتا ہوں جیسے غلام تواضع کے ساتھ کھاتا ہے) اس لئے اصل سنت یہی ہے کہ جو نیچے بیٹھ کر کھا سکتا ہو وہ نیچے بیٹھ کر کھانے کا اہتمام کرے البتہ کسی کے گھٹنے یا کمر میں تکلیف ہے یا

(۱) فتاوی محمودیہ ج ۱۸/ص ۷۸

اور کوئی عذر ہے تو اس کے لئے میز یا کرسی پر کھانے میں کوئی حرج نہ ہوگا۔(۱)

بازار میں چلتے پھرتے کھانا

بازاروں کو مقاعد الشیاطین کہا گیا ہے، اس لئے شارع عام پر بیٹھ کر یا چلتے پھرتے کھانا خلاف مروت ہے، اس سے پورا اجتناب کیا جائے(۲)

"ولاتقبل شهادة من يفعل الأفعال المستحقرة كالبول على الطريق والأكل عليها، كذا في الهداية. وكذا من يأكل في السوق بين الناس، كذافي السراج الوهاج"(۳)

کھانا کھاتے وقت اگر شہادت کی انگلی اٹھ جائے؟

پیغمبر ﷺ سے تین انگلیوں سے کھانا نوش فرمانا ثابت ہے اور ان تین انگلیوں میں شہادت کی انگلی بھی شامل ہے، اس لئے کھاتے وقت بالقصد یہ انگلی نہیں اٹھانی چاہئے تاہم اگر بلا ارادہ اٹھ جائے تو کوئی مواخذہ کی بات نہیں ہے۔(۴)

ستر کھول کر کھانا کھانا

ستر کھلے رہنے کی حالت میں کھانا پینا حرام تو نہیں ہے، لیکن بہتر، کیوں کہ نبی اکرم ﷺ نے تنہائی میں بھی آدمی کو اپنا ستر ڈھاک کر رکھنے کی تاکید فرمائی ہے اور یہ فرمایا ہے کہ آدمی کو اکیلے میں بھی اللہ تعالیٰ سے شرمانا چاہئے اس لئے بے ستری کسی بھی حالت میں صحیح نہیں ہے اور بے ستری کی حالت میں کوئی بھی عمل کرنا اچھا نہیں ہے۔(۵)

---

(۱) ارشاد السائلین ج ر ۲ ص ر ۴۸۳

(۲) فتاوی محمودیہ ج ر ۷ ر ۲ ص ر ۴۶

(۳) الفتاوی الھندیۃ ج ر ۳ ص ر ۴۶۸

(۴) ارشاد السائلین ج ر ۲ ص ر ۴۸۹

(۵) ارشاد السائلین ج ر ۲ ص ر ۲۸۸

کھانے کے دوران اگر فقیر آئے تو کیا حکم ہے

کھانا کھانے کے دوران کوئی ضرورت مند فقیر آجائے تو اسکو بھی بقدر وسعت کھانا کھلا دینا بہت زیادہ ثواب کی بات ہے، حدیث شریف میں ہے کہ جس نے کسی بھوکے شخص کو کھانا کھلایا تو اللہ تعالی اسکو جنت کا پھل کھلائے گا۔ "ایما مسلم اطعم مسلما علی جوع اطعمه الله من ثمار الجنة" (۱) اور دوسری جگہ ارشاد ہے کہ جس نے صدق دل سے اخلاص کے ساتھ اللہ کی راہ میں اپنی حلال کمائی سے ایک کھجور کا کسی فقیر وغیرہ پر صدقہ کیا تو اللہ تعالی اسکو انتہائی قدردانی کے ساتھ قبول فرماتا ہے اور اس کا اجر اتنا بڑھاتا ہے کہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔

"قال رسول الله ﷺ من تصدق بعدل تمرة من کسب طیب فان الله یتقبلها بیمینه ثم یربیها لصاحبه کما یربی احدکم فلوه حتی تکون مثل الجبل"۔ (۲)

دعوت میں عوام وخواص کا انتظام

عام دعوت میں ایک دسترخواں پر یہ تفریق مناسب طریقہ نہیں، دسترخواں اگر جداگانہ ہوں مثلاً ایک کمرہ مخصوص لوگوں کو بلا کر علیحدہ مخصوص کھانا کھلا دیا جائے، اور عام دسترخواں پر دوسری قسم کا کھانا ہو تو اس میں مضائقہ نہیں۔ (۳)

میٹھا کھانے سے پہلے کھانا سنت ہے یا بعد میں؟

میٹھا نہ پہلے کھانا سنت ہے اور نہ بعد میں کھانا سنت ہے، بلکہ جب بھی کھایا جائے جائزہ

---

(۱) ابوداؤد باب فی فضل سقی الماء حدیث نمبر۔ ۱۶۸۲

(۲) بخاری باب الصدقة من کسب طیب حدیث نمبر ۱۳۹۲

(۳) فتاوی محمودیہ ج / ۷ ۲ ص / ۱۳۲

اور مباح رہے گا، رہی یہ بات کہ صحابہ کرامؓ اور عہد نبوی ﷺ میں کھانے میں میٹھا پہلے کھایا جاتا تھا یا بعد میں جواز تو دونوں طرح ہے مگر زیادہ بہتر کیا ہے؟ اس تحقیق سے پہلے یہ جان لیں کہ اکثر و بیشتر حضور ﷺ کے دستر خوان پر دو کھانے جمع نہیں ہوتے تھے نیز اکثر اوقات آپ ﷺ کے یہاں فاقے ہوتے تھے؛ لیکن بعض اوقات کسی صحابیؓ کے گھر پر مہمانی کے وقت یا ازواج مطہرات کے ولیمے کے وقت مختلف قسم کا کھانا احادیث سے ثابت ہے اس میں کیا ترتیب ہوتی تھی اس سلسلے میں بعض ازواج مطہراتؓ کے ولیمے کی کیفیت سے پتہ چلتا ہے کہ حضور ﷺ اور حضرات صحابہ کرامؓ نے میٹھا بعد میں تناول فرمایا نیز بعض علماء نے بھی میٹھا بعد میں کھانے کو ترجیح دی ہے مزید برآں طبی فوائد کے اعتبار سے بھی میٹھا بعد میں کھانا صحت کے لیے زیادہ موزوں ہیں بنابریں میٹھا بعد میں کھانا بہتر ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ میٹھا پہلے کھانا مکروہ ہے بلکہ جائز اور درست ہے۔(۱)

---

(۱) كَانَ النَّبِيُّ ﷺ عَرُوسًا بِزَيْنَبَ، فَقَالَتْ لِي أُمُّ سُلَيْمٍ: لَوْ أَهْدَيْنَا لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ هَدِيَّةً؟ فَقُلْتُ لَهَا: افْعَلِي، فَعَمَدَتْ إِلَى تَمْرٍ وَسَمْنٍ وَأَقِطٍ، فَاتَّخَذَتْ حَيْسَةً فِي بُرْمَةٍ، فَأَرْسَلَتْ بِهَا مَعِي إِلَيْهِ، فَانْطَلَقْتُ بِهَا إِلَيْهِ، فَقَالَ لِي: ضَعْهَا، ثُمَّ أَمَرَنِي، فَقَالَ ادْعُ لِي رِجَالًا سَمَّاهُمْ، وَادْعُ لِي مَنْ لَقِيتَ، قَالَ: فَفَعَلْتُ الَّذِي أَمَرَنِي، فَرَجَعْتُ، فَإِذَا الْبَيْتُ غَاصٌّ بِأَهْلِهِ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى تِلْكَ الْحَيْسَةِ وَتَكَلَّمَ بِهَا مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ جَعَلَ يَدْعُو عَشَرَةً عَشَرَةً يَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَقُولُ لَهُمْ: اذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ وَلْيَأْكُلْ كُلُّ رَجُلٍ مِمَّا يَلِيهِ، قَالَ: حَتَّى تَصَدَّعُوا كُلُّهُمْ عَنْهَا فَخَرَجَ مِنْهُمْ مَنْ خَرَجَ وَبَقِيَ نَفَرٌ يَتَحَدَّثُونَ، قَالَ: وَجَعَلْتُ أَغْتَمُّ، ثُمَّ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ نَحْوَ الْحُجُرَاتِ وَخَرَجْتُ فِي إِثْرِهِ، فَقُلْتُ: إِنَّهُمْ قَدْ ذَهَبُوا، فَرَجَعَ، فَدَخَلَ الْبَيْتَ وَأَرْخَى السِّتْرَ وَإِنِّي لَفِي الْحُجْرَةِ(۱) وَهُوَ يَقُولُ يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ سورة الأحزاب آیت نمبر۔۵

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس سے گذرتے ہوئے سلام کیا، انہیں خیال آیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدیہ دینا چاہئے تو پھر کچھ کھجور گھی اور پنیر کا سے حیس نامی میٹھا بنایا ایک ہانڈی میں ڈال کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے قبول کر کے چند لوگوں کو بلانے کا حضرت انس کو حکم فرمایا، حضرت انس بلا لائے، پہلے سے روٹی اور گوشت رکھا تھا، سب لوگ پیٹ بھر کھائے اور چلے گئے، جب کچھ لوگ بات چیت کرتے باقی رہ گئے تو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حیس کا میٹھا لائے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملاقاتیوں کو بلوانے کا حکم دیا، وہ لوگ بھی پیٹ بھر کھا کر چلدئے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عکراش رضی اللہ عنہ اپنے والد زوئب سے روایت کرتے ہیں کہ بنو مرہ بن عبید نے اپنے مالوں کے صدقات کے ساتھ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا، (۱) میں مدینہ آیا تو میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مہاجرین اور انصار کے درمیان میں بیٹھا ہوا پایا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر لے کر چلے، اور فرمایا: کچھ کھانے کو ہے؟ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ایک بڑا سا پیالہ لائیں جس میں بہت سا ثرید اور گوشت کے ٹکڑے

---

(۱)عن ابیہ عکراش بن ذؤیب قال :بعثني بنو مرة بن عبید بصدقات اموالھم إلی رسول اللہ ﷺ، فقدمت علیہ المدینة فوجدتہ جالسا بین المھاجرین والانصار قال :ثم اخذ بیدي فانطلق بي إلی بیت ام سلمة فقال :"ھل من طعام؟ فاتینا بجفنة کثیرة الثرید والوذر واقبلنا ناکل منھا فخبطت بیدي من نواحیھا واکل رسول اللہ ﷺ من بین یدیہ فقبض بیدہ الیسری علی یدي الیمنی، ثم قال: "یا عکراش کل من موضع واحد فإنہ طعام واحد"، ثم اتینا بطبق فیہ الوان الرطب او من الوان الرطب عبید اللہ شك قال :فجعلت آکل من بین یدي وجالت ید رسول اللہ ﷺ في الطبق، وقال: "یا عکراش کل من حیث شئت فإنہ غیر لون واحد"، ثم اتینا بماء فغسل رسول اللہ ﷺ یدیہ ومسح ببلل کفیہ وجھہ وذراعیہ وراسہ، وقال :"یا عکراش ھذا الوضوء مما غیرت النار "(جامع الترمذی، ابواب الاطعمة، باب ما جاء في التسمیة في الطعام، حدیث نمبر:۱۸۴۸)

تھے، ہم کھانے کے لئے متوجہ ہوئے، میں اس پیالے کے چاروں طرف ہاتھ ڈالنے لگا، اللہ کے رسول اللہ ﷺ اپنے سامنے سے کھارہے تھے، اللہ کے رسول ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ لیااور فرمایا : عکراش! ایک ہی جگہ سے کھاؤ! اس لیے کہ کھانا صرف ایک قسم کا ہے، تھوڑی ہی دیر میں ہمارے پاس ایک بڑا سا برتن لایا گیا جس میں متنوع قسم کے کھجور تھے تو میں اپنے سامنے سے کھانے لگا، اللہ کے رسول اللہ ﷺ اپنا ہاتھ پورے برتن میں گھمانے لگے اور فرمایا عکراش! کھاؤ جہاں سے چاہے، اس لیے کہ یہ ایک قسم کا نہیں ہے۔(۱)

اس واقعہ میں کھجور میٹھے کا قائم مقام ہے، اور وہ کھانے کے بعد کھائے جارہے ہیں، لہذا

---

(۱) دراصل حضرت زینب بنت جحشؓ کے ولیمہ کے بارے میں اختلاف ہے بعض روایات میں ہے کہ حضور ﷺ نے بکری ذبح فرمائی اور گوشت، روٹی کھلائی اور بعض میں ہے کہ حضرت ام سلیمؓ جو حضور ﷺ کی رضاعی یا حقیقی خالہ تھیں انہوں نے حیس مختلف چیزوں سے بنا ہوا حلوہ بھیجا تھا نبی ﷺ نے حلوہ صحابہ کرامؓ کو کھلایا، شراح حدیث فرماتے ہیں کہ دونوں میں کوئی تعارض نہیں ہے ممکن ہے کہ پہلے گوشت اور روٹی کھلائی پھر حلوہ کھلایا، نیز بلانے کے وقت حضرت انسؓ کو یہ نہیں بتایا گیا تھا باہر سے صرف ان لوگوں کو بلاؤ جو کھانے میں شریک نہیں تھے تو وہ لوگ بھی آئے جنہوں نے کھانا کھایا تھا، دوسری تطبیق یہ دی ہے کہ ممکن ہے کہ حلوہ بھی اسی وقت حاضر ہوا جب لوگ گوشت روٹی کھانے میں مشغول تھے لہذا ساتھ ساتھ کھایا گیا۔ فتح الباری میں ہے کہ۔

"والاولی ان یقال لا وھم فی ذلک فلعل الذین دعوا الی الخبز واللحم فاکلوا حتی شبعوا وذھبوا ولم یرجعوا ولما بقی النفر الذین کانوا یتحدثون جاء انس بالحیسة فامر بان یدعوا ناسا آخرین ومن لقی فدخلوا فاکلوا ایضاً حتی شبعوا، واستمر اولائک النفر یتحدثون وھو جمع لا باس به واولی منه ان یقال ان حضور الحیسة صادف حضور الخبز اوللحم فاکلوا کلھم من کل ذالک"۔

حافظ ابن حجرؒ نے دوسری تاویل کو اولی قرار دیا ہے لیکن امام قرطبیؒ اور امام غزالیؒ نے پہلی تاویل کو اولی قرار دیا ہے۔ امام قرطبیؒ کی تطبیق سے واضح ہوتا ہے کہ ولیمہ میں دو باتیں جمع ہوئیں: (۱) گوشت روٹی کھلائی گئی اور اکثر لوگ منتشر ہوئے۔(۲) پھر جب حلوہ آیا تو مجمع دوبارہ بلایا گیا اور حلوہ بعد میں کھایا گیا، دیگر بعض روایات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ پھل بعد میں تناول فرمایا۔

کھانے کے بعد میٹھا کھانا بہتر ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ دو پہر میں مسجد کی طرف نکلے ان کی آہٹ حضرت عمرؓ سنے تو وہ بھی نکلے، اور عرض کیا : اے ابو بکر! کس چیز نے آپ کو اس سخت دو پہر کی گھڑی میں باہر نکالا؟ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا : بھوک کی شدت نے مجھے نکالا ہے، حضرت عمرؓ نے عرض کیا: اللہ کی قسم مجھے بھی بھوک نے ہی نکالا ہے، ابھی یہ دونوں حضرات بات کر ہی رہے تھے کہ اچانک رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لائے ،بس یہ تینوں احباب نکل پڑے یہاں تک کہ حضرت ابوایوب انصاریؓ کے دروازے پر آئے ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کھجور کی ایک شاخ توڑی جس میں کچے پکے اور ادگدرے کھجور تھے، اللہ کے رسول نے فرمایا: تم نے پکی کھجور والی شاخ کیوں نہیں توڑی ؟انہوں نے عرض کیا : اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے چاہا کہ آپ ہر قسم کا کھجور کچے، پکے ادگدرے بھی کھائیں اور میں اس دوران آپ کے لیے ایک بکری ذبح کر کے لاؤں، وہ بکری یا بکری کا بچہ ذبح کے لیے گئے، ذبح کیا اور بیوی سے کہا: ہمارے لیے روٹی پکاؤ اور آٹا گوندو، روٹی بنوائی ،ذبیحہ کا گوشت پکا کر لائے تو اللہ کے رسول ﷺ نے اور صحابہ کرام نے تناول فرمایا۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ کھجور پہلے پیش کئے گئے اور کھانا بعد میں آیا، اس سے معلوم ہوا کہ میٹھا پہلے بھی کھانا درست ہے، البتہ یہاں یہ علّت بھی ہو سکتی ہے کہ بھوک شدید تھی ،ماحضر پیش کرنا ضروری تھا، اور ماحضر کھجور تھے، اس لئے کھجور پہلے کھائے گئے ورنہ روٹی اور گوشت کے بعد ہی کھائے جاتے، بہر صورت گنجائش دونوں طرح کی ہے۔

”عن عکرمة عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال :خرج ابو بکر رضی اللہ عنہ بالهاجرة الی المسجد فسمع بذالک عمر رضی اللہ عنہ فقال :یا ابابکر ما اخرجک هذه الساعة ؟ قال :مااخرجنی الاماأجد من حاق الجوع قال :وانا والله ما اخرجنی

غیره فبینا هما کذالک اذخرج النبی ﷺ فانطلقوا حتی اتواباب ابی ایوب الانصاری الی قوله قال :فانطلق فقطع عذقا من النخل فیه من کل التمر والرطب والبسر فقال النبی ﷺ ما اردت الی هذا الی الا جنیت لنا من تمرة ؟ فقال :یا نبی الله احببت ان تاکل من تمرة ورطبه وبسره والاذبحن لک مع هذا فاخذ عناقاًاو جذیلاًفذبحه وقال لامراته اخبزی واعجنی لنا وانت اعلم بالخبز فاخذ الجدی فطبخه وشوی نصفه ،فلما ادرک الطعام وضع بین یدی النبی ﷺ واصحابه فاخذ من الجدی فجعله فی رغیف"

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مہمان نوازی کی ابتداء پھل وغیرہ میٹھی چیز سے ہوئی بعد میں گوشت روٹی کھائی گئی نیز حضرت عائشہؓ کی روایت سے نبیذ جو میٹھا ہوتا ہے کھانے کے بعد پینا ثابت ہے۔

کھانے سے پہلے پھل فروٹ کھانا کیسا ہے؟

مختلف اشیاء ہوں تو کھانے کی ترتیب یہ ہے کہ پھل کو مقدم کیا جائے، یہ طب کے بھی زیادہ موافق ہے اس لیے کہ یہ زیادہ زود ہضم ہے، مناسب ہے کہ پھل معدے کے نچلے حصے میں واقع ہو جیسا کہ قرآن کریم نے بھی اس طرف اشارہ کیا ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے۔

"وفاکهة مما یتخیرون" پھر کہا "ولحم طیر مما یشتهون" اللہ نے پہلے پھل کو مقدم رکھا اسکے بعد گوشت اور ثرید کو، ملاحظہ امام غزالیؒ فرماتے ہیں۔

"ترتیب الاطعمة بتقدیم الفاکهة اولاًان کانت فذلک اوفق فی الطب فانها اسرع استحالة فینبغی ان تقو فی

اسفل المعدة وفی القرآن تنبیه علی تقدیم الفاکهة فی قوله تعالی (وفاکهة ممایتخیرون)ثم قال (ولحم طیر مما یشتهون) ثم افضل مایقدم بعد الفاکهة اللحم والثرید فقد قال ﷺ :فضل عائشة علی النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام ،فان جمع الیه حلاوة بعده (ای بعد الخبز اللحم)فقدجمع الطیبات"۔

امام غزالیؒ کی عبارت سے کھانے کی ترتیب اس طرح مستفاد ہوتی ہے کہ اگر کھانے میں پھل میوے وغیرہ ہوں تو ان کو مقدم کیا جائے پھر گوشت روٹی وغیرہ بعد میں اور میٹھا کھانا بالکل آخر میں کھایا جائے،اس ترتیب پر گویا تمام طیبات کو جمع کر دیا،خلاصہ یہ ہے کہ پھل میوہ وغیرہ ابتدا میں کھانا اچھا ہے اور میٹھا بعد میں کھانا بہتر ہے،تاہم دونوں طرح بالکل جائز اور درست ہے۔(۱)

اکل طعامکم الابرار دعا کا حکم

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے یہ دعا افطار کے موقع پر پڑھی تھی ،اور دوسری بعض روایات سے بغیر افطار کے پڑھنا ثابت ہے ملا علی قاریؒ نے فرمایا کہ بلا افطار کے بھی یہ دعا عام دعوتوں میں جائز ہے لیکن چونکہ عام روایات میں افطار کا ذکر ہے اس وجہ سے یہ دعا بوقت افطار پڑھی جانی چاہئے۔(۲)

کھانے کی ابتداء واختتام نمک پراور روایات کی تحقیق

نمکین سے ابتداء نمکین پر ختم کرے(۳)"من السنة ان یبدا بالملح ویختتم

(۱)فتاویٰ دارالعلوم زکریا ج/۶ص/۵۵۲ تا ۵۵۷

(۲)فتاویٰ دارالعلوم زکریا ج/۶ص/۶۹۶

(۳)فتاویٰ محمودیہ ج/۱۸ص/۶۹

بالملح " (۱) نمک سے کھانا شروع اور ختم کرنے کے بارے میں کتب حدیث میں ایک حدیث حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے، لیکن یہ حدیث صحیح نہیں، ابن القیم جوزیؒ نے اس حدیث کو موضوعات میں شمار کیا ہے، احیاء العلوم کے شارح علامہ زبیدیؒ نے اس حدیث کو اپنی شرح میں نقل کیا ہے:

"روي عن رسول الله ﷺ أنه قال: يا علي! ابدأ طعامك بالملح واختم بالملح فإن الملح شفاء من سبعين داء الخ"

حدیث نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے اور پھر علت ذکر کرتے ہوئے آگے لکھتے ہیں "والمتهم عبد الله بن أحمد الطائي و أبوه فإنهما يرويان نسخة من أهل البيت كلها باطلة" نیز علامہ سیوطی نے اس حدیث کو اللآلی الموضوعۃ: ص ۵۳۵ پر ذکر کیا ہے، اور پھر حدیث پروہی کلام کیا ہے جو زبیدی کے حوالے سے ابھی نقل کیا گیا۔ مذکورہ بات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں۔ البتہ اس مضمون کی ایک دوسری حدیث حضرت علیؓ سے موقوفاً مروی ہے "من ابتدأ غذاءه بالملح أذهب الله عنه سبعين داء" علامہ زبیدیؒ نے بیہقی کے حوالے سے اس حدیث کو نقل کیا اور اس پر کوئی کلام نہیں کیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث مذکور قابل اعتبار ہے۔ بنابریں نمک سے کھانے کے آغاز وافتتاح کو منجملہ آداب طعام کے شمار کرنا صحیح ہے، البتہ اس عمل کو سنت نہیں کہا جائے گا، اور جن فقہا نے اس کو سنت کہا ہے اس سے ان کی مراد ادبِ طعام ہے نہ یہ کہ یہ طریقہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے۔ (۲) کھانے کو نمک سے شروع کر کے نمک پر ختم کرنے سے متعلق فقہاء نے مستحب یا مسنون لکھا ہے، اس سلسلہ میں احادیث شریفہ مرفوع متصل تو دستیاب نہ ہوسکیں، البتہ ضعیف حدیث وآثار صحابہؓ اس سلسلہ میں موجود ہیں۔

(۱) فتاوی عالمگیری ج ر ۵ ص ر ۳۳۷

(۲) امداد الفتاوی ج ر ۴ ص ر ۱۱۲۔ ۱۱۳ ملخصا

"عن علي رضي الله عنه أنه قال :من ابتدأ غذاء ه بالملح أذهب عنه سبعين نوعاً من البلاء"۔(۱)" ونقل السيوطي عن الأصبهاني عن علقمة بن سعد بن معاذ حدثني أبي عن أبيه عن جده مرفوعاً استعينوا طعامكم بالملح فوالذي نفسي بيده أنه ليرد ثلاثاً وسبعين نوعاً من البلاء"(۲)

کھانے کے درمیان گفتگو کا حکم

بہت سے حضرات کھانے کے درمیان گفتگو کرنے کو خلاف سمجھتے ہیں جب کہ بالکل خاموش رہنے کوفقہاء نے مکروہ قرار دیا ہے کیوں کہ یہ مجوسیوں کی عادت ہے اس لئے اس تشبہ سے بچنے کے لئے کھانے کے دوران نیکی اور بھلائی کی بات کرے، لیکن اس سے مراد ہرگز یہ نہیں کہ اتنے زور زور سے نیکی اور بھلائی کی بات کرے جس سے دوسروں کو تکلیف پہنچے، کیوں کہ اس قدر بلند آواز سے گفتگو کرنا جس سے دوسروں کو تکلیف پہنچے شرعاً منع ہے۔(۳)

---

(۱) شعب الایمان، باب فی المطاعم والمشارب ج/۵/ ۱۰۳ حدیث نمبر۔ ۵۹۵۲

(۲) اللآ لی المصنوعۃ فی الأحادیث الموضوعۃ لسیوطی ج/۲ص/۱۷۹ تذکرۃ الموضوعات للفتنی ج/۱ص/۱۴۱

(۳) المسائل المھمہ ج/۲ص/۲۱۶

مہمان نوازی میں چند کوتاہیاں

مہمان کے پاس کھانالانے میں دیر کرنا

جب مہمان آجائے تو جو کچھ ماحضر ہے پیش کر دے،کھانالانے میں تاخیر کرنا تکلیف کا باعث ہوتا ہے، جب اکثر مہمان موجود ہوں اور ایک دو مہمان موجود نہ ہوں یا وقت مقرر سے پیچھے رہ جائیں تو موجودین کو کھانا کھلا دیا جائے تاکہ موجود لوگوں کا حق کی نسبت راجح ہے مگر یہ کہ بعد میں آنے والا محتاج ہو یا دوسروں کو پہلے کھلا دینے سے اس کی دل شکنی ہو حاتم اصمؒ فرماتے ہیں کہ جلد بازی شیطان کا کام ہے مگر پانچ چیزوں میں کہ وہاں رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے اسمیں سے مہمان کو جلدی کھلانا بھی شامل ہے۔

مہمان نوازی میں تکلف کرنا

دعوتوں میں ایک کوتاہی یہ بھی ہے کہ ریا اور دکھلاوے کیلئے بلاوجہ تکلف کرتے ہیں بعض دفعہ اپنی استطاعت سے بڑھ کر انتظام کرتے ہیں چہ جائیکہ قرض کی ضرورت کیوں نہ پڑے،بعض سلف نے تکلف کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ اپنے مہمان بھائی کو وہ کھلاو جو تم خود نہیں کھاپاتے بلکہ قصداًزیادہ عمدہ اور زیادہ قیمتی کھلاؤ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم کو تکلف کرنے سے روکا گیاہے اور ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سن لو تکلف کرنے والے ہلاک ہوئے یہ آپ ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا اس کو مسلم نے روایت کیاہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ اے عائشہؓ! مہمان کیلئے تکلف نہ کرو کہ تم اس کو اکتادو لیکن اسکو اس میں سے کھلاؤ جو تم کھاتی ہو نبی ﷺ اور حضرات صحابہؓ کے ولیمے بھی تکلف سے خالی ہوتے تھے حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت صفیہؓ سے نکاح کا ولیمہ کھجور

اور ستو سے کیا حضرت انسؓ ہی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی ازواج میں سے کسی کا ولیمہ ایسا نہیں کیا جیسا حضرت زینبؓ کا کیا ایک بکری کا ولیمہ فرمایا تھا۔(۱)

مہمان کو کھلانے کیلئے دوسری جگہ لے جانا

ایک ناپسندیدہ طریقہ یہ بھی ہے کہ مہمان کو کھلانے کے لئے کسی خاص جگہ منتقل ہونے کی تکلیف دے یہ بڑائی (تکبر) کی نشانیوں میں سے ہے، یہ بات ہمارے ذہن سے نکل گئی کہ ادب شرعی جس میں مہمان کا اکرام ہے یہ ہے کہ مہمان جس جگہ بیٹھے وہیں اسکے پاس کھانا لایا جائے یہ نہیں کہ کھانا کہیں رکھا جائے اور مہمان کہیں اور بیٹھے پھر اسکو کھانے کیلئے کہا جائے، دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے مہمان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا اللہ تعالی نے ان کی مدح کے موقع پر نقل فرمایا ہے کہ وہ مہمانوں کے پاس کھانا لائے یہ نہیں ہے کہ ان کو کھانے کے پاس لے گئے۔(۲)

مہمان کی خدمت سے عار کرنا

ان کوتاہیوں میں سے ایک یہ کہ جو مال کی کثرت اور کبر کی وجہ سے لوگوں میں درآئی ہے یہ ہے کہ میزبان مہمان کی خدمت خود کرنے میں عار محسوس کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ یہ ذلت کی بات ہے، یہ تو نوکر ہی کے کرنے کا کام ہے شرعی ادب یہ ہیکہ میزبان اپنے مہمان کی خدمت سے عار نہ محسوس کرے اور مہمان اسکو مکارم اخلاق سے نہ روکے۔

حضرت علی بن حسینؓ فرماتے ہیں کہ کمال مروت یہ ہے کہ آدمی اپنے اہل کے مہمان کی خدمت کرے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے خود مع اپنے اہل کے مہمان کی خدمت کی، اس میں مہمان کا زیادہ اکرام ہے کہ یہ رحمٰن کے خلیل، ابوالآباء اور امام الحنفاء کا ادب ہے کہ جن کو

---

(۱) سنت وبدعت ص/ ۵۱۵۔ ۵۱۶

(۲) سنت وبدعت ص/ ۵۲۱

اللہ نے اپنا خلیل بنایا اوران کی اولاد میں نبوت اور کتاب کا سلسلہ رکھا۔(۱)

مہمان کو گھر کے اندر سے رخصت کرنا

ایک کوتاہی اور لاپرواہی عموما یہ ہوتی ہے کہ مہمان کو گھر کے اندر سے ہی رخصت کیا جاتا ہے، سنت یہ ہے کہ گھر کے دروازہ تک مہمان کے ساتھ جائے پھر اسکو رخصت کرے اور مہمان کو چاہئے کہ میزبان کو ایسا کرنے سے نہ روکے اور نہ قسم دے، حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ جب تم کسی کو اپنے گھر دعوت دو تو اس کے ساتھ باہر نکلو یہاں تک کہ وہ چلا جائے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ "من السنة ان یخرج الرجل مع ضیفه الی باب الدار" امام شعبیؒ فرماتے ہیں ملاقات کے لئے آنے والے کی ملاقات کا تکملہ یہ ہے کہ تم اسکے ساتھ گھر کے دروازہ تک جاؤ اور اسکی رکاب تھا، حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جس شخص نے کسی ایسے شخص کا رکاب تھاما، جس سے نہ اسکو کوئی امید ہے اور خوف اسکی مغفرت کر دی جائے، وہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی رکاب پکڑتے ہیں حالاں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے بیٹے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم علماء کے ساتھ اسی طرح پیش آتے ہیں۔(۲)

ہر شخص کا الگ برتن میں کھانا

ایک بری رسم اور یہ ہیکہ مہمانوں میں ہر ایک الگ برتن میں کھاتا ہے ایک ہی برتن میں اکھٹے ہو کر سب نہیں کھاتے یہ عادت بدغیروں کی تقلید سے ہم میں آئی ہے، سنت وشریعت میں اسکے خلاف ہے، چنانچہ حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ "کلوا جمیعاً ولاتفرقوا فان البرکة مع الجماعة" ایک ساتھ کھاؤ اور الگ الگ نہ کھاؤ اس لئے کہ

---

(۱) سنت وبدعت ص ر ۵۲۱

(۲) سنت وبدعت ص ر ۵۲۳

برکت جماعت کے ساتھ ہے، وحشی بن حرب ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ ہم کھاتے ہیں اور ہمیں سیری نہیں ہوتی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا شاید تم الگ الگ کھاتے ہو لوگوں نے کہا ہاں، فرمایا اکٹھے ہو کر کھایا کرو اور اللہ کا نام لو تمہارے لئے اسمیں برکت دی جائے گی۔(۱)

مہمان کے سامنے فون کا بلا ضرورت استعمال کرنا

اس زمانہ میں فون کا طریقہ استعمال نہایت ہی بے جا اور بے محل ضرورت سے زیادہ بلا ضرورت ہو رہا ہے، فون سے جہاں طلبہ کو تعلیمی نقصان ہوا وہیں ان کے اخلاق وکرادار پر بھی زک لگی ہے مہمان کا ادب یہ ہے کہ گروہ ہمارے گھر آئے تو ہم اس سے بات کرے اس کی خیر خیریت دریافت کرے نہ کہ فون میں مصروف ہوں الا یہ کہ کوئی واقعۃ ضرورت ہو اور کوئی ضروری اور اہم کال ہو تو جتنا مختصر بات ہو سکے کر کر فون رکھ دیں تاکہ مہمان کی حق تلفی نہ ہو۔

کھانے کے بعد میزبان کا گھر میں دیر تک بیٹھے رہنا

کھانے کے بعد میزبان کے گھر دیر تک بیٹھے رہنا جائز نہیں ہے، اس سے میزبان کو تکلیف ہوتی ہے اور وہ اخلاق ومروت کی وجہ سے جانے کے لئے کہنے سے حجاب محسوس کرتا ہے، ہاں اگر کسی اہم کام کے لئے دیر تک بیٹھنے کی ضرورت ہو یا میزبان کے ساتھ ایسا خصوصی تعلق ہو کہ اس کی ایذا و تکلیف کا باعث نہ ہو تو دیر تک بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔(۲)

(۱) سنت وبدعت ص ر ۵۲۵

(۲) المسائل المہمہ ج ر ۵ ص ر ۲۷۲

باب

حضراتِ انبیاء کی ضیافت کے مثالی واقعات

انبیاءؑ کی زندگی ساری انسانیت کیلئے ہدایت کا سرچشمہ ہوتی ہے، خدا نے انہیں انسانوں کی فلاح ابدی کیلئے ہی مبعوث فرمایا ہے، اخلاقی اعتبار سے وہ بہت بلند مقام پر فائز ہوتے ہیں، انہیں عمدہ اخلاقی صفتوں میں سے ضیافت بھی ایک صفت ہے، قرآن کریم نے حضرات انبیاء کے واقعات کی کچھ مثالیں بیان فرمائی ہیں، تاکہ ہم ان واقعات کو پڑھ کر معاشرے میں الفت ومؤدت کو قائم کرسکے، اس باب میں مختلف انبیاء کرامؑ کی مہمان نوازی کے واقعات مذکور ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مہمان نوازی کا انوکھا واقعہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام بڑے مہمان نواز تھے، ان کی مہمان نوازی کا تذکرہ قرآن کی متعدد سورتوں میں موجود ہے سورہ ذاریات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"هل اتاك حديث ضيف ابراهيم المكرمين، اذ دخلوا عليه فقالوا سلاما قال سلام قوم منكرون، فراغ الى أهله فجاء بعجل سمين، فقربه اليهم قال الا تأكلون فأوجس منهم خيفة قالوا لا تخف وبشروه بغلام عليم"(۱)

کیا آپ کو ابراہیم علیہ السلام کے معزز مہمانوں کی خبر بھی پہنچی ہے؟ (یہ مہمان دراصل فرشتے تھے، جو بہ شکل انسان حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے تھے) وہ جب ان کے ہاں آئے تو سلام کیا، اور ابراہیم نے جواب سلام دیا (اور کہا یہ تو) اجنبی لوگ ہیں. پھر (چپ چاپ جلدی جلدی) اپنے گھر والوں کی طرف گئے اور ایک فربہ بچھڑے (کا گوشت) لائے اور اسے ان کے پاس رکھا اور کہا آپ کھاتے کیوں نہیں؟ پھر تو دل ہی دل میں ان سے خوف زدہ ہو گئے انہوں نے کہا آپ خوف نہ کیجئے اور انہوں نے اس (ابراہیم علیہ السلام) کو ایک علم والے لڑکے کی بشارت دی۔(۲)

حضرت لوط علیہ السلام کی مہمان نوازی

حضرت لوط علیہ السلام کے ہاں جب فرشتے مہمان بن کر آئے تو آپ انکی مہمان نوازی میں مصروف ہو گئے، آپؑ کی قوم کے لوگوں نے مہمانوں کے ساتھ برا سلوک کیا تو آپ نے

---

(۱) سورہ الذاریات آیات نمبر۔ ۲۸۔ ۳۵

(۲) مہمان نوازی کے آداب ص/ ۱۰

ان سے کہا انکو رسوانہ کروانکی رسوائی میری رسوائی ہے، قرآن میں اللہ نے فرمایا "قال ان ھو لآء ضیفی فلا تفضحون، واتقوا اللہ ولا تحزنون" لوط علیہ السلام نے کہا بھائیو! یہ میرے مہمان ہیں، مجھے رسوانہ کرو، خدا سے ڈرواور میری بے عزتی سے باز رہو۔(۱)

حضرت شعیب علیہ السلام کی مہمان نوازی

سورۃ القصص میں حضرت شعیب علیہ السلام کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مہمان نوازی کاذکر کیا گیاہے، ارشاد باری ہے کہ "ان ابی یدعوک لیجزیک اجر ماسقیت لنا" میرے باپ آپ کو بلارہے ہیں، تاکہ آپکو اسکا صلہ دیں جو آپ نے ہمیں پانی بھر کے دیا ہے، تفسیر قرطبی میں اس کی تفسیر یوں کی گئی ہے اے نوجوان رات کا کھانا کھاو، موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا کیوں؟ کیا تم بھوکے نہیں ہو؟ عرض کیا کیوں نہیں، لیکن مجھے خوف ہے کہ یہ اسکا صلہ ہوجائے گا جو میں نے انکو پانی بھر کے دیا، حالاں کہ میں ایسے گھر سے ہوں جو دین کی کوئی چیز زمین کے برابر سونے کے عوض بھی

---

(۱) "فَسَقَى لهما ثُمَّ تَوَلَّى إِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ إِنِّي لما أَنْزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ وَذَلِكَ أَنَّهُ كَانَ جَائِعًا خَائِفًا لَا يَأْمَنُ فَسَأَلَ رَبَّهُ وَلم يَسْأَلِ النَّاسَ فَلَمْ يَفْطِنِ الرِّعَاءُ وَفَطِنَتِ الجارِيَتَانِ فَلَمَّا رَجَعَتَا إِلَى أَبِيهِما أخبرتاه بالقصة وبقوله. فقال أبوهما وهو شعب عليه السلام هذا رجل جائع. فقال إحداهما: ذْهَبِي فَادْعِيهِ. فَلَمَّا أَتَتْهُ عَظَّمَتْهُ وَغَطَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ إِنَّ أَبِي يَدْعوكَ لِيَجْزِيَكَ أَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا فَشَقَّ على موسَى حِينَ ذَكَرَتْ "أَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنا" وَلم يجدْ بدًّا مِنْ أَنْ يَتْبَعَهَا لِأَنَّهُ كَانَ بَيْنَ الجبَالِ جَائِعًا مسْتَوْحِشًا. فَلَمَّا تبِعَهَا هبَتِ الرِّيحُ فَجَعَلَتْ تُصَفِّقُ ثِيابها على ظَهْرِهَا فَتصِف لَهُ عَجِيزَتَهَا - وَكَانَتْ ذَاتَ عَجْزٍ - وَجَعَلَ موسَى يَعْرِضُ مَرَّةً وَيَغُضُّ أُخْرَى فَلَمَّا عِيلَ صَبره نَادَاهَا يَا أَمَةَ اللَّهِ كُونِي خَلْفِي وَأَرِينِي السَّمْتَ بِقَوْلِكِ. فَلَمَّا دَخَلَ عَلَى شعَيْبٍ إِذْ هُوَ بِالْعَشَاءِ مهَيَّأً فَقَالَ لَهُ شعَيْب اجْلِسْ يَا شَابُّ فتعشى فَقَالَ لَهُ موسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ أَعُوذُ بِاللَّهِ! فَقَالَ لَهُ شُعَيْبٌ: لِمَ؟ أَمَا أَنْتَ جَائِعٌ؟ قَالَ بَلَى وَلَكِنِّي أَخَافُ أَنْ يَكُونَ هَذَا عِوَضًا لما سَقَيْتُ لهما وَأَنَا مِنْ أَهْلِ بَيْتٍ لَا نَبِيعُ شَيْئًا مِنْ دِينِنَا بِمِلْءِ الْأَرْضِ ذَهَبًا فَقَالَ لَهُ شعَيْبٌ لَا يَا شَابُّ. وَلَكِنَّهَا عَادَتِي وَعَادَةُ آبَائِي نَقْرِي الضَّيْفَ (تفسير القرطبي ج/١ ص/٣٣٩)

مہمان نوازی کے آداب ص/۱۲

نہیں بیچتے حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا! اے جواں ایسی بات نہیں لیکن (کھانا کھلانا) میری اور میرے آباء واجداد کی عادت رہی ہے، ہم مہمانوں کو کھانا کھلاتے ہیں، پس حضرت موسیٰؑ بیٹھے اور کھانا کھایا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی مہمان نوازی

حضرت یوسف علیہ السلام کے یہاں جب ان کے بھائی اناج لینے کے سلسلہ میں عراق سے مصر آئے تو انہوں نے ان کی خوب تکریم کی، اور ان سے کہا "الا ترون انی اوفی الکیل و انا خیر المنزلین" (۱) تم دیکھتے نہیں ہو کہ میں کس طرح پیمانہ بھر کر دیتا ہوں اور کیسا اچھا مہمان نواز ہوں۔ انہوں نے نہ صرف پیمانہ بھر کر دیا بلکہ غلّے کی قیمت بھی واپس انہیں کے سامان میں رکھ دی۔ ذرا غور کریں یہ وہ بھائی ہیں جنہوں نے حضرت یوسفؑ کو کنویں میں ڈال دیا تھا، اور ان کو ختم کرنے کا ناپاک منصوبہ بنایا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں نامراد کیا۔ باوجود اسکے حضرت یوسفؑ اپنے مہمان بھائیوں کا اکرام کیا اور ان کے ساتھ بہتر سلوک روا رکھا۔ (۲)

حضرت ایوب علیہ السلام کی مہمان نوازی

حضرت ایوب علیہ السلام بہت مال و دولت کے مالک تھے نہایت ہی نیک پارسا تھے، مسکینوں پر شفقت فرماتے، یتیموں اور بیواؤں کی کفالت فرماتے، مہمان نوازی کرتے اور راہ گیروں کی مدد فرماتے تھے۔ (۳)

---

(۱) سورہ یوسف آیت نمبر۔ ۵۹

(۲) مہمان نوازی کے آداب ص ر ۱۳

(۳) مہمان نوازی کے آداب ص ر ۱۴

نبی اکرم ﷺ کی مہمان نوازی کے چند واقعات

✪ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں ایک مہمان رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا وہ شخص کافر تھا آپ ﷺ نے اس کے لئے ایک بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا اس نے دودھ پی لیا پھر ایک اور بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا اس نے دودھ پی لیا پھر ایک اور بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا اس نے وہ بھی پی لیا حتیٰ کہ اس نے سات بکریوں کا دودھ پی لیا پھر اس نے صبح کی تو اسلام لے آیا، نبی اکرم ﷺ نے دوبارہ اسکے لئے ایک بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا اس نے وہ بھی پی لیا پھر دوسری بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا وہ اسکا سارا دودھ پی نہ سکا تو نبی ﷺ نے فرمایا مسلمان ایک آنت میں پیتا ہے جب کہ کافر سات آنتوں میں پیتا ہے۔(۱)

✪ ایک صحابی رسول حضرت مقدادؓ فرماتے ہیں کہ میں اور میرے دو ساتھیوں کا بھوک اور مشقت سے برا حال ہوگیا تھا، ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے آپ ﷺ ہم کو لیکر اپنے گھر تشریف لے گئے، وہاں تین بکریاں تھیں، آپ ﷺ نے وہ ہمارے حوالے کردتے، ہم کئی دن حضور ﷺ کی خدمت میں رہے بکریوں کا دودھ نکالتے اپنا حصہ پی کر حضور ﷺ کے لئے الگ رکھ دیتے تھے اور حضور ﷺ اپنے کاموں سے فارغ ہوکر آتے اور اپنا حصہ نوش فرماتے تھے۔(۲)

✪ ایک مرتبہ نجاشی نے وفد بھیجا حضور ﷺ نے اس شاہی وفد کو اپنا مہمان بنایا اور اسکی مہمان نوازی کے فرائض انجام دئے حضرات صحابہ کرامؓ نے ہر چند چاہا کہ یہ خدمت وہ انجام دیں گے مگر حضور ﷺ نے قبول نہیں کیا اور فرمایا ان لوگوں نے میرے رفیقوں کی خدمت کی ہے جب وہ ہجرت کر کے حبشہ گئے تھے اس لئے آج میں ان کی خدمت کے

---

(۱) صحیح مسلم حدیث نمبر۔ ۵۳۷۹

(۲) اخلاق رسول ﷺ ص/۵۸

فرائض خود ہی انجام دوں گا۔(۱)

ایک مرتبہ ایک یہودی سردار آپ ﷺ کے پاس بطور مہمان آیا، مہمان کی تواضع میں آپ ﷺ نے اپنی چادر مبارک زمین پر ڈال دی، حضرات صحابہ کرامؓ کی محبت نے آپ ﷺ کے اس شریفانہ فعل پر اپنی توہین محسوس کی کہ جس محبوب آقا ﷺ کی چادر کو وہ آنکھوں سے لگاتے ہوں اس دشمن خدا کے پیروں کے نیچے دیکھیں اور عرض کیا دشمن خدا اتنی عزت افزائی کیوں؟ جواباً ارشاد فرمایا میرے ساتھیو! یہ شخص اپنی قوم کا سردار ہے اس لئے ہمارے یہاں بھی اسی حیثیت کے مطابق عزت واحترام کا حق دار ہے۔(۲)

نبی ﷺ نے حکم ربانی کے موافق تبلیغ عام کا کام شروع فرما دیا۔ قریبی رشتہ داروں کو سمجھانے کا حکم قرآن مجید میں خصوصیت سے تھا ''وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ''(۳)

نبی ﷺ نے ایک روز سب کو کھانے پر جمع کیا، یہ سب بنی ہاشم ہی تھے۔ ان کی تعداد چالیس یا ایک کم یا زیادہ تھی۔ اس روز ابولہب کی بکواس کی وجہ سے نبی ﷺ کو کلام کرنے کا موقع ہی نہ ملا۔ اس لیے دوسری شب پھر انہی کی دعوت کی گئی جب سب لوگ کھانا کھا کے، دودھ پی کے فارغ ہو گئے تب نبی ﷺ نے فرمایا: اے حاضرین میں تم سب کے لیے دنیا اور آخرت کی بہبودی لے کر آیا ہوں اور میں نہیں جانتا کہ عرب بھر میں کوئی شخص بھی اپنی قوم کے لیے اس سے بہتر اور افضل کوئی شے لایا ہو، مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں آپ لوگوں کو اس کی دعوت دوں۔ بتلاؤ تم میں سے کون میرا ساتھ دے گا؟ یہ سن کر سب کے سب چپ رہ گئے۔ حضرت علیؓ نے اٹھ کر کہا: یارسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں۔(۴)

---

(۱) اخلاق رسول ﷺ ص/ ۵۸

(۲) اخلاق رسول ﷺ ص/ ۵۸

(۳) سورۃ الشعراء

(۴) رحمۃ اللعالمین ج/ ۱ ص/ ۸۰

باب
حضراتِ صحابہ ؓ کی ضیافت کے مثالی واقعات

حضرات صحابہ ؓ امت مسلمہ کی اساس اور دین اسلام کی خشت اول ہیں، ان کی شب وروز، سفر وحضر، انفرادی واجتماعی امور، عبادات معاملات، معاشرت، اخلاقیات غرض ہر معاملے میں وہ ہمارے لئے نمونہ کامل ہیں، ضیافت اہل عرب کی عظیم فطری خوبیوں میں سے ہیں ما قبل اسلام بھی ان کی یہ خوبی پورے عالم میں زبان زد خاص وعام، نبی اکرم ﷺ کی بابرکت صحبت نے اس کو مزید جلا بخشی، انہی کے واقعات آپ اس باب میں پڑھیں گے۔

ضیافت اور حضرات صحابہؓ کا طرز عمل

حضرات صحابہ کرامؓ کے یہاں میزبانی کی نادر و نایاب مثالیں ملتی ہیں، حضرات صحابہؓ شروع کے ایام میں اگرچہ خود محتاج تھے، انہیں پیٹ بھر کھانا نصیب نہیں تھا، لیکن جب مہمان آتے تو وسعتِ قلبی اور نہایت خوش خلقی سے پیش آتے، اگر گھر میں کچھ ہوتا تو اپنے کھانے سے پہلے مہمان کو پیش کرتے، مہمان کے کھانے کے بعد کچھ بچتا تو کھاتے ورنہ بھوکے رہ جاتے۔

✪ حضرت سلمہ بن اکوعؓ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہؓ کو نماز پڑھاتے اور نماز سے فارغ ہو کر اپنے صحابہؓ سے فرماتے ہر آدمی کے پاس جتنے کھانے کا انتظام ہے اتنے مہمان اپنے ساتھ لے جائے چنانچہ کوئی آدمی ایک مہمان لے جاتا کوئی دو اور کوئی تین اور جتنے مہمان بچ جاتے ان کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ساتھ لے جاتے۔(۱)

✪ حضرت سعد بن عبادہؓ ہر رات اپنے گھر اسی (۸۰) مہمان لے جاتے اور انہیں کھانا کھلاتے۔(۲)

حضرات صحابہؓ کی غیر مسلم قیدیوں کی مہمان نوازی

ایک شخص ابوعزیز بن عمیر جو جنگِ بدر میں قید ہوئے تھے، بیان کرتے ہیں کہ انصار مجھے تو پکی ہوئی روٹی دیتے تھے اور خود کھجوریں وغیرہ کھا کر گزارہ کر لیتے تھے۔ اور کئی دفعہ ایسا ہوتا کہ اگر ان کے پاس روٹی کا کوئی چھوٹا سا ٹکڑا بھی ہوتا تو وہ مجھے دے دیتے اور خود نہ کھاتے تھے اور اگر میں تامل کرتا تو اصرار کے ساتھ کھلاتے تھے۔(۳) جن اسیران جنگ

---

(۱) حیاۃ الصحابہؓ ج/۲ ص/۲۳۴

(۲) حیاۃ الصحابہؓ ج/۲ ص/۲۳۴

(۳) سیرت ابن ہشام ص/۴۵۳

کے پاس کپڑا نہ ہوتا ان کو مسلمان کپڑے بھی مہیا کرتے تھے۔حضرت محمد ﷺ کی خاص ہدایات پر انصار و مہاجرین قیدیوں کے ساتھ بڑی محبت اور مہربانی کا سلوک کیا کرتے تھے۔ چنانچہ بعض قیدیوں کی اپنی شہادت ہے کہ خدا بھلا کرے مدینہ والوں کا وہ ہم کو سوار کرتے اور خود پیدل چلتے تھے۔ ہم کو گندم کی پکی ہوئی روٹی کھلاتے۔ اور خود کھجوریں وغیرہ کھا کر گزارہ کرلیتے تھے۔(۱)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مہمان نوازی

حضرت عبدالرحمن بن ابوبکرؓ بیان کرتے ہیں، اصحاب صفہؓ فقراء تھے رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرے کو لے جائیں اور جس کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو وہ پانچویں کو لے جائے، حضرت ابوبکرؓ تین آدمیوں کو لے آئے اور خود حضرت ابوبکرؓ نے نبی ﷺ کے پاس شام کا کھانا تناول کیا اور کچھ رات گذرنے کے بعد گھر تشریف لے آئے، بیوی نے عرض کیا کس وجہ سے آپ نے مہمانوں سے تاخیر کی فرمایا کیا ابھی تک انہیں کھانا نہیں دیا بیوی نے کہا انہوں نے آپکے بغیر کھانے سے انکار کیا پیشکش کی گئی لیکن وہ نہیں کھائے میں (عبدالرحمن بن ابوبکر) ڈر کر چھپ گیا والد صاحب نے مجھے آواز دیتے ہوئے کہا اے جاہل اور سخت و سست کہا اور مہمانوں سے کہا آپ لوگ تناول فرمائیں واللہ میں نہیں کھاوں گا مہمانوں نے بھی قسم کھالی کہ ہم اسوقت تک نہیں کھائیں گے جب تک ابوبکر نہیں کھاتے ابوبکرؓ نے کہا یہ شیطان کی طرف سے ہے پھر کھانا منگوایا اور تناول فرمایا عبدالرحمن بن ابوبکرؓ کہتے ہیں اللہ کی قسم ہم جو لقمہ اٹھاتے تھے اسکے نیچے اس سے زیادہ ہو جاتا تھا مہمانوں نے آسودہ ہو کر کھانا تناول فرمایا اور کھانا پہلے سے زیادہ ہو گیا تھا۔(۲) حضرت ابوبکر صدیقؓ بڑے مہمان نواز تھے، اور انکی مہمان نوازی

---

(۱) (بخاری)

(۲) سیدنا ابوبکر صدیقؓ حیات اور کارنامے ص ر ۱۳۹ ۔ ۱۴۰

کا اقرار کفار و مشرکین کو بھی تھا حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے جب ہوش سنبھالا تو اپنے والدین کو دین اسلام کا پیرو پایا جب رسول اللہ ﷺ ہمارے یہاں صبح و شام دونوں وقت تشریف نہ لاتے ہوں، پھر جب مسلمانوں کو بہت زیادہ تکلیف ہونے لگی تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے بھی حبشہ کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا جب آپ برگ غماد پہنچے تو وہاں آپ کی ملاقات قارہ کے سردار مالک ابن الدغنہ سے ہوئی اس نے پوچھا ابو بکر کہاں کا ارادہ ہے؟ ابو بکرؓ نے اسکا جواب یہ دیا کہ میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے اور اب تو یہی ارادہ ہے کہ اللہ کی زمین میں سیر کروں اور اپنے رب کی عبادت کرتا رہوں، اس پر مالک ابن الدغنہ نے کہا کہ آپ جیسا انسان (اپنے وطن سے) نہیں نکل سکتا اور نہ اسے نکالا جاسکتا ہے کیوں کہ آپ تو محتاجوں کے لئے کماتے ہیں صلہ رحمی کرتے ہیں مجبوروں کا بوجھ اپنے سر لیتے ہیں مہمان نوازی کرتے ہیں اور حادثوں میں حق بات کی مدد کرتے ہیں آپ کو امان دیتا ہوں آپ چلئے اور اپنے ہی شہر میں اپنے رب کی عبادت کیجئے، چنانچہ ابن الدغنہ اپنے ساتھ حضرت ابو بکرؓ کو بھی لے آیا اور مکہ پہنچ کر کفار قریش کے تمام اشراف کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ ابو بکر جیسا نیک آدمی اپنے وطن سے نہیں نکل سکتا اور نہ یہاں سے نکالا جاسکتا ہے کیا تم ایسے شخص کو بھی نکال دو گے جو محتاجوں کے لئے کماتا ہے اور جو صلہ رحمی کرتا ہے اور مجبوروں اور کمزوروں کا بوجھ اپنے سر پر لیتا ہے اور جو مہمان نوازی کرتا ہے، اور جو حادثوں میں حق بات کی مدد کرتا ہو۔(۱)

انصاری صحابیؓ کا مہمان کی خاطر چراغ گل کر دینا

حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ ایک شخص رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں بھوک سے پریشان ہوں، آپؐ نے ازواجِ مطہراتؓ میں سے ایک کے پاس اطلاع بھیجی تو ان کا جواب آیا کہ ہمارے پاس تو اس وقت بجز پانی کے کچھ نہیں ہے،

(۱) بخاری حدیث نمبر ۔ ۲۲۹۷

دوسرے کے پاس پیغام بھیجا وہاں سے بھی یہی جواب آیا، پھر تیسری چوتھی، یہاں تک کہ تمام امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے پاس بھیجا اور سب کا ایک ہی جواب آیا کہ پانی کے سوا ہمارے پاس کچھ بھی نہیں، اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاضرین مجلس سے خطاب فرمایا کہ کون ہے؟ جو آج رات اس شخص کی مہمانی کرے، ایک انصاری نے عرض کیا یارسول اللہ! میں کروں گا، وہ ان کو ساتھ لے گئے اور جا کر گھر میں پوچھا کہ کھانے کے لیے کچھ ہے؟ تو بیوی نے بتلایا کہ صرف اتنا ہے کہ ہمارے بچے کھالیں، انصاری بزرگ نے بچوں کو سلا دینے کے لیے فرمایا اور فرمایا کہ مہمان کے سامنے کھانا رکھنے اور خود ساتھ بیٹھ جانے کے بعد اٹھ کر چراغ گل کر دینا کہ ہمارے نہ کھانے کا مہمان کو احساس نہ ہو، مہمان نے کھانا کھالیا، جب یہ صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اس معاملہ کو جو تم نے گذشتہ رات اپنے مہمان کے ساتھ کیا بہت پسند فرمایا، اس واقعہ پر قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِہِمْ وَ لَوْ کَانَ بِہِمْ خَصَاصَۃٌ (۱)''اور یہ لوگ ان کو اپنی جانوں پر بھی ترجیح دیتے ہیں اگرچہ ان کو فقر و فاقہ ہی کیوں نہ ہو۔(۲) انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کے پاس اتنا کھانا نہیں تھا کہ مہمان کی ضیافت کر سکتے، اس لیے اگر وہ مہمان کو ساتھ نہ لے جاتے یا گھر پہنچنے کے بعد عذر کر دیتے تو کوئی حرج نہیں تھا، اس پر کوئی گرفت نہ ہوتی، مگر وہ مہمان نوازی کے خیر و برکت سے واقف تھے، ان کو یقین تھا کہ اس کو کھلانے سے اللہ کی رضامندی ملے گی اور قدرت کی جانب سے خزانۂ غیب سے بے شمار عطایا حاصل ہوں گے، اسی لیے انہوں نے اپنے پیارے بچوں کو بھوکا سلا دینا گوارہ کیا، پر مہمان کے اکرام و احترام میں کوئی کمی نہ ہونے دی، کھانا کم تھا اس لیے چراغ بجھا دینے کی حکمت اپنائی، تاکہ مہمان تکلف میں کھانا کم نہ کھائے۔ یہ عمل اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند آیا کہ اس کی تعریف و

---

(۱) سورۃ الحشر آیت نمبر۔ ۹

(۲) معارف القرآن ج/ ۸/ ۳ ۵۷

توصیف میں قرآن کی آیت نازل کی گئی، جو قیامت تک تلاوت کی جاتی رہے گی، اس سے جہاں صحابۂ کرامؓ کی مہمان نوازی، ایثار، محبت وہمدردی کے جذبۂ صادق کا علم ہوتا ہے وہیں ضیافت اور مہمان نوازی کی غیر معمولی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔(۱)

مذکورہ واقعہ سے متعلق اشکال وجواب

اشکال: ضیافت مستحب اور بیوی بچوں کا نان نفقہ واجب تو صحابی کا مستحب پر واجب کو ترجیح دینا اور اس واقعہ کی نبی ﷺ مدح سرائی کرنا کیسا ہے؟

جواب: شراح حدیث نے اس حدیث کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ وہ بچے اتنے بھوکے نہ تھے کہ اگر انہیں نہ کھلایا جاتا تو ان کو نقصان ہوتا بلکہ عادۃً بچے جس طرح بار بار کھانے کی خواہش کرتے ہیں اس طرح کی خواہش تھی، چنانچہ اگر واقعۃً بچے کھانے کے محتاج ہوتے تو ان کو کھلانا واجب ہوتا پھر ان کو نہ کھلا کر مہمان کو کھلانے پر آپ ﷺ ان کی تعریف نہ فرماتے تھے۔(۲)

حضرت طلحہؓ کی مہمان نوزی

ایک دفعہ بنی عذرہ کے تین مہمان مدینہ میں آئے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ان کی کفالت کا ذمہ لیتا ہے۔ حضرت طلحہؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں،

---

(۱) صحیح بخاری کتاب التفسیر باب قولہ ویوثرون علی انفسھم حدیث نمبر۔ ۴۸۸۰

(۲)"ھذا محمولٌ علی ان الصبیان لم یکونوا محتاجین الی الاکل وانما تطلبه انفسھم علی عادة الصبیان من غیر جوع یضرھم لو کانوا علی حاجة بحیث یضرھم ترک الاکل لکان اطعامھم واجبا ویجب تقدمه علی الضیافة وقد اثنی اللہ ورسوله علی الرجل وامراته فدل علی انھما لم یترکا واجباً بل احسنا واجملا واما ھو وامراته فآثر علی انفسھما برضاھما مع حاجتھما وخصاصتھما فمدحھما اللہ تعالی وانزل فیھما ویوثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصه"
شرح مسلم للنوی باب اکرام الضیف وفضل ایثارہ ج ۲/ ص ۱۸۴/ بحوالہ آن لائن فتوی دار العلوم دیوبند

چنانچہ حضرت طلحہؓ ان تینوں کو اپنے گھر لے گئے۔ اور پھر وہ جب تک زندہ رہے انہی کے ہاں رہے لیکن انہوں نے کبھی ان کو اپنے لیے بار تصور کر کے ان سے گلو خلاصی کی کوشش نہیں کی اور ایسے اخلاق سے ان کے ساتھ پیش آتے رہے کہ ان کو یہ احساس تک نہیں ہونے دیا کہ وہ کسی اجنبی جگہ میں ہیں۔(۱)

حضرت جابرؓ کی غزوۂ خندق میں مہمان نوازی

غزوہ خندق کے موقع پر سارے صحابہؓ خندق کھود رہے تھے، نبی ﷺ بھی خندق کھودنے میں مصروف تھے کھانے پینے کو کچھ نہیں تھا کئی دن سے بھوکے تھے ایک آدمی نے آ کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! سخت بھوک لگی ہے کیا کروں؟ فرمایا برداشت کرو، صبر کرو، اس نے پیٹ سے کپڑا اٹھایا اور دکھایا کہ اسنے بھوک کے احساس کو روکنے کے لئے پیٹ پر پتھر باندھا ہوا ہے، جب اسنے یہ کیا تو حضور ﷺ نے اپنے پیٹ سے کپڑا ہٹایا آپ ﷺ نے دو پتھر پیٹ پر باندھے ہوئے تھے یہ منظر دیکھ حضرت جابرؓ کہتے ہیں مجھ سے برداشت نہ ہوا میرا گھر وہاں قریب ہی تھا، میں نے کہا یارسول اللہ! اجازت ہو تو میں گھر کا چکر لگا آوں آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ۔ میں گھر گیا اور جا کر بیوی سے کہا گھر میں کوئی کھانے کی چیز ہے، حضور ﷺ سخت بھوک میں ہیں،؟ بیوی نے کہا ایک بکری کا بچہ اور ایک صاع جَو ہوں گے اور تو کچھ بھی نہیں ہے، چناچہ انہوں نے خود بکری کا بچہ ذبح کیا اور انکی بیوی نے آٹا پیسا، بیوی سے کہا تم ہانڈی پکاؤ میں حضور ﷺ کو بلا کر لاتا ہوں انکی بیوی نے کہا زیادہ سے زیادہ آٹھ دس آدمیوں کا کھانا ہوسکتا ہے، زیادہ آدمیوں کو دعوت نہ دی جائے حضرت جابرؓ گئے اور حضور ﷺ کے کان میں کہا میں گھر گیا تھا تھوڑا بہت بندوبست کر کے آیا آٹھ دس آدمیوں کا کھانا ہے آپ تشریف لے چلیں جا کر کھانا کھالیں، حضور ﷺ نے اعلان فرمادیا کہ جابر نے دعوت کی ہے، سب چلو جتنے لوگ موجود تھے سب چل پڑے حضرت جابرؓ پریشان ہوئے کہ

---

(۱) مسند احمد ج ۱ ص ۱۶۳

کھانا آٹھ دس آدمیوں کا ہے وہ آٹھ سو آدمیوں کو کیسے پورا ہوگا؟ جب گھر کے قریب پہنچے تو انکی بیوی نے دیکھ لیا اتنے زیادہ آدمی جابرؓ ساتھ لارہے ہیں تو انہوں نے سمجھا کہ جابر نے بتایا نہیں ہوگا اس لئے حضور ﷺ سارے ساتھیوں سمیت آرہے ہیں چنانچہ حضرت جابرؓ کو بلا کر کہا ''بک و بک'' تیرے ساتھ یہ ہو تیرے ساتھ وہ ہو یہ کیا کر دیا ان سب کو کون کھلائے گا ؟ انہوں نے کہا اللہ کی بندی! مجھے مت کوسو میں نے حضور ﷺ کو کہہ دیا تھا، بیوی نے پوچھا واقعی کہہ دیا تھا؟ انہوں نے کہا ہاں! بیوی کہنے لگی پھر کوئی فکر کی بات نہیں ہے، چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا ہنڈیا سے ڈھکن نہیں اٹھانا اور آٹے سے کپڑا نہیں اٹھانا حضور ﷺ نے آٹے پر ہاتھ پھیرا، لعاب مبارک ملا، ہنڈیا میں لعاب مبارک ڈالا، اور فرمایا پکاتے رہو لوگ کھاتے رہے چنانچہ عصر تک کھانا پکتا رہا لوگ کھاتے رہے آٹھ سو آدمیوں نے پیٹ بھر کے کھانا کھایا بعد میں دیکھا کہ ہنڈیا جیسی کی ویسی تھی اور آٹا جیسا کا ویسا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی مہمان نوازی

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ مہمانوں کی خدمت سے بڑی خوشی محسوس کرتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں ایک عالی شان مکان مہمانوں کے لیے مخصوص کر رکھا تھا۔(۱)

انصارؓ کی مہمان نوازی

آنحضرت ﷺ کی خدمت میں جو وفود آتے تھے آپ ﷺ ان کی مہمان نوازی کا فرض صحابہ رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمادیتے تھے۔ ایک مرتبہ قبیلہ عبد قیس کے مسلمانوں کا وفد حاضر ہوا، تو آپ ﷺ نے انصار کو ان کی مہمان نوازی کیلئے ارشاد فرمایا، چنانچہ انصار ان لوگوں کو لے گئے، صبح کے وقت وہ لوگ حاضر ہوئے، تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تمہارے میزبانوں نے تمہاری مدارت کیسی کی، انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ بڑے اچھے لوگ

---

(۱) تاریخ طبری۔ص/۲۸۴۲

ہیں، ہمارے لیے نرم بستر بچھائے، عمدہ کھانے کھلائے اور پھر رات بھر کتاب وسنت کی تعلیم دیتے رہے۔(۱)

حضرت علیؓ کا مہمان کے نہ آنے پر رونا

ایک شخص نے دیکھا کہ حضرت علیؓ رو رہے ہیں اُس نے سبب پوچھا تو آپؓ نے فرمایا "سات دن سے کوئی مہمان نہیں آیا، مجھے ڈر ہے کہ کہیں حق تعالیٰ نے میری اہانت کا ارادہ تو نہیں کرلیا؟"(۲)

حضرت ثابتؓ کا مہمان روزہ دار کے لئے چراغ بجھا دینا

ایک صحابیؓ روزہ پر روزہ رکھتے تھے، افطار کیلئے کوئی چیز کھانے کی میسر نہ آتی تھی ایک انصاری صحابی حضرت ثابتؓ نے تاڑ لیا، بیوی سے کہا کہ میں رات کو ایک مہمان کو لاؤں گا جب کھانا شروع کریں تو تم چراغ درست کرنے کے بہانے بجھا دینا اور اتنے مہمان کا پیٹ نہ بھر جائے خود نہ کھانا چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا ساتھ میں سب شریک رہے جیسے کھا رہے ہوں، صبح کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ رات کو تمہارا اپنے مہمان کو ساتھ برتاؤ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آیا۔(۳)

حضرات صحابہؓ کی مہمان نوازی دشمنوں کے لئے بھی

حضرات صحابہؓ کی مہمان نوازی صرف مسلمانوں تک ہی محدود نہ تھی بل کہ دشمن بھی اس سے محروم نہ تھے۔ یہاں تک کہ جنگ کے قیدیوں سے بھی یہی سلوک تھا۔ چنانچہ ایک شخص ابوعزیز بن عمیر جو جنگ بدر میں قید ہوئے تھے بیان کرتے ہیں کہ انصار مجھے تو پکی ہوئی روٹی

---

(۱) مسند احمد ج/۳ص/۴۳۲

(۲) احیاء العلوم ج/۴ ص/۴۶۰

(۳) الدرالمنثور بحوالہ فضائل اعمال ج/ا حکایات صحابہ

دیتے تھے اور خود کھجوریں وغیرہ کھا کر گزارہ کرلیتے تھے، اور کئی دفعہ ایسا ہوتا کہ اگر ان کے پاس روٹی کا کوئی چھوٹا سا ٹکڑا بھی ہوتا تو وہ مجھے دے دیتے اور خود نہ کھاتے تھے اور اگر میں تامل کرتا تو اصرار کے ساتھ کھلاتے تھے، جن اسیران جنگ کے پاس کپڑا نہ ہوتا ان کو مسلمان کپڑے بھی مہیا کرتے تھے، بعض قیدیوں کی اپنی شہادت ہے کہ خدا بھلا کرے مدینہ والوں کا وہ ہم کو سوار کرتے اور خود پیدل چلتے تھے، ہم کو گیہوں کی پکی ہوئی روٹی کھلاتے، اور خود کھجوریں وغیرہ کھا کر گزارہ کرلیتے تھے۔ (۱)

(۱) سیرت خاتم النبین ص ر ۱۵۵

باب
حضرات صحابیات رضؓ کی ضیافت کے مثالی واقعات

حضرات صحابیاتؓ امت مسلمہ کی معلمات ہیں بالخصوص خواتین کیلئے انکی زندگی اسوہ کامل ہیں ، ان کے لیل ونہار، ان کے امور خانہ داری، اپنے شوہرں اور بچوں کی ذمہ داریوں کو نبھاتے ہوئے اپنی صنفی نزاکتوں کے ساتھ جس جذبہ اطاعت کے ساتھ عبادات معامالات، معاشرت، اخلاقیات غرض ہر معاملے میں انہوں نے تمام خواتین کیلئے بہترین مثال پیش کی، ضیافت جہاں اہل عرب کے مردوں میں تھی وہیں خواتین میں بھی یہ عظیم فطری خوبی موجود تھی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات نے اس کو مزید جلا بخشی، انہی کے واقعات آپ اس باب میں پڑھیں گے۔

حضرت ام معبدؓ کی مہمان نوازی اور نبی ﷺ کا معجزہ

حضرت ام معبدؓ ایک مہمان نواز خاتون تھیں، لوگ جب ان کے خیمے کے پاس سے گذرتے تو انہیں کھانا کھلایا کرتیں، ہجرت کے سفر میں رسول اللہ ﷺ جب ان کے خیمے کے پاس پہنچے تو ان کھانے پینے کی چیز طلب کی اور کہا کہ وہ اس کی قیمت ادا کریں گے، مگر حضرت ام معبدؓ کے گھر میں اس وقت کھانے کو کچھ نہ تھا، انہوں نے کہا کھلانے کیلئے میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے اگر میرے پاس کوئی چیز ہوتیتو میں آپ کو ضرور کھلاتی، ام معبد کے خیمہ کے کونے میں ایک دبلی پتلی بکری موجود تھی جسکو دیکھ کر معلوم ہوتا تھا نہ جانے وہ کب سے بھوکی پیاسی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ام معبد کیا میں اس بکری کا دودھ دوہ سکتا ہوں؟ ام معبد نے کہا: بھلا اس بکری میں دودھ کہاں سے آسکتا ہے؟ یہ تو گھر سے باہر دوسری بکریوں کے ساتھ چرنے کے لئے بھی نہیں جاسکتی کیوں کہ یہ بہت کمزور اور لاغر ہے! آپ ﷺ نے فرمایا پھر بھی دوہنے کی اجازت دو، ام معبد نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان اگر آپکو اسمیں دودھ دکھائی دے رہا تو ضرور دوہ لیں اس گفتگو کے بعد رسول اللہ ﷺ نے بکری کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اللہ کا نام لیا اور دعا کی بکری نے پاؤں پھیلا دیئے، تھنوں میں بھر پور دودھ اتر آیا آپ ﷺ نے ام معبد سے ایک بڑا سا برتن لیا جو ایک جماعت کو آسودہ کرسکتا تھا اور اس میں اتنا سا دودھ دوہا کہ جھاگ اوپر آگیا پھر ام معبد کو پلایا وہ پی کر شکم سیر ہوگئیں، پھر اپنے ساتھیوں کو پلایا، وہ بھی شکم سیر ہوگئے تو خود آپ نے پیا پھر اسی برتن میں دوبارہ اتنا دودھ دوہا کہ برتن بھر گیا اور اسے ام معبد کے پاس چھوڑ کر چلے گئے۔(۱)

---

(۱) سنہری کرنیں ص ر ۱۱۱

مہمان کے اکرام میں ایک غیبی بکری دودھ اور شہد دینے لگی

حضرت ابوالربیعؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک گاؤں میں ایک نیک عورت کی شہرت سنی جس کا نام فضہ تھا میری عادت کسی عورت سے ملنے کی نہ تھی مگر اسکے احوال میں نے ایسے سنے کہ مجھے اسکے پاس جانے کی خواہش پیدا ہوئی، میں اس گاؤں میں گیا اور اسکی تحقیق کی تو مجھے لوگوں نے بتایا کہ اس کے یہاں ایک بکری ہے جس کے تھنوں سے دودھ اور شہد دونوں نکلتے ہیں، مجھے یہ سن کر تعجب ہوا میں نے ایک نیا پیالہ خریدا اور اسکے گھر جا کر میں نے کہا کہ تمہاری بکری کے متعلق میں نے یہ شہرت سنی ہے کہ وہ دودھ اور شہد دیتی ہے میں بھی اس کی برکت دیکھنا چاہتا ہوں، اس نے وہ بکری میرے حوالہ کر دی، میں نے اسکا دودھ نکالا تو واقعی اس میں سے دودھ اور شہد نکلا، ہم نے اسکو پیا، اسکے بعد میں نے پوچھا کہ یہ بکری کہاں سے تمہارے پاس آئی؟ کہنے لگی اسکا قصہ یہ ہے کہ ہم غریب ہیں، ایک بکری کے سواہ، ہمارے پس کچھ نہ تھا اسی پر ہمارا گزارا تھا، اتفاق سے عید الاضحیٰ آگئی، میرے خاوند نے کہا کہ ہمارے پاس کچھ اور تو ہے نہیں، یہ بکری ہمارے پاس ہے لاؤ اسی کی قربانی کرلیں، میں نے کہا کہ ہمارے پاس گزر کے لئے اسکے سوا تو کوئی چیز ہے نہیں ایسی حالت میں قربانی کا حکم تو ہے نہیں پھر کیا ضرورت ہے کہ ہم قربانی کریں خاوند نے یہ بات مان لی اور قربانی ملتوی کر دی، اس کے اتفاق سے اسی دن ہمارے یہاں ایک مہمان آگیا تو میں نے خاوند سے کہا کہ مہمان کے اکرام کا تو حکم ہے اور کوئی چیز تو ہے نہیں اس بکری ہی کو ذبح کرلو وہ اس بکری کو ذبح کرنے لگا، مجھے یہ خیال ہوا کہ میرے چھوٹے چھوٹے بچے اس بکری کو ذبح ہوتے دیکھ کر رونے لگیں گے اس لئے میں نے کہا کہ باہر لے جا کر دیوار کی آڑ میں ذبح کرلو، بچے نہ دیکھیں، وہ باہر لے گئے اور جب اس پر چھری چلائی تو یہ بکری ہماری دیوار کے اوپر کھڑی تھی اور وہاں سے خود اتر کر مکان کے صحن میں آگئی، مجھے یہ خیال ہوا کہ شاید وہ بکری خاوند کے ہاتھ سے چھوٹ گئی میں اسکو دیکھنے باہر گئی تو

خاوند اس بکری کی کھال کھینچ رہے تھے میں نے ان سے کہا کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ ایسی ہی بکری گھر میں آگئی اس کا قصہ میں نے سنایا خاوند کہنے لگے کیا بعید ہے کہ حق تعالی نے اسکا بدل ہمیں عطا فرمایا ہو، یہ وہ بکری ہے جو دودھ اور شہد دیتی ہے یہ سب کچھ محض مہمان کے اکرام کی وجہ سے ہے۔(۱)

حضرت سیدہ ام شریک دوسی رضی کی مہمان نوازی

حضرت سیدہ ام شریک رضی نہایت دولت مند اور فیاض صحابیہ تھیں، انہوں نے اپنے مکان کو گویا مہمان خانہ بنا دیا تھا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں باہر سے جو مہمان آتے تھے وہ اکثر انہی کے مکان پر ٹھہرتے تھے۔اسی طرح ایک موقعہ پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ بنت قیس سے فرمایا جب کہ انکے شوہر ابو عمرو حفص بن مغیرہ رضی اللہ عنہ نے ۱۰ھ طلاق دے دی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عدت کا زمانہ ام شریک رضی کے گھر گذارنے کا حکم دیا لیکن بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ام شریک رضی کے گھر مہمانوں کی اکثر آمد و رفت رہتی ہے اور ان کے عزیز و اقارب بھی ان کے ساتھ رہتے ہیں اس لئے وہاں پردہ کا اہتمام نہ ہو سکے گا لہذا تم عدت کا زمانہ اپنے چچا زاد بھائی ام مکتوم رضی کے پاس گذارو۔(۲) مقصود اس بات سے یہ ہے کہ حضرت ام شریک رضی کا دسترخوان ہمیشہ مہمانوں کے لئے لگا رہتا تھا۔

حضرت سیدہ ام ایوب انصاریہ رضی کی مہمان نوازی

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ منورہ تشریف آوری ہوئی، ہر کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا مہمان بنانا چاہتا تھا، اور ہر کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استقبال کیلئے اپنے پلکوں اور دلوں کو بچھانے تیار تھا، جیسے جیسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی کسی کے گھر کے قریب سے گذرتی تو خوشی سے اچھل

---

(۱) خواتین اسلام کے ایمان افروز واقعات ص ر ۱۸۴۔ ۱۸۵ بحوالہ فضائل صدقات وقصص الاولیاء ج ر ۲ ص ر ۱۰۳

(۲) نسائی باب الخطبۃ فی النکاح حدیث نمبر۔ ۳۲۲۳

اٹھتا،لیکن جیسے ہی آپ ﷺ کی سواری آگے بڑھ جاتی وہ افسردہ ہوجاتا اور بزبان حال کہتا اتنے عظیم مہمان کی میزبانی نصیب نہیں ہوئی، اس منظر کو دیکھ کر آپ ﷺ نے اپنی اوٹنی کی نکیل کو چھوڑنے کا حکم دیا اور کہا یہ مامور ہے "خلوا سبیلها فانها مامورة"(۱) قصوا اوٹنی آہستہ رفتار سے چل رہی تھی، پھر وہ اونٹنی سیدھے سیدنا ابو ایوب انصاری ؓ کے گھر کے سامنے ٹھہر گئی سیدہ ام ایوب انصاریہ ؓ نے دیکھا اونٹنی انکے گھر کے سامنے رکی ہے تو مسرت کی انتہاء نہ رہی اور فوراً آنکھوں سے خوشی کے آنسو رواں ہو گئے، انہیں بے پناہ خوشی اس بات کی تھی کہ آج ان کے گھر دنیا کی عظیم ترین ہستی ان کے مہمان ہوئے، آپ ؓ جلدی سے اندر گئی تا کہ اپنے مہمان کیلئے بیٹھنے کی جگہ تیار کرے ان کے آرام کی جگہ تیار کرے اور ان کے لئے عمدہ سے عمدہ کھانے کا اہتمام کرے، سیدنا ابو ایوب انصاری ؓ آپ ﷺ کا سامان اٹھا کر اندر لے گئے۔سیدہ ام ایوب انصاریہ ؓ نے آپ ﷺ کے لئے دو منزلہ گھر میں بالائی منزل کو معزز مہمان کیلئے مختص اور صاف کیا تا کہ بے ادبی نہ ہو لیکن آپ ﷺ نے نچلی منزل میں رہنے کو ترجیح دی تا کہ ملنے والوں کیلئے سہولت ہو۔دونوں (میاں ،بیوی) اپنے معزز مہمان کی خدمت میں ہمہ تن مصروف رہے۔اور جی بھر کر مہمان نوازی کا شرف حاصل کیا۔(۲)

حضرت اسماء بنت یزید ؓ کی مہمان نوازی

آپ ؓ بڑی مہمان نوازی اور خدمت گذار تھیں، ایک مرتبہ مشہور تابعی شہر بن حوشب ؒ آپ کے گھر آئے، آپ نے بڑی محبت و شفقت سے کھانا پیش کیا انہوں نے کھانے سے عذر کیا ،حضرت اسماء ؓ نے بڑے فصیحانہ انداز میں حضور ﷺ کا ایک واقعہ بیان کر کے کہا اب کوئی

---

(۱) البدایہ والنہایہ ج/۵ ص/۲۳

(۲) حیات صحابیات کے درخشاں پہلو ص/۹۱

عذر؟ چنانچہ انہوں نے اپنی غلطی کا اقرار کیا اور ضیافت اسماءؓ پر لبیک کہا۔(۱)

نئی دلہن صحابیہؓ کی مہمان نوازی

حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو اسید ساعدیؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی شادی (ولیمہ) میں مدعو کیا فرمایا تھا، اور اس دن کی بیوی ان مہمانوں کی خدمت کر رہی تھی اور وہ دلہن تھی ان کی بیوی نے کہا کیا تم لوگوں کو پتہ ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کیا بھگویا تھا؟ میں نے تانبے یا پتھر کے چھوٹے برتن میں رات کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کھجوریں بھگوئی تھیں تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شربت نوش فرماسکے۔(۲)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۱) پندرہ جنتی صحابیات ص/۳۷

(۲) حیاۃ الصحابہؓ ج/۲ ص/۵۰۶

باب

اولیاء کرام ؒ کی ضیافت کے مثالی واقعات

اشاعت اسلام میں جہاں ربانی ونبوی تعلیمات ضروری ہے اس سے زیادہ ان تعلیمات پر عمل آوری کی مؤثر پیرایہ میں ضروری ہے، اور یہ خوبی اہل اللہ میں نمایاں ہوتی ہے، رجال اللہ مقربین خدا ہوتے ہیں ان کی زندگی شریعت وسنت کا آئینہ دار ہوتی ہے، ہر دور کے اللہ والوں کے پاس بندگان خدا کسب فیض کیلئے آیا کرتے تھے ان سے تقوی وللہیت سیکھتے تھے وہیں ان سے معاشرتی طرز زندگی کو بھی پاتے تھے، آپ اس باب میں ان کی زندگی کے واقعات کو پڑھ گے۔

حضرت حسن بصریؒ کا مہمان کے ساتھ سلوک

حضرت ابن عون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے دولت خانے پر قیام کا اتفاق ہوا تو یہ دونوں حضرات خود کھڑے ہو کر میرے بستر بچھاتے اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو تو میں نے اپنے دست مبارک سے بستر جھاڑتے ہوئے دیکھا ہے۔(۱)

حضرت عمرؒ ابن عبد العزیز کا مہمان کے ساتھ حسن سلوک

حضرت رجاء ابن حیوہؒ نے نے ایک مرتبہ خلیفہ عادل امیر المومنین حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے صاحبزادے عبد العزیز سے کہا میں تمہارے والد محترم سے زیادہ کامل عقل والا شخص نہیں دیکھا، ایک رات میں ان کا مہمان ہوا ابھی ہم لوگ گفتگو کر رہے تھے کہ چراغ بجھ گیا ہمارے قریب ایک خادم سو رہا تھا میں نے عرض کیا کہ اس خادم کو جگا دیجیے وہ چراغ جلا لائے گا تو حضرت نے فرمایا نہیں وہ سو گیا ہے پھر میں نے عرض کیا کہ اچھا تو میں جا کر اس کو درست کرلاؤں تو آپ نے فرمایا کہ اپنے مہمان سے خدمت لینا شرافت اور مروت کے خلاف ہے پھر آپ خود اٹھے اور چراغ کی بتی درست کی اور اس میں تیل ڈال کر جلا کر لائے پھر فرمایا کہ میں جب گیا تھا تو بھی عمر بن عبد العزیز تھا اور آیا تو بھی عمر بن عبد العزیز ہی رہا، یعنی اس طرح جلانے سے میری حیثیت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی، اور عزت میں فرق نہیں پڑا۔(۲)

حضرت ابوالحسن انطاکیؒ کی مہمان نوازی

ابوالحسن انطاکیؒ خراسان کے شہروں میں ایک جگہ 'ری' ہے وہاں رہتے تھے، ایک

---

(۱) شعب الایمان ج ر ۷ ص ر ۱۰۲ بحوالہ اللہ سے شرم کیجئے

(۲) شعب الایمان ج ر ۷ ص ر ۱۰۲ بحوالہ اللہ سے شرم کیجئے

دن تیس آدمیوں سے زیادہ مہماں آگئے اور روٹی تھوڑی تھی، تیاری کا موقعہ نہ تھا، رات کا وقت تھا، انہوں نے جتنی روٹیاں موجود تھیں، سب کے ٹکڑے کئے اور دسترخواں پر انکو پھیلا کر سب کو بٹھایا اور چراغ گل کر دیا، اور سب کے سب نے کھانا شروع کر دیا، سب کے منہ چلانے کی آواز آتی تھی، جب دیر ہوگئی اور گویا سب بالکل فارغ ہو گئے تو چراغ جلایا گیا اور دسترخواں اٹھایا گیا، اس میں وہ سارے ٹکڑے بدستور رکھے تھے، سب ہی خالی منہ چلاتے رہے کسی نے بھی اس خیال سے نہ کھایا کہ اچھا ہے، دوسرے ہی کا کام چل جائے گا۔(۱)

حضرت امام شافعیؒ کی مہمان نوازی

امام احمد بن حنبلؒ اپنے گھروالوں سے امام شافعیؒ کے علم وفضل اور تقویٰ و پرہیزگاری کے بارے میں کثرت سے بیان کیا کرتے تھے۔

ایک دن امام احمدؒ نے امام شافعیؒ کو اپنے گھر آنے کی دعوت دی، امام شافعیؒ تشریف لائے اور رات کا کھانا تناول فرما کر مہمانوں کے کمرے کا رخ کیا اور فوراً ہی بستر پر لیٹ گئے، امام احمدؒ کی صاحبزادی نے صبح اپنے والد محترم سے عرض کیا : ’’ابا جان! کیا یہ وہی امام شافعی ہیں جن کے متعلق آپ ہمیں بکثرت بتایا کرتے ہیں؟‘‘ امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا : ’’ہاں‘‘ صاحبزادی نے عرض کیا : ’’میں نے ان میں تین ایسی باتیں دیکھی ہیں جن پر مجھے تعجب ہوا ہے۔‘‘ امام احمدؒ نے پوچھا : ’’کون کون سی؟‘‘ بیٹی نے کہا : ’’پہلی یہ کہ جب ہم نے رات کا کھانا دسترخوان پر لگایا تو انہوں نے خوب پیٹ بھر کر کھانا تناول فرمایا، دوسری یہ کہ کھانا تناول فرما کر وہ مہانوں کے کمرے میں تشریف لے گئے اور بستر پر لیٹ گئے، رات کو نہ تو انہوں نے قیام اللیل کیا، نہ ہی تہجد کی نماز پڑھی اور تیسری بات یہ کہ فجر کی نماز بغیر وضو پڑھی، پانی کا جو لوٹا ان کے وضو کے لئے رکھا گیا تھا اس کو انہوں نے ہاتھ تک نہیں لگایا۔‘‘

---

(۱) اتحاف بحوالہ فضائل اعمال ج/۲ ص/۵۹۸

امام احمدؒ نے بیٹی کی تنقید بھری گفتگو سنی تو امام شافعیؒ سے ان تین امور سے متعلق استفسار چاہا، امام شافعیؒ نے فرمایا ”اے احمد! میں نے زیادہ کھانا اس لئے تناول کیا کیوں کہ مجھے یقین ہے کہ آپ کا کھانا حلال روزی سے ہے اور آپ کریم بھی ہیں، اور کریم کا کھانا علاج ہوتا ہے، جب کہ بخیل کا کھانا مرض ہے اور میں نے آسودہ ہونے کے لئے زیادہ کھانا نہیں کھایا بل کہ میرے زیادہ کھانے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے کھانے سے اپنا علاج کروں، جہاں تک یہ بات ہے کہ میں نے قیام اللیل (تہجد) نہیں کیا تو دراصل جب میں نے اپنا سر تکیے پر سونے کے لئے رکھا، رسول اقدس ﷺ کی بعض احادیث میرے ذہن میں آگئیں، میں نے ان پر غور وفکر شروع کیا اور ان سے ۷۲ فقہی مسائل کا استنباط کیا، جن سے مسلمان استفادہ کر سکتے ہیں، اس لئے مجھے قیام اللیل کی فرصت نہ مل سکی اور جہاں تک بغیر وضو نماز پڑھنے کی بات ہے تو سنو!“ خدا کی قسم! میں پوری رات جاگتا رہا، نیند میری آنکھوں سے مکمل دور رہی اور تجدید وضو کی ضرورت نہیں پڑی، یہی وجہ ہے کہ میں نے عشاء کے وضو سے ہی فجر کی نماز پڑھی ہے۔“ یہ تھی ائمہ سلفؒ کی پاکیزہ زندگیوں کی ایک جھلک۔(۱)

حضرت امام مالکؒ کا امام شافعیؒ کے ساتھ حسن سلوک حضرت امام شافعیؒ جب امام مالکؒ کے یہاں جا کر بطورِ مہمان ٹھہرے تو امام مالکؒ نے نہایت عزت و احترام سے انہیں ایک کمرے میں سلا دیا، سحر کے وقت امام شافعیؒ نے سنا کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا اور بڑی ہی شفقت سے آواز دی ”آپ پر خدا کی رحمت ہو، نماز کا وقت ہوگیا ہے۔“ امام شافعیؒ فوراً اٹھے، کیا دیکھتے ہیں کہ امام مالکؒ ہاتھ میں پانی کا بھرا ہوا لوٹا لیے کھڑے ہیں، امام شافعیؒ کو کچھ شرم سی محسوس ہوئی، امام مالکؒ تاڑ گئے اور نہایت محبت کے ساتھ بولے ”بھائی! تم کوئی خیال نہ کرو، مہمان کی خدمت تو کرنا ہی چاہیے۔“(۲)

---

(۱) سنہری کرنیں ص ر ۲۰۶

(۲) آداب زندگی۔ ۲۰۲

امام شافعیؒ کی امام زعفرانیؒ سے بے تکلفی

ایک مرتبہ امام شافعیؒ بغداد میں امام زعفرانیؒ کے مہمان بنے، امام زعفرانیؒ روزانہ امام شافعیؒ کی خاطر اپنی ایک باندی کو ایک پرچہ لکھا کرتے تھے، جس میں اس وقت کے کھانے کی تفصیل درج ہوتی تھی، امام شافعیؒ نے ایک وقت باندی سے پرچہ لے کر دیکھا اور اس میں اپنے قلم سے ایک چیز کا اضافہ فرما دیا، دسترخوان پر جب امام زعفرانیؒ نے وہ چیز دیکھی تو باندی پر اعتراض کیا کہ میں نے اس کے پکانے کو نہیں لکھا تھا۔" وہ پرچہ لے کر آقا کے پاس آئی اور پرچہ دکھا کر کہا کہ "یہ چیز حضرت امام شافعیؒ نے خود اپنے قلم سے اضافہ فرمائی تھی"، امام زعفرانیؒ نے جب اس کو دیکھا اور حضرت امام شافعیؒ کے قلم سے اس میں اضافہ پر نظر پڑی تو خوشی سے باغ باغ ہو گئے اور اس خوشی میں اس باندی کو ہی آزاد فرما دیا۔(۱)

حضرت شیخ مجدد الف ثانیؒ کی مہمان نوازی

آپ کے یہاں دسترخواں پر ہر روز تقریباً ایک سو علماء، صلحاء اور حفاظ کا مجمع رہتا تھا، رمضان المبارک میں یہ تعداد اور بھی بڑھ جاتی تھی۔(۲)

حضرت مولانا خواجگی امکنگیؒ کی مہمان نوازی

آپ بڑے مہمان نواز تھے، عمر رسیدہ ہونے کے باوجود مہمانوں کی خدمت بنفس نفیس فرمایا کرتے تھے، جب کہ بڑھاپے کی وجہ سے آپ کے دست مبارک کانپتے تھے آپ مہمانوں کے لئے دسترخوان خود بچھاتے اور ان کی سواری، گھوڑے، سامان اور نوکروں کی خبر گیری بھی کیا کرتے تھے تمام مسلمانوں کی خاطر تواضع اور شگفتگی کا نور آپ کے بوستان

---

(۱) احیاء العلوم ج ۲/ ص ۲۲۸/

(۲) علمائے ہند کا شاندار ماضی ج ۱/ ص ۹/

کردار کا حصہ تھا۔(۱)

حضرت مولانا عبداللہ شاہ صاحب نقشبندیؒ کی مہمان نوازی

محدث دکن حضرت عبداللہ شاہ صاحب نقشبندیؒ کا دسترخوان وسیع تھا، دن رات مہمان آتے اور جاتے رہتے تھے، کبھی کسی کا بغیر کھانا کھلائے واپس جانے نہیں دیا، آپؒ کی خوراک نہایت سادہ اور مختصر ہوتی تھی مگر مہمانوں کیلئے لذیذ کھانے تیار کرواتے تھے آپ کے یہاں مہمان دنوں نہیں بلکہ مہینوں رہتے تھے، حضرت پر اور نہ اہل بیت پر کسی قسم کا بوجھ ہوتا کہ یہ اتنے زیادہ عرصہ سے یہاں فروکش ہیں۔(۲)

حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کی مہمان نوازی

جب کسی شخصیت کو مرجعیت حاصل ہوتی ہے تو مہمان کی کثرت ہو جاتی ہے، اس موقع پر مہمان نوازی محاسن اخلاق میں ایک بلند درجہ رکھتی ہے، جیسا جیسا عوام میں آپ مقبولیت بڑھتی رہی آپ کا دسترخوان اور بھی وسیع ہوتو چلا گیا، جس دن مہمان نہ ہوتے آپ کا انتظار میں کھانا تک نہیں کھاتے تھے، مولانا یعقوبؒ فرماتے تھے مہمان نوازی تو مولانا نانوتویؒ پر ختم ہے، انہیں کا بیان ہے کہ مہمان آپ کے یہاں دور نزدیک امیر غریب سب ہی قسم کے اکثر لوگ رہتے تھے، آپ ہمیشہ مہمانوں کے ساتھ کھانا کھاتے، دیوبند نانوتہ ہر جگہ مہمانوں کا استقبال رہتا تھا، اور وہاں مہمانوں کے لئے جگہ تنگ ہو جاتی تھی تو اپنے مہمانوں کے مکان میں مہمانوں کو اتارتے تھے، ایک بار دسترخوان پر کھچڑی کے ساتھ گھی آیا، دس پندرہ مہمان تھے حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا کہ اتنی گھی؟ یہ فضول ہے اس میں سے آدھا رکھ لیا اور آدھا گھر میں واپس کر دیا اس سے پتہ چلتا ہے کہ مہمان کے سامنے ہر چیز بڑی فراوانی سے پیش

(۱) تاریخ وتذکرہ خواجگان نقشبندج ر ۲ص ر ۱۹۲

(۲) تذکرہ حضرت محدث دکن ص ر ۳۰۲

کی جاتی تھی تا کہ مہمان کھانے میں تکلف نہ کرے، مہانوں کی آمد کا کوئی وقت مقرر نہیں تھا کسی بھی وقت مہمان آسکتے تھے جب مہمان آتے تو حضرت نانوتویؒ سب سے پہلے یہی دریافت فرماتے کہ کھانا آپ نے کھایا ہے؟ جواب ملنے کے بعد اندر اطلاع بھیج دیتے اور کھانا حاضر ہوجاتا، حضرت نانوتویؒ کے جان نثار مرید حاجی یسین صاحب جو دیوان جی کہے جاتے تھے ان کا بیان ہے، ایک دن چند مہمانوں کو کھانے کے واسطے ہاتھ دھلانے اٹھے ایک صاحبؓ نے ان مہمانوں کے ہاتھ دھلا دئے مگر ایک بوڑھا مسکین شکستہ حال رہ گیا کسی نے ان کے ہاتھ نہیں دھلائے، حضرت نانوتویؒ کی نگاہ پڑگئی کہ اس بوڑھے کو غریب مسکین سمجھ کر اسکو نظر انداز کیا جارہا ہے بوڑھا از خود بڑھا کہ لوٹا اٹھا کو ہاتھ دھولے، حضرت نانوتویؒ لپک کر آئے اور اس سے پہلے خود ہی لوٹا اٹھالیا اور دونوں ہاتھوں سے لوٹا پکڑ کر نہایت ادب کے ساتھ اس کے ہاتھ دھلائے۔(۱)

حضرت مولانا رشید احمد گنگوھیؒ کی مہمان نوازی

سارے مہمانوں کا کھانا دونوں وقت آپ کے گھر ہی سے آتا تھا تین دروں کا جو کمرہ آپ نے تعمیر کرایا تھا وہی آپ کا مدرسہ تھا اور وہی مہمانوں کی قیام گاہ بھی اسی میں دسترخوان لگایا جاتا آپ ہمیشہ مہمانوں کے ساتھ باہر ہی کھانا کھاتے تھے، لیکن جب آنکھوں سے معذور ہوگئے تب سے آپ گھر میں کھانا کھانے لگے۔(۲)

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ کی مہمان نوازی

آپؒ کے یہاں علماء، صلحاء کے علاوہ سیاسی مہمان آیا کرتے تھے، اور برابر مہمانوں کی آمدورفت رہتی تھی، شاہ اصغر حسین صاحبؒ لکھتے ہیں مہمانوں کی خدمت خود فرماتے کبھی کھانا

(۱) حجۃ الاسلام مولانا قاسم نانوتویؒ حیات اور کارنامے ص/۲۴۲ تا ۲۴۶

(۲) مولانا رشید احمد گنگوھیؒ حیات اور کارنامے ص/۱۸۶

زنانہ مکان سے لا کر مہمانوں کے سامنے رکھتے، عشاء کے بعد کھڑے ہیں اور سب کی ضروریات کو دریافت کر رہے ہیں، خادم اور مہمان شرم سے پانی پانی ہوئے جاتے ہیں، حضرت مکان میں سے بستر اور لحاف اٹھا کر لا رہے ہیں، مالٹا سے واپسی کے بعد حضرتؒ بہت ضعیف ہو گئے تھے مجمع بھی لا تعداد رہتا تھا رخصت ہونے والے مہمانوں کے لئے ریل کے وقت سے پہلے اہتمام اور تاکید سے کھانا تیار کراتے تھے۔(۱)

حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کی مہمان نوازی

اکابر علماء دیوبند میں ایک معروف نام مولانا حسین احمد مدنیؒ کا ہے، جن کی خدمات کا دائرہ کافی وسیع تھا، ملکی، رفاہی، تنظیمی تدریسی، تعلیمی و تربیتی پر مشتمل تھا، اس اعتبار سے مہمانوں کی بکثرت آمد رہتی تھی، اور آپ کا فطری مزاج ایثار و سخاوت اور مہمان نوازی کا بھی تھا، لہٰذا جب دستر خوان پر کوئی مہمان موجود نہ ہوتے تو فوراً دریافت فرماتے اور دستر خوان پر بٹھاتے، اکثر یہ فرماتے تھے میری خواہش ہے کہ میرے گھر میں مہمانوں کی ضروریات کے علاوہ اور کوئی چیز نہ ہو، ایام مرض میں بھی سب کے منع کے باوجود جب تک سکت رہی کھانے کے وقت مہمان خانے پر برابر تشریف لاتے رہے، اگر کبھی کوئی شخص مہمان کے ساتھ بد خُلقی سے پیش آیا اور آپ کو علم ہوا تو انتہائی غصہ ہوتے، غیر مسلم مہمان کے لئے اس سے دریافت کر کے سبزی پکواتے یا بازار سے غیر مسلم کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا منگوا کر اپنے ہاتھ شریک کرتے تھے، اگر غیر مسلم گوشت خور ہوتا تو اس کو عام دستر خوان پر بٹھاتے تھے۔(۲)

شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا کاندھلویؒ کی مہمان نوازی

حضرت شیخؒ کے یہاں مہمانوں کی کثرت اور آپ کی مہمان نوازی اپنے زمانہ میں

---

(۱) حضرت شیخ الہندؒ حیات اور کارنامے ص ۳۲۸/۳

(۲) شیخ الاسلام حسین احمد مدنیؒ کے ایمان افروز واقعات ص ۱۱۳۔۱۱۶

مشہور ومعروف تھی، مہمانوں کی تعداد کبھی سینکڑوں تک اور رمضان میں ہزاروں تک بھی پہونچ جاتی تھی، حضرت شیخ ؒ کے یہاں اکرام ضیف کا ایک تقاضہ یہ بھی تھا کہ عزیز مہمانوں کے مرغوبات کا بھی علم ہوتا تو ان کے مہیا کرنے کا خاص اہتمام تھا، حضرت شیخ ؒ دسترخوان کی پوری نگرانی فرماتے، مہمانوں کو علی حسب مراتب "انزلوا القوم منازلهم" پر عمل کرتے تھے، ترتیب سے بٹھاتے، ان کے مرغوبات کو ان کے سامنے رکھتے تھے، مولانا علی میاں ندوی ؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے مرض نقرس کی وجہ سے گوشت سے پرہیز تھا، حضرت شیخ ؒ نے تقریباً آٹھ سے دس ترکاریوں کا کھانے تیار کرنے کا حکم دیا اور میں جب تک وہاں رہا گوشت سے دست کش رہے۔(۱)

حضرت مفتی شفیع صاحب ؒ کی انوکھی دعوت

حضرت مفتی شفیع صاحب ؒ کے حالات میں لکھا ہے کہ مولانا ادریس صاحب کاندھلوی ؒ ایک مرتبہ کراچی تشریف لائے حضرت مفتی شفیع صاحب ؒ نے مولانا ؒ کو اپنے گھر آنے کی دعوت دی لیکن مکان کی دوری اور وقت کی قلت کی بناء پر مفتی صاحب ؒ کے گھر پر حاضری ممکن نہیں تھی مفتی صاحب ؒ نے فرمایا اگر آپ میرے گھر آئیں گے مکان کی دوری اور وقت کی قلت کی وجہ سے آپ کو تکلیف ہوگی لہٰذا یہ میں آپ کی خدمت میں سو(۱۰۰) روپۓ پیش کرتا آپ اپنی مرضی سے جو چاہیں اور جہاں چاہیں کھالیں مولانا ادریس صاحب ؒ نے اس نوٹ کو لے کر اپنے سر پر رکھ لیا اور بڑی خوشی کا اظہار فرمایا۔(۲)

حضرت مولانا یوسف کاندھلوی ؒ کی مہمان نوازی

بستی نظام الدین اولیاءؒ میں مہمانوں کی کثرت رہتی تھی حضرت مولانا محمد الیاس ؒ ہمیشہ

---

(۱) حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی ؒ۔علی میاں ندوی ؒ ص ۲۲۳۔۲۲۵

(۲) حدیث کے اصلاحی مضامین ج ر ۴ ص ر ۲۶۱

مہمانوں ہی کے ساتھ کھانا تناول فرماتے تھے ،مولانا یوسف صاحبؒ کی عمر ۱۲۔۱۳ تھی حضرت مولانا الیاس صاحبؒ نے مہمانوں کو ناشتہ کرانے، کھانا کھلانے اور اس سلسلہ کی دوسری خدمتیں اس کم عمری میں مولانا یوسف صاحبؒ کی سپرد کردی تھیں ،مولانا روزانہ اندر سے کھانا لاتے اور فارغ ہونے کے بعد برتن لے جاتے تھے۔(۱)

حضرت مولانا محمد علیؒ کی مہمان نوازی

مولانا محمد علی صاحبؒ اپنی شخصیت اور سیاسی لحاظ سے مسلمانوں کے قد آور لیڈر جانے جاتے تھے،اس اعتبار سے ملنے والوں میں ہر مذہب کا آدمی اور ہر نظریہ کا آدمی شامل تھا ،سیاسی کارکنوں، رشتہ داروں، سماجی وملی رہنماؤں کی مسلسل آمد ورفت رہتی تھی،لیکن اس سب کے باوجود میزبانی اور مہمان نوازی کے جوش میں ذرا کمی نہیں،اصل کوٹھی بھی خاص وسیع تھی لیکن مکان کے مکینوں کی تعداد بھی کچھ کم نہ تھی، ملنے والوں میں ہندو احباب بھی ہوتے تھے انہیں بھی مولانا کھینچ کھینچ کر دسترخوان پر بٹھارہے ہیں ،حدو اعتدال سے بڑھی ہوئی مسرفانہ مہمان نوازی مولانا کے یہاں دیکھی جاتی تھی۔ایک دفعہ مولانا کے مہمان گاندھی جی ہوئے ،چونکہ مولانا اچھے اور لذت آمیز کھانے کے شوقین تھے،قورمہ اور کبھی قیمہ،کبھی کباب اور کبھی دو پیازہ وغیرہ۔لیکن مہمان کے اکرام میں گوشت کی ہر قسم غائب ہندو سبزی خور مہمانوں کی خاطر دسترخوان پر صرف سبزی ہی سبزی رہتی تھی۔(۲)

حضرت مولانا شاہ ابرارالحق ہردوئیؒ کی مہمان نوازی

حضرات اولیاء کرام اور مشائخ عظام کے پاس ہر زمانہ میں مہمان کے اکرام اور ضیافت کا معمول رہا ہے،حضرت والا کے یہاں بھی مہمان کی ضیافت واکرام کا خاص اہتمام

(۱) سوانح حضرت مولانا یوسف صاحبؒ کاندھلوی ص ر ۱۷۷

(۲) محمد علیؒ ذاتی ڈائری کے چند ورق ص ۱۱۵۔۱۱۷۔۱۵۰

رہا ہے،مہمان کی آمد سے لیکر واپسی تک مہمان کی راحت سے متعلق ایک ایک چیز پر نظر ہوتی تھی کس کمرہ میں قیام ہوگا کتنے افراد ہیں ان کے بستر وغیرہ ٹھنڈے گرم پانی کا انتظام غرض ہر چھوٹی بڑی ضروریات کا انتظام فرماتے تھے،حتیٰ کہ ٹرین کی آمد رفت کی بھی معلومات رکھتے تھے،مہمان عالم کا مزید اکرام فرماتے تھے مثلاً اپنی مجلس میں بیان کرواتے، کسی محلہ کی جامع مسجد میں بیان کرواتے،کوئی مفتی صاحب تشریف لاتے تو اپنے یہاں کے مفتیان کرام کا کوئی گھنٹہ خالی کراکے ان کی خدمت میں بھیجتے مہمان کے اکرام میں کوئی ایسی نوع ایسی نہ ہوگی جس کو اختیار نہ کیا جاتا ہو۔(۱)

حضرت مولانا قاری صدیق باندوی ؒ کی مہمان نوازی

مہمان نوازی حضرت کا بڑا محبوب عمل تھا،کوئی مہمان بڑا ہو کہ چھوٹا قریب کا ہو یا دور کا اپنا ہو کہ پرایا مسلم ہو کہ غیر مسلم سب کے لئے بچھ جاتے تھے قیام وطعام و دیگر آسائش کا بہت خیال فرماتے حتیٰ کہ واپسی کے لئے زادراہ اور سواری کی فکر فرماتے ذاتی طور پر کسی مہمان کی خدمت کرکے خوش ہوتے اور ہر آنے والا مہمان حضرت سے ملاقات کرکے اپنائیت محسوس کرتا،جو مہمان جس حیثیت کا ہوتا میزبانی اسی حیثیت سے فرماتے معزز مہمان آتے تو ان کی شایان شان ضیافت کا انتظام فرماتے نصرت خداوندی کا مشاہدہ اس وقت ہر شخص کرتا کہ اس دور افتادہ دیہات میں قسم قسم کے مرغن غذائیں دسترخوان پر فراہم رہتیں ،مہمان نوازی پر جو بھی خرچ آتا حضرت خود برداشت کرتے مدرسہ پر اسکا بوجھ نہ ڈالتے۔(۲)

مہمان نوازی میں حضرت کی فکر واہتمام کی بات یہ کہ مرتبہ ومزاج کے اعتبار سے اس کی ہر ضرورت کی فکر ونظم فرماتے،چائے،پان،چارپائی اور کسی مہمان کو فجر سے قبل واپس ہونا ہے تو چائے اور ہلکا ناشتہ ضروری اور اکابر مشائخ وسحر خیزی کے پابند حضرات کیلئے فجر سے قبل

---

(۱) حیات ابرار ص ر ۱۸۶

(۲) فیضان صدیق ص ر ۲۴

چائے دیسی انڈے کا اہتمام اور اکابر علماء کی تشریف آوری پر ناشتے میں نیم برشت انڈے کا نظم کیا جاتا تھا۔(۱)

حضرت شیخ عبدالحق صاحبؒ کی مہمان نوازی

مہمانوں کی خدمت اور عزت افزائی حضرتؒ کے زندگی کا معمول تھا مہمان کو گھر کے لئے باعث برکت سمجھتے تھے خود ذاتی طور پر ان کے اکرام وسکون کا خیال رکھتے نماز تہجد وفجر کے لئے صاف ستھرا پانی صاف ستھرا بستر اور صبح ناشتے کیلئے ذاتی طور پر نگرانی کیا کرتے تھے بیماری کے دوراں میں گھر ہو یا ہسپتال کسی ملنے والے کو آرام میں خلل کی وجہ سے منع کرنے پر سخت ناراض ہو جاتے تھے اور حکم دیتے کسی کو واپس نہ کیا جائے۔(۲)

حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمیؒ کی مہمان نوازی

مولانا مہمان نوازی میں بھی اعلی مقام پر تھے، مہمانوں کے لئے مولانا نے اپنی الماری میں کئی کمبل، گدا، تکیہ کا انتظام بھی کر رکھا تھا، صبح کے ناشتے میں خود باسی روٹی کھاتے مگر مہمانوں کے لئے بریڈ، انڈا، پھل، کا شاہانہ اہتمام کرواتے کئی بار زیادہ مہمان ہوتے تو باقاعدہ مطبخ سے بریانی پکواتے، خاص مہمانوں کیلئے گوشت خود بناتے، دسترخوان پر اپنے ہاتھ سے نکال کر دیتے خوب کھانے کیلئے بار بار کہتے تھے۔(۳)

عرب کا مشہور سخی حاتم طائی کی مہمان نوازی

حاتم طائی زمانہ اسلام سے پہلے کا بہت بڑا شاعر اور بہت ہی سخی وفیاض آدمی گذرا ہے، اس کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ لوگ عرب میں اگر کوئی بہت سخاوت کرتا تو بطور مبالغہ کے کہتے

---

(۱) سوانح حضرت باندویؒ ص ۴۵۵

(۲) سوانح شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ ص ر ۱۳۵

(۳) ماہنامہ الماس مولانا حبیب الرحمن: حیات وخدمات ص ر ۱۱۴

ہیں یہ تو حاتم طائی سے بھی بڑھ کر سخاوت کرنا چاہتا ہے ،گویا اس کی سخاوت ضرب المثل تھی ،ایک مرتبہ اسکے بھائیوں نے سوچا کہ اسے فاقہ کا مزہ چکھائیں ،اور مال و دولت کی قدر وقیمت بتلائیں گے اور جب اسے چھوڑا تو اسکے مال میں سے تھوڑا سا حصہ اسے دے دیا،اتنے میں بنو ہوازن کی ایک تنگ دست خاتون اسکے پاس فریاد لے کرآئی تو اس نے سارا مال اٹھا کر اسے دے دیا اور کہنے لگا جب سے میں نے بھوکا رہ کر اسکی تکلیف دیکھی ہے،اس وقت سے میں نے قسم کھالی ہے کہ کسی سائل سے کوئی چیز نہیں چھپاؤں گا۔(۱)

عربی غلام کی سو بکریوں سے مہمان نوازی

امام ابو الفرج عبد الرحمن بن جوزیؒ نقل فرماتے ہیں حضرت سیدنا حسن بن محمدؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا ابو بکر عیاشؒ کو فرماتے سنا کہ ایک شخص نے حاتم طائی سے کہا کیا عربوں میں تجھ سے زیادہ بھی کوئی سخاوت کرنے والا ہے؟اس نے کہا ہر عربی مجھ سے زیادہ سخی ہے ۔پھر اس نے اپنا ایک واقعہ کچھ اس طرح بیان کیا ایک رات میں ایک عربی غلام کے ہاں مہمان بنا۔اس کے پاس عمدہ قسم کی سو بکریاں تھیں ۔اس نے ایک بکری میرے لیے ذبح کی اور گوشت پکا کر میری ضیافت کی ۔جب اس نے بکری کا مغز میری طرف بڑھایا تو وہ بہت لذیذ تھا۔میں نے کہا کتنا لذیذ ہے! پھر وہ باہر چلا گیا اور بکریاں ذبح کر کے ان کا مغز پکا پکا کر مجھے کھلاتا رہا یہاں تک کہ میں خوب سیر ہو گیا۔جب صبح ہوئی تو میں نے دیکھا کہ وہ اپنی سو کی سو بکریاں ذبح کر کے ان کا مغز مجھے کھلا چکا تھا۔اب اس کے پاس ایک بکری بھی نہ تھی ۔سائل نے حاتم طائی سے کہا اس کی میزبانی کا تم نے کیا صلہ دیا؟اس نے کہا اگر میں اپنی تمام چیزیں بھی اسے دے دیتا تو اس کے احسان کا بدلہ نہ چکا سکتا تھا۔سائل نے کہا وہ تو ٹھیک ہے لیکن تم نے اسے کیا دیا تھا؟ حاتم طائی نے کہا میں اپنی پسندیدہ اونٹنیوں میں سے سو

(۱) تاریخ ادب عربی ص ر ۱۱۲

اونٹنیاں اسے دے دیں۔(۱)

اہل غزہ کی مہمان نوازی بزبان اسد الدین اویسی (ایم پی)

غالباً سن ۲۰۰۶ء میں ہمارے شہر حیدرآباد کے معروف سیاسی قائد محترم اسد الدین اویسی صاحب کا غزہ کا سفر ہوا وہاں کی روئداد اپنی ایک تقریر میں بیان کرتے ہوئے اپنا واقعہ سنا رہے تھے کہ اسرائیلی حملوں کی وجہ سے ایک ۱۵ ر منزلہ گری ہوئی تھی جب قائد کا گذر اس عمارت کے پاس سے ہوا تو وہاں ایک شخص سے ملاقات ہوئی وہ کہنے لگا مجھے افسوس ہے اور دکھ ہے اس بات کا کہ آپ ہمارے مہمان مگر ہم آپ کی کچھ مہمان نوازی نہیں کرسکتے مگر ہمارے پاس صرف اس وقت چائے ہی ہے آپ اس کو قبول کرلیجئے، قائد نے اشکبار ہوئے، دلاسہ دیا اور ان کا شکریہ ادا کیا۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

(۱) عیون الحکایات ج ر ۲ ص ر ۲۴۰

باب
مہمان نوازی پر منتخب اشعار

مہمان مکرم کے حسن استقبال کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آنے والے مہمان پر کوئی خوبصورت دلچسپ بامعنی از دلریز د بر دل خیز د جیسی ملی جلی کیفیات سے اشعار کہیں جائیں تو مہمان کے دل میں بھی میزبان کے تعلق سے محبت و اکرام وحترام کا جذبہ پیدا ہوتا مختصراور بہترین الفاظ کے برموقع استعمال کو شعر کہا جاتا ہے اشعار کا حسن یہ ہوتا ہے کہ اگر صورت حال کو اشعار کے قالب میں عکاسی کر دیں تو بہت ہی پرلطف ہوتا ہے، ذرا وہ منظر ذہن میں لائیں کہ جس وقت کائنات کے معزز مکرم مہمان حضرت محمد مصطفی ﷺ کی مدینہ تشریف آوری پر مدینہ کی چھوٹے بچے بچیوں نے اشعار سے استقبال کیا تھا وہ اشعار آج بھی ہمارے ذہن و دل میں رقم ہیں۔

استقبالیہ

وہ آئے گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

(مرزا غالب)

تم آگئے ہو، تو کچھ چاندنی سی باتیں ہوں
زمیں پہ چاند کہاں روز روز اترتا ہے

(وسیم بریلوی)

سو چاند بھی چمکیں گے تو کیا بات بنے گی
تم آئے تو اس رات کی اوقات بنے گی

(جاں نثار اختر)

دیر لگی آنے میں تم کو شکر ہے پھر بھی آئے تو
آس نے دل کا ساتھ نہ چھوڑا ویسے ہم گھبرائے تو

(عندلیب شادانی)

تمہارے ساتھ یہ موسم فرشتوں جیسا ہے
تمہارے بعد یہ موسم بہت ستائے گا

(بشیر بدر)

ہر گلی اچھی لگی ہر ایک گھر اچھا لگا
وہ جو آیا شہر میں تو شہر بھر اچھا لگا

(نامعلوم)

جس بزم میں ساغر ہو نہ صہبا ہو نہ خم ہو
رندوں کو تسلی ہے کہ اس بزم میں تم ہو

(نامعلوم)

آپ آئے تو بہاروں نے لٹائی خوشبو
پھول تو پھول تھے کانٹوں سے بھی آئی خوشبو

(نامعلوم)

رقص مے تیز کرو ساز کی لے تیز کرو
سوئے مے خانہ سفیران حرم آتے ہیں

(فیض احمد فیض)

مہمان سے متعلق اشعار

تنہائی کا اک اور مزہ لوٹ رہا ہوں
مہمان مرے گھر میں بہت آئے ہوئے ہیں

(شجاع خاور)

یقین برسوں کا امکان کچھ دنوں کا ہوں
میں تیرے شہر میں مہمان کچھ دنوں کا ہوں

(اطہر ناسک)

نہ جب تک ہم پیالہ ہو کوئی میں مے نہیں پیتا
نہیں مہماں تو فاقہ ہے خلیل اللہ کے گھر میں

(حیدر علی آتش)

کمرے میں دھواں درد کی پہچان بنا تھا
کل رات کوئی پھر مرا مہمان بنا تھا

(ابرار اعظمی)

سمیٹ لے گئے سب رحمتیں کہاں مہمان
مکان کاٹتا پھرتا ہے میزبانوں کو

(آصف ثاقب)

اے بادِ صبا! کچھ نہ سنا مہمان جو آنے والے ہیں
کلیاں نہ بچھا راہوں میں ہم پلکیں بچھانے والے ہیں

(نامعلوم)

مہمان کو جب دسترخوان پر مدعو کیا جائے

آؤ دستر خوان بچھائیں مل جل سب کھانا کھائیں
بھائی پہلے ہاتھ تو دھولے کھانے میں بے کار نہ بولے

بسم اللہ جو بھولا کوئی اس نے ساری برکت کھوئی
داہنے ہاتھ سے کھانا کھانا بھولے بھئیا بھول نہ جانا

چھوٹے چھوٹے لقمے کھانا ہر لقمے کو خوب چبانا
چھین جھپٹ کھانے میں کرنا پیٹ میں ہے انگارے بھرنا

کچھ کچھ باہم کھانا اچھا کچھ بھوکے اٹھ جانا اچھا
کھانا کھا کر کام ہے سب کا شکر کریں سب اپنے رب کا

باب

مسلم دورِ اقتدار میں حکمرانوں کی ضیافت کا نظام

یہ بات قرین حقیقت ہے کہ دنیا بھر کے حکمرانوں کو طرز حکومت حضرت عمرؓ نے سکھایا ہے، بطور خاص سماجی وملی اور رفاہی لحاظ سے نمایاں کارنامے آپ کے دور خلافت میں انجام دیئے گئے ہیں اسی طرح مسافرین اور راہگیروں کیلئے شہر درشہر، ملک درملک مہمان خانے قیامگاہیں بنائیں، چنانچہ یہی رنگ ہر زمانہ کے مسلم دوراقتدار کے حکمرانوں میں کچھ کچھ نظر آئے گا جو ایک طرف نیک صفت حکمرانوں کی دریادلی بتلاتی ہے، وہیں اسلام کی پاکیزہ تعلیمات کی بہترین عکاسی بھی ملے گی، انہیں میں سے کچھ واقعات آپ اس باب میں پڑھیں گے۔

ما قبل اسلام اہل عرب کی مہمان نوازی

زمانۂ جاہلیت میں اہل عرب میں تمام برائیاں سہی، مگر مہمان نوازی کا اعلیٰ ذوق ان میں پایا جاتا تھا،مہمان کا اعزاز و اکرام کرنا اس کا بنیادی حق سمجھتے تھے، ہر مہذب قوم کے نزدیک مہمان کی عزت وتوقیر خود اپنی عزت وتوقیر اور مہمان کی ذلت وتوہین خود اپنی ذلت و توہین سمجھی جاتی ہے اہل عرب مہمان کی خدمت بہت بڑا حق سمجھتے تھے،ان کے سامان کی حفاظت،سہولت اور آرام کے وسائل مہیا کرنے میں خاص دلچسپی رکھتے تھے،اور اگر کوئی میزبانی نہ کرے تو اسکو قبیلہ سے نکال دیا جاتا تھا مہمان نوازی ایک ایسی صفت ہے جو انسان کے تمام عیوب پر پردہ ڈال دیتی ہے اور جو آدمی اپنے مہمان کی اچھی میزبانی کرتا ہے وہ شخص مہمان کے دل میں اس قدر جگہ بنانے میں کامیاب ہوجاتا ہے کہ مہمان ہمیشہ اس کی تعریف کرتا ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں مہمان خانے

علامہ شبلی نعمانیؒ اپنی مشہور کتاب ''الفاروق'' میں حضرت عمرؓ کی دور خلافت کے ضمن میں رقم فرماتے ہیں کہ کوفہ میں جو مہمان خانہ بنے ہیں اس کی نسبت علامہ بلاذریؒ نے لکھا ہے: 'امر عمر ان یتخذلمن یرد من الآفاق دار فکانوا ینزلونها'' مدینہ منورہ کا مہمان خانہ ۱۷ھ میں تعمیر ہوا۔(۱)

خلیفہ حضرت عمرؓ کی قحط میں (۱؍لاکھ ۷؍ہزار افراد) کی مہمانی

حضرت اسلمؒ کہتے ہیں جب حضرت عمرؓ کے (زمانے خلافت) میں سخت قحط پڑا جسے عام الرمادہ کہا جاتا ہے(۲) ہر طرف سے عرب کھینچ کر مدینہ منورہ آگئے حضرت عمر نے کچھ

(۱)الفاروق ص؍ ۲۱۴

(۲)رمادہ کے معنی ہلاکت ہیں یا راکھ یعنی ہلاکت کا سال یا وہ سال جس میں لوگوں کے رنگ قحط کی وجہ سے راکھ جیسے ہوگئے تھے۔

لوگوں کو ان کے انتظام اور ان میں کھانا اور سالن تقسیم کرنے کے لیے مقرر کیا ان لوگوں میں حضرت یزید بن اخت نمر حضرت مسعود بن مخرمہ عبدالرحمن بن عبد قاری اور عبداللہ ابن عتبہ ابن مسعود تھے شام کو یہ حضرات حضرت عمرؓ کے پاس جمع ہوتے اور دن بھر کی ساری کارگزاری سناتے ان میں سے ہر ایک ادمی مدینے کے کنارے پر مقرر تھا اور یہ دیہاتی لوگ ثنیۃ الوداع کے سے لے کر رائج قلعہ، بنو حارثہ، بنو عبدالاشہل، بقیع، اور بنو قریظہ، تک ٹھہرے ہوئے تھے اور ان میں سے کچھ بنو سلمہ کے علاقے میں بھی ٹھہرے ہوئے تھے بہرحال یہ لوگ مدینہ منورہ کے باہر چاروں طرف ٹھہرے ہوئے تھے ایک رات جب یہ دیہاتی لوگ حضرت عمر کے یہاں کھانا کھا چکے تو میں نے حضرت عمرؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے یہاں جو رات کا کھانا کھاتے ان کی گنتی کرو چنانچہ اگلی رات گنتی کی تو ان کی تعداد ۷ / ہزار تھی پھر حضرت عمر نے فرمایا وہ گھرانے جو یہاں نہیں اتے ان کی اور بیماروں اور بچوں کی بھی گنتی کروان کو گنا تو ان کی تعداد ۴۰ / ہزار تھی پھر چند راتیں اور گزری تو لوگ اور زیادہ ہو گئے تو حضرت عمرؓ کے فرمان پر دوبارہ گنا تو جن لوگوں نے حضرت عمرؓ کے یہاں رات کا کھانا کھایا تھا وہ ۱۰ / ہزار تھے اور دوسرے لوگ ۵۰ / ہزار تھے یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالی نے بارش بھیج دی اور قحط دور فرما دیا۔ (۱)

سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کی مہمان نوازی

سلطان صلاح الدین ایوبی انتہائی مہمان نواز تھے ملاقیتوں کی جس قدر ممکن ہوتا خاطر تواضع کرتے خندہ پیشانی سے ملتے ان کے مسائل کو حل کرتے اور درخواستوں پر عمل کرنے کی پوری کوشش کرتے، ان کو خالی ہاتھ نہ جانے دیتے تھے کسی مہمان کو وہ کھلائے بغیر رخصت نہ کرتے تھے، مہمان چاہے غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو سلطان کے الطاف و کرام سے محروم نہ رہتا تھا، بعض اوقات مناسب موقع دیکھ کر وہ غیر مسلم مہمانوں کو اسلام کی خوبیوں کو بتا کر دین

(۱) حیاۃ الصحابہؓ ج / ۲ ص / ۲۳۹

حق کی دعوت دیتے ،صیدا (ایک جگہ کا نام) کا نصرانی شہزادہ آیا توسلطان نے بڑا اعزازو اکرام کیا،گفتگو کے دوران اسلام کی حقیقت سمجھائی اور اسے اسلام قبول کرنے کی ترغیب دی ،علماء ومشائخ کا غیر معمولی ادب و احترام کرتے اور خدمات بجالاتے ،خدام کو تاکید کی گئی تھی جب بھی کوئی عالم یا بزرگ آئیں تو انہیں سلطان سے ضرور ملوایا جائے تاکہ سلطان ان کی مناسب خدمت کرے۔(۱)

مسلمانوں کی مہمان نوازی کا مزاج ومذاق

مولانا مناظر احسن گیلانی ؒ اپنی کتاب ’’ہزار سال پہلے‘‘ میں ابن حوقل سیاح کا بیان تحریر فرمایا تلخیصاً پیش ہے۔۔۔

’’شہر طرابلس لیبیا کا ایک معروف شہر ہے وہاں کے باشندوں کا مسافروں کے ساتھ برتاو اور حسن سلوک کا یہ عالم تھا کہ جب انکی بندرگاہ پر جہاز پہنچتے ہیں تو اس علاقہ میں تیز وتند ہوائیں چونکہ چلتی رہتی ہیں اس لئے سمندر میں بڑا تلاطم رہتا ہے لیکن اہلیان شہر کا قاعدہ تھا رضا کارانہ طور پر بلا معاوضہ ایسے موجوں میں گھرے ہوئے جہاز پر نظر پڑتی تو فوراًاپنی اپنی کشتیوں کو لنگر دینے کی رسیوں کو لیکر پہنچ جاتے اور آناًفاناًان رسیوں کو پھینک کر بڑی پھرتی سے چند لمحوں میں جہاز کو لنگر انداز کر دیتے ،یہ کام کچھ اس طرح کر دیتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کو کوئی زحمت اٹھانی نہیں پڑتی ہے۔(۲)

عجیب وغریب مہمان نوازی

مزید مولانا مناظر حسن گیلانی ؒ ابن حوقل کی ایک سخی اور فیاض شخص سے ملاقات کا تذکرہ لکھتے ہیں جس کا نام جعفر بن سہل ہے۔۔۔

---

(۱) سلطان صلاح الدین ؒ شخصیت اور کارنامے ج ر ۲ ص ر ۴۹۷۔۴۹۸

(۲) ہزار سال پہلے ص ر ۱۶۹

’’پچاس سال کی مدت میں ایسا کوئی آدمی شاید ہی ہوگا جو خراساں پہنچا ہو، اور اس امیر کے بذل ونوال سے مستفید نہ ہوا ہو یا کوئی نہ کوئی احسان کسی نہ کسی طریقہ سے اس پر اس امیر کی طرف سے نہ ہوا ہو اس شخص نے خفیہ طور پر مسافروں اور مہمانوں کی ضیافت کا انتظام اس طرح کیا تھا کہ تمام مواضع ومقامات میں جو اس کی جاگیر میں ہیں سرائیں تعمیر کرادی ہیں اور ان سراؤں پر ان ہی مواضع اور مقامات کی آمدنی کا ایک حصہ وقف کر رکھا ہے، اس امیر کی گائیں پلی ہوئی ہیں، قوام (مینیجر) ان گایوں کا دودھ نکلواتے ہیں اور راہ گیروں اور آنے جانے والوں کی تواضع اس خالص دودھ سے کرتے، صرف دودھ ہی نہیں بل کہ اس کے ساتھ دوسرے کھانے اور اطعمہ بھی ہوتے ہیں، اسی طرح موسم گرما میں ان تمام سراؤں میں دہی کی لسی کا نظم رہتا ہے اور اس امیر کی طرف سے یہ حکم تھا کہ تمام مہمانوں کے ساتھ حسن اخلاق کا مظاہرہ کرنا اور مہربانی کے ساتھ پیش آنا۔(۱) ان سراؤں میں جو گایوں کو محض مہمانوں اور مسافروں کیلئے پالا جاتا تھا ان کی تعداد سو سے زیادہ تھی اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ ہر ہر قریہ قریہ اور گاؤں میں سو سے زیادہ تعداد میں گائے ہو تو ان کی نگہداشت کی کتنی ضرورت ہوتی ہے۔(۲)

اہل ماوراء النہر کی مہمان نوازی

ابن حوقل ایران وخراساں کی مہمان نوازی کا تذکرہ کرنے کے بعد ماوراء النہر کا نمونہ پیش کیا لکھتے ہیں کہ ماوراء النہر کے اکثر علاقوں میں وہاں کے لوگ گویا ایک ہی گھر کے رہنے والے معلوم ہوتے ہیں کوئی کسی کے گھر جب مہمان ہو کر آتا ہے تو اسے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ خود اپنے ہی گھر میں اترا ہے۔ ابن حوقل ایک نمونہ یہ لکھا کہ میں نے سغد کے علاقے میں خود ایک مکان کو دیکھا اب تو بند پڑا ہوا ہے لیکن مجھے صحیح ذرائع سے یہ معلوم ہوا ہے کہ تقریباً سو

---

(۱) ہزار سال پہلے ص/ ۱۷۱

(۲) ہزار سال پہلے ص/ ۱۷۲

سال تک اس دیوڑھی کا پھاٹک بند نہیں ہوا اور اس طویل عرصہ میں کسی مسافر کو اترنے سے یہاں منع نہیں کیا گیا، بسا اوقات بغیر کسی اطلاع کے ایسا بھی ہوا کہ اچانک کئی سو آدمی اپنے اپنے جانوروں اور ساز و سامان اور نوکروں کے ساتھ رات کو پہنچتے تھے لطف یہ ہیکہ مہمانوں سمیت جانوروں کو بھی گھاس وغیرہ کا انتظام بآسانی ہو جاتا تھا۔(۱)

عہد مغلیہ کے لنگر خانے

عہد مغلیہ میں لنگر خانوں کا عام چلن رہا مگر ان پر زیادہ تر مواد کتب میں محفوظ نہ رہ سکا اور زمانے کی دست برد سے نہ بچ سکا۔محمد شاہ عادل، بیرم خان اور مرزا عبدالرحیم خان خاناں کے لنگر خانوں کا تذکرہ کسی قدر موجود ہے۔

محمد شاہ عادل کا لنگر خانہ

محمد عادل شاہ والی بیجاپور کے عہد میں مسجدوں کے لنگر سے مسلمانوں کو پکا وہ کھانا ملتا تھا اس کے ساتھ ساتھ وہاں ان لوگوں کو خوش غذا بھی دی جاتی تھی ہر شخص کو حسب ذیل جنس ملتی تھیں جن میں گندم، چاول، دال، نقد برائے لکڑیوں مصالح شامل تھے۔مسجدوں میں مسلمانوں کے لیے پانی کی سبیل ہوا کرتی تھی اور مسجد کے قریب ہی ایک سبیل ہندوؤں کے لیے بھی لگائی جاتی تھی جس میں ایک برہمن کو پانی پینے کے لیے نوکر رکھا جاتا تھا۔(۲) بیجاپور کا قصہ تاریخ دکن سلسلہ آصفیہ میں محمد عادل شاہ کے حوالے سے ایک قصہ درج ہے، جس کے مطابق محمد عادل شاہ بیجاپور میں اپنے محل سے شہر کا نظارہ کر رہا تھا۔شام کا وقت تھا اور پورے شہر پر برابر نظر پڑتی تھی۔شہر کی تمام آبادی میں پھیلے ہوئے مکانوں سے دھواں اٹھتا دکھائی دیتا تھا سوائے محلہ بہمن پلی جہاں ہندو آباد تھے۔بادشاہ نے دربار دریافت کیا اس محلے میں

---

(۱) ہزار سال پہلے ص ر ۱۷۷

(۲) تاریخ دکن سلسلہ آصفیہ

کھانا پکانے کے آثار دکھائی نہیں دے رہے، سو ان کو بتائیں گے کہ اس ملک میں برآمد رہتے ہیں جو صرف دو پہر کو کھانا پکاتے ہیں خواجہ نے خیال کیا کہ شاید اس کی وجہ ان کی غربت اور مفلسی ہے اس نے اسی وقت کندیاں کے باہر والوں کے لیے سرکار سے وظائف مقرر کیے جائیں جس سے براہمنوں کے وظائف مقرر ہو گئے اس موقع پر اہل دربار نے بادشاہ کو یہ نہیں بتایا کہ یہ لوگ ناداری کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے دستور کی پانچ تاریخ کی وجہ سے صرف ایک وقت کا کھانا کھاتے ہیں تا کہ کہیں وہ خیر کے منکرین میں نہ شمار ہو جائیں۔

شاہان مغلیہ کے لنگر خانے

شاہان مغلیہ کے بڑے بڑے شہروں میں لنگر خانے جاری تھے۔زبانوں کو بنا بنایا کھانا مل جایا کرتا تھا اور ہندوؤں کو جنسی مل جاتی تھی اکبر نے شہروں منزلوں میں جابجا خیر پور اور دھرپورا کے نام سے مکانات بنوا دیے تھے خیر پور میں مسلمانوں کو اور دھرم پورہ میں ہندوؤں کے ٹھہرنے کھانے پینے اور دیگر سامان آسائش کی چیزیں سرکار کی طرف سے ملا کرتی تھیں۔جب آگرہ کے دھرم پورہ میں جوگی بھی کثرت سے آنے لگے تو ان کے واسطے ایک اور مکان بنوا کر جوگی پورہ اس کا نام رکھ دیا گیا۔جس مقام پر مکان بنایا گیا تھا وہاں اب بھی ایک موضع اسی نام سے آباد ہے۔شان وقت کے علاوہ زبان عمرہ بھی ہندو مسلمان دونوں کو نیکیوں میں گرنے کی نگاہ سے الگ کام نہ سمجھتے تھے بیرم خان خاناں اور مرزا عبدالرحیم خان خاناں کی دریادلی اور سخاوت پورے ہندوستان میں مشہور تھی۔(۱)

صدیوں پرانی روایت لنگر خانے اور دستر خوان

مسلم دنیا میں مہمان نوازی کی ایک قسم کا تعلق ڈیروں، حجروں اور درگاہوں پر آنے والوں کو کھانا فراہم کرنے سے ہے، آج بھی متعدد جگہوں پر ایسے ڈیرے، حجرے اور درگاہیں

---

(۱) عہد مغلیہ کے ہندو امرائے سلطنت ص ۵۷

موجود ہیں جہاں پر آنے والوں کی مہمان نوازی کے لئے ہر وقت دستر خوان لگا رہتا ہے، دور دراز سے آنے والے مہمانوں کے ساتھ ساتھ مقامی سطح کے سینکڑوں لوگوں کو ان روایتی دستر خوانوں سے دو وقت کی روٹی دستیاب ہوتی ہے، ان دستر خوانوں کی منفرد پہچان یہ ہے کہ کسی سے شناخت پوچھے بغیر پوری عزت اور وقار کے ساتھ کھانا پیش کیا جاتا ہے، دستر خوان چلانے کی مالی معاونت کا علیحدہ سے پورا نظام ہوتا ہے جس کی تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں، تاہم دفعتاً خیال آتا ہے کہ اس قدر وسیع پیمانے پر بڑے بجٹ کا انتظام کیسے ہو رہا ہے؟ دستر خوان پر خدمت کے امور انجام دینے کے لئے لوگ رضا کارانہ طور پر اپنے نام پیش کرتے ہیں، ایسے لوگ بھی موجود ہیں جنہوں نے بغیر کسی معاوضہ کے اپنی پوری زندگی خدمت کے لئے وقف کر رکھی ہے، دستر خوانوں پر کام کرنے والے خدمت گاروں کا عقیدہ ہے کہ ان کا خالق و مالک ان پر مہربان ہے اسی لئے اس نے انہیں خدمت کے لئے منتخب کیا ہے۔ ایسے دستر خوان زیادہ تر مذہبی عمائدین اور درگاہوں پر صدیوں سے چلے آرہے ہیں اور آج جو نسل ان دستر خوانوں کو چلا رہی ہے، اسے اپنے آباواجداد کی روایت کو قائم رکھنے پر فخر ہے، اگر آپ ان سے دستر خوان کے بارے سوال کریں تو وہ اس کی پوری تاریخ تفصیل کے ساتھ زبانی بیان کر دیں گے۔ ان دستر خوانوں کا کسی ایک مسلک یا گروہ سے تعلق نہیں ہے پڑوسی ملک میں آج بھی خانقاہوں میں ان دستر خوانوں کا نمایاں عکس دکھائی دیتا ہے جہاں پر بلا شبہ ایک وقت میں ہزاروں لوگوں کو کھانا فراہم کیا جاتا ہے، جن میں بڑی تعداد مزدوروں اور دیگر مستحقین کی ہوتی ہے، کبھی یہ تعداد لاکھوں تک بھی پہنچ جاتی ہے، مسلمانوں کے ساتھ ساتھ ایشیاء کے غیر مسلم مذاہب مثلاً سکھ وغیرہ کے ہاں بھی لنگر اور دستر خوان کا تصور پایا جاتا ہے۔ ڈیروں اور حجروں پر جو دستر خوان قائم کیے جاتے ہیں یہ زیادہ تر علاقے کے امراء اور سیاسی عمائدین کی طرف سے کیے جاتے ہیں جہاں پر آنے والے لوگوں کو کھانا پیش کر کے ڈیروں اور حجروں کے مالکان راحت محسوس کرتے ہیں، اس سے نچلی سطح پر بھی لوگ مستحقین کو

کھانا فراہم کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس کا دائرہ زیادہ تر اپنے آس پاس کے لوگوں تک محدود ہوتا ہے، ان لنگر خانوں اور دستر خوانوں میں مالی معاونت یا فلاحی کاموں میں حصہ لینے والوں میں ایک امر قدر مشترک ہوتا ہے اور یہی ہماری تحریر کا مقصود بھی ہے، وہ یہ کہ دستر خوان اور لنگر خانے قائم کرنے والے لوگ اس سوچ کے حامل ہوتے ہیں کہ ہمارے خدا نے ہمیں اس کام کے لئے منتخب کیا ہے، ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ جب وہ خدا کی مخلوق کی روزی روٹی کا خیال رکھتے ہیں تو خدا ان کی ضروریات کو اپنے خزانوں سے پورا فرماتا ہے، ان لوگوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ جب دستر خوان سے کوئی کھانا کھا کر انہیں دعا دیتا ہے تو ان کے ادھورے اور رکے ہوئے کام مکمل ہو جاتے ہیں، ہمارے سیاستدان جب اپنے پیروں اور مذہبی پیشواؤں کے پاس جاتے ہیں، تو وہ انہیں وسیع دستر خوان قائم کرنے یا پہلے سے قائم دستر خوانوں میں حصہ لینے کی تلقین کرتے ہیں، آپ جب کسی سے دستر خوان کی تاریخ کے حوالے سے سوال کریں تو لنگر خانے اور دستر خوان کے منتظمین اس کا کریڈٹ اپنے کسی بزرگ، روحانی پیشوا یا پیر کو دیں گے، میں نے ذاتی طور پر ان دستر خوانوں کے ثمرات کا مشاہدہ کیا ہے کہ جہاں پر خلق خدا کو دو وقت کی روٹی فراہم کی جا رہی ہے وہاں پر قدرت مہربان ہوتی ہے، اور جہاں پر مخلوق کو دھتکارنے کا رجحان ہوتا ہے وہاں قدرت کی طرف سے بھی پھٹکار دیکھنے کو ملتی ہے۔ یہ پورا فلسفہ ہے جس کا تعلق روحانیت سے ہے، جس شخص کو روحانیت سے دلچسپی نہیں ہے اسے شاید یہ بات کبھی بھی سمجھ نہ آسکے۔ میں ذاتی طور پر ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جنہوں نے ڈھائی فیصد زکوٰۃ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اپنی آمدنی کا ایک خاص حصہ اللہ کی راہ پر خرچ کرنے کا معمول بنا رکھا ہے، ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو اپنی آمدنی کا ایک تہائی حصہ فلاحی کاموں پر لگا دیتے ہیں، جب ان کی اگلی نسل کو کاروبار منتقل ہوا تو انہوں نے اس شرح کو ختم کرنے یا کم کرنے کی بجائے اس شرح میں اضافہ کر دیا، رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں دستر خوانوں کی تعداد میں اضافہ ہو جاتا ہے، سحر و افطار

کے لئے خاص اہتمام کیا جاتا ہے، مساجد اور گلی محلے کے چوک چوراہوں میں سحر و افطار کے لئے مفت کھانے کا وسیع انتظام ہوتا ہے، مسجد نبوی اور حرم مکی میں دنیا کے سب سے بڑے دستر خوان قائم ہوتے ہیں، جن کا بظاہر کوئی بجٹ نہیں ہوتا لیکن بلاشبہ لاکھوں لوگوں کو دنیا بھر کی نعمتیں میسر ہوتی ہیں، جس کا عام انسان تصور بھی نہیں کرسکتا، اگر آپ کو حج و عمرہ پر جانے کی سعادت حاصل ہوئی ہے تو آپ بخوبی اس کا ادراک کرسکتے ہیں، حرمین شریفین میں رمضان المبارک میں اس مہمان نوازی کی انتہا دیکھنے کو ملتی ہے، میں نے مسجد نبوی میں ایک دستر خوان کے میزبان سے دستر خوان کی تفصیل جاننا چاہی تو اس نے کہا کہ میں یہ سب اللہ کی رضا کے لئے کررہا ہوں، مجھے کسی کے سامنے اس کی تفصیل بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے، میرے لئے یہی کافی ہے کہ اللہ نے مجھے اس کام کے لئے منتخب کیا ہے جو میرے والد سے مجھے منتقل ہوا ہے۔

اسی طرح سلجوقی سلطنت اور سلطنت عثمانیہ نے عالم اسلام میں لنگر خانوں اور وسیع دستر خوانوں کی بنیاد ڈالی، ترکی کے لوگوں نے اپنی صدیوں پرانی اس عظیم روایت کو آج بھی قائم رکھا ہوا ہے، یوں دیکھا جائے تو دستر خوان اور لنگر خانے مکمل طور پر ایک روحانی معاملہ ہے جسے آج بھی لوگوں نے پورے احترام کے ساتھ اپنے سینے کے ساتھ لگایا ہوا ہے اور اپنی آمدن کا ایک حصہ ان دستر خوانوں اور لنگر خانوں پر خرچ کر کے اسے اپنی خوش قسمتی سمجھ کر روحانی تسکین حاصل کرتے ہیں۔(۱)

امیر خسرو کے نانا کی دعوت

امیر خسرو کے نانا عماد الملک تھے جو حکومت کے عہدے ”میر عرض“ پر مامور تھے وہ اپنے ماتحت ملازموں کو روزانہ کھانا کھلاتے تھے ان کے لئے پچاس طشت بہترین کھانے

(۱) ہم سب: https://www.humsub.com. مضمون نگار ظفر سلطان

کے آتے تھے۔(۱)

امیر شہر کی دعوت میں ابن بطوطہ کی شرکت

ابن بطوطہ مشہور سیاح گذرا جس نے ساری دنیا کی سیر کی جس وقت وہ ہندوستان کے دورے پر تھا امیر خداوندزادہ قوام الدین کی ایک ضیافت میں شرکت کی اور وہاں کی دعوت کے نقشہ کو قید تحریر میں لایا لکھتے ہیں کہ پہلے روٹیاں لاتے جو نہایت پتلی ہوتی پھر مسلّم بھنی ہوئی بکریاں لاتے ہیں ہر ایک کے چار یا چھ ٹکڑے کرکے ایک ایک آدمی کے سامنے رکھتے ہیں ،پھر گھی میں تلی ہوئی روٹیاں آتی ہیں جن کے جوف میں حلوا صابونیہ بھرا ہوتا ہے اور ایک ٹکیہ کے اوپر ایک میٹھی روٹی ہوتی ہے جس کو خشتی کہتے ہیں یہ آٹے شکر اور گھی سے بنتی ہے، پھر ایک خاص چیز لاتے ہیں جس کو سموسہ کہتے ہیں وہ قیمہ کیا ہوا گوشت ہوتا ہے اس میں بادام، جائفل، پستہ، پیاز اور گرم مسالہ ڈال کر پتلی چپاتیوں میں لپیٹ دیتے ہیں اور پھر گھی میں تل لیتے ہیں ہر ایک کے سامنے پانچ سموسے رکھے جاتے ہیں، پھر گھی میں پکے ہوئے چاول لاتے ہیں، اس کے اوپر مرغ ہوتا ہے، پھر لقیمات القاضی لاتے ہیں، جس کو ہاشمی کہتے ہیں ،پھر قاہریہ لاتے ہیں ۔۔۔کھانا شروع کرنے سے پہلے چاندی سونے اور کانچ کے پیالوں میں مصری اور گلاب کا شربت پی لیتے ہیں تو سب بسم اللہ کہہ کر کھانا شروع کرتے ہیں کھانا شروع ہونے پر فقاع (نبیذ) کے پیالے آتے ہیں اور جب اس کو پی لیتے ہیں تو پان آتا ہے، چھالیہ کے ساتھ پان لینے کے بعد سب اٹھ کر چلے جاتے ہیں۔(۲)

اورنگ زیب عالمگیرؒ کے عہد میں مہمان نوازی

الیگزنڈر ہملٹن جو ایک انگریز سیاح تھا جو سوداگری کرتا تھا علمی حیثیت سے بھی معمولی

---

(۱) تمدنی جلوے ص ر ۳۲۴

(۲) تمدنی جلوے ص ر ۳۲۴

شخص نہ تھا، یونیورسٹی میں تعلیم پاچکا تھا ۱۷۸۱ء انگلینڈ سے بہت سال مال لیکر افریقہ وعرب اور ایران کے ساحلون سے ہوتے ہوئے ہندوستان کے ساحل پر پہنچا اس نے اپنے سفر نامہ میں لکھا ہے جو ۲؍ جلدوں میں طبع ہوئی تقریباً ۳۵؍ برس اس نے ہندوستان میں گذارے اس نے اپنے سفرنامہ میں لکھا ہندوستان میں مہمان نوازی کا مقام بہت بلند تھا مہمان کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا، خواہ مہمان امیر ہوا یا غریب، عالم ہو جاہل حتیٰ الامکان مہمانوں کے آرام کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے خاص کر اورنگ زیبؒ جیسے باعمل عالم کے زمانہ میں ہندوستان کی ضیافت کا اس کے دل پر گہرا اثر پڑا ایک مرتبہ جب اس انگریز سیاح کی پالکی صوبہ بنگال کے کسی رئیس کی سرحد سے گذری وہاں کے رئیس کے متعلق کپتان لکھتا ہے کہ

''جب میں وہاں پہنچا تو وہ رئیس کہیں شکار پر گیا ہوا تھا تو مجھکو سلام اور یہ پیغام کہ وہ مجھ سے ملنے کے متمنی ہیں میں نے بہانہ کردیا کہ مجھے نقرس کی شکایت ہے میرے اس عذر کو انہوں نے بلا تامل قبول کرلیا اور میرے کھانے کے واسطے چڑیوں کا مرغن سالن بھیجا اور دوسرے روز شہر کے معززین مجھ سے ملنے آئے اور خواہش کی کہ جب تک وہاں کے رئیس صاحب شکار سے واپس آئیں میں وہیں رہوں لیکن مجھے ضروری کام تھا اس لئے مناسب الفاظ میں ان کا شکریہ ادا کر کے رخصت ہوا''۔

ایک مقام پر یہی انگریز سیاح ہندوستان کی ضیافت سے متعلق لکھتا ہے کہ۔۔

''انگریزوں کے زمانہ سے پہلے ہندوستان کے لوگ مہمان نوازی بڑی دھوم دھام سے کرتے تھے اگر کوئی قافلہ کہیں گاؤں میں آجاتا تھا تو اس گاؤں کے تمام لوگ اس قافلہ کے استقبال کے لئے گاؤں کے باہر نکل جاتے تھے، اور ہر شخص چاہتا تھا کہ یہ مہمان ہمارے ہی گھر اتریں کیونکہ جانتے تھے کہ مہمان کا آنا اللہ کی رحمت ہے وہ اس کو اپنے تفاخر میں سمار کرتے تھے اور جان ومال سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ چنانچہ ایک مقام پر ہماری

دعوت کے لئے ایک گائے، پانچ بھڑین، پانچ بکریان، بیس مرغیاں، پچاس کبوتر اور بہت سی مٹھائیاں اور پھل تھے“۔(۱)

اورنگ آباد کے صوبہ دار کی ضیافت

امیر الامراء حسین علی خان ان کے باورچی خانہ میں اتنا کھانا پکتا تھا کہ عام طور پر ایک پیسہ میں ان کے نوکرون سے بریانی کا ایک قاب (بڑی رکابی، رکابی نما طباق) لوگوں کو مل جاتا تھا۔(۲)

اہل گجرات کی انوکھی ضیافت

زمانہ قدیم سے صوبہ گجرات کے مسلمانوں میں ایک خاص بات دیکھنے کو یہ ملی کہ جس کا مہمان نوازی سے تعلق ہے بڑی اچھی ہے شہر، قصبے، گاؤں سب میں یہ دستور مروج ہے کہ کسی خوشحال آدمی کا جب انتقال ہوتا ہے تو اس کی طرف سے توشک، تکیہ، لحاف وغیرہ بنوا کر لوگ مسجد میں بھیج دیتے ہیں، جس سے مسجد میں آنے والے مسافروں کے لئے اوڑھنے بچھونے کا اتنا کافی سامان موجود رہتا ہے کہ مسافروں کو سردی کے موسم میں کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوتی ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۱) البلاغ جلد ۲ شمارہ ۵ ممبئی اکتوبر ۱۹۵۵ء مضمون نگار خالد کمال مبارک پوری

(۲) البلاغ جلد ۲ شمارہ ۵ ممبئی اکتوبر ۱۹۵۵ء مضمون نگار خالد کمال مبارک پوری

باب

ضیافت سے متعلق موضوع واقعات وروایات

موضوع واقعات وروایات کا بیان کرنا اور نبی ﷺ کی جانب وہ باتیں منسوب کرنا جو نبی ﷺ نے نہ بیان کی ہوں، جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنانا ہے، قصہ گوئی اور دروغ گوئی اور مخاطب کو لبھانے والے واقعات بیان کر کے خودستائی کرنا ایک نفسانی روگ ہے، دین وشریعت نے اس سے سخت منع فرمایا ہے، ضیافت کے متعلق آپ اس باب میں وہ واقعات وروایات پڑھیں گے جو موضوع ہیں یا جن کی کوئی مضبوط سند نہیں ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مشہور واقعہ

قرطبی نے بعض اسرائیلی روایت سے نقل کیا ہے کہ ایک روز کھانے کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مہمان کی تلاش شروع کی تو ایک اجنبی آدمی ملا جب وہ کھانے پر بیٹھا تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ بسم اللہ کہو اس نے کہا کہ میں جانتا نہیں اللہ کون اور کیا ہے ؟ ابراہیم علیہ السلام نے اسکو دسترخوان سے اٹھادیا، جب وہ باہر چلا گیا تو جبرئیل امین آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے اسکے کفر کے باوجود ساری عمر اس کو رزق دیا اور آپ نے ایک لقمہ دین بھی بخل کیا، یہ سنتے ہی ابراہیم علیہ السلام اسکے پیچھے دوڑے اور اسکو واپس بلایا اسنے کہا کہ جب تک آپ اسکی وجہ نہ بتلائیں کہ پہلے کیوں مجھے نکالا تھا اور اب پھر کیوں بلا رہے ہیں میں اس وقت تک آپ کے ساتھ نہ جاؤں گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے واقعہ اسکے مسلمان ہونے کا سبب بن گیا اس نے کہا کہ وہ رب جس نے یہ حکم بھیجا ہے بڑا کریم میں اس پر ایمان لاتا ہوں، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ گیا اور مومن ہو کر باقاعدہ بسم اللہ پڑھ کر کھانا کھایا۔(۱) ایک اور کافر مہمان کا واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے ان کے یہاں ایک کافر مہمان آیا تو انہوں نے اسکی تکریم ومیزبانی نہیں کی، جس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں فرمایا کہ آپ نے ایک رات اس کافر کی خاطر تواضع نہیں کی، جب کہ میں پچھلے چالیس سال سے اسباب حیات عطا کرتا ہوں۔(۲)

ہدہد کی انوکھی دعوت

ہدہد پرندہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا قریبی پرندہ تھا ایک روز ہدہد حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا حضور ہم آپ کی اور آپ کے پورے لشکر کی دعوت کرنا چاہتے ہیں

---

(۱) معارف القرآن ج/۴ ص/۲۶۷

(۲) فتاوی اسلام ویب

، قبول کر کے شکریہ کا موقع عنایت فرمادیں حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہدہد سے انسیت کی وجہ سے دعوت قبول کرلی ہدہد نے کہا فلاں دن فلاں دریا کے پاس کھانے کا انتظام ہے وہیں تشریف لائیں وقت ہونے پر حضرت سلیمان علیہ السلام مع لشکر دریا کے پاس پہنچے دیکھا بظاہر کوئی دعوت کا انتظام نہیں ہے ہدہد کبھی ادھر کبھی اُدھر اڑ رہا تھا حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہدہد سے پوچھا میاں کھانا وغیرہ کہاں ہے، ہدہد نے جواب دیا حضرت اسی کا انتظام کر رہا ہوں کچھ دیر بعد ہدہد ایک ٹڈی اپنی چونچ میں پکڑ کر لایا اور اسے چیر کر دریا میں پھینک دیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کہا حضور آپ لوگ کھانا تناول فرمائیں جسے گوشت نہ ملسکے وہ شوربے پر اکتفا کر لے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا ساری مخلوق کی دعوت کرنا

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا! اے اللہ میرا جی چاہتا ہیکہ میں تیری ساری مخلوق کی دعوت کروں اللہ تعالی نے فرمایا کہ اے میرے نبی سلیمان یہ تیرے بس کی بات نہیں ہے، عرض کیا کہ میرا جی چاہتا ہے مجھے اجازت عطا فرمائیں، اللہ تعالی نے فرمایا، میں اجازت دیتا ہوں، حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنات کو پکانے پر لگایا نانبائی بھی انکے جن تھے، جس نبی کے نانبائی جن ہوں بتاؤ اس نبی کی حکومت کتنی بڑی ہوگی؟ فرمایا پکانا شروع کرو ایک یا دو ماہ پکانے پر لگے، دسترخوان لگ گیا یہ ان کا معجزہ تھا کھانا پکاتے رہے بغیر فریج میں رکھے اللہ تعالی اس کھانے کو محفوظ فرماتے رہے، حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا، مخلوق کو بھیجئے کھانا لگ گیا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کس کو بھیجوں، سمندر والی کو یا خشکی والی کو؟ سلیمان علیہ السلام نے عرض کیا! اے اللہ سمندر والی کو بھیجیں، خشکی والی تو میرے سامنے ہے مجھے سمندر والی کا علم نہیں ہے پتہ چلا نبی کے پاس علم غیب نہیں ہوتا، حدیث مبارک میں ہے کہ اللہ تعالی نے ایک مچھلی سے کہا کہ جاؤ، میرے سلیمان کی دعوت کھاؤ مچھلی آئی اور ایک لقمے میں سارا نگل گئی پھر منہ کھول دیا

سلیمان علیہ السلام نے عرض کیا! اے اللہ یہ کیا ہے؟ اللہ نے فرمایا میں اسکو روزانہ ایسے تین لقمے دیتا ہوں، سلیمان تیری دعوت تو میری ایک مچھلی کو پوری نہیں ہوئی، بتاؤ اب اسکا پیٹ کون بھرے گا؟ سلیمان علیہ السلام نے کہا اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو تو ہی رزق دے سکتا ہے نبی کے بس کی بات نہیں۔(۱)

نبی کریم ﷺ کا مشرک مہمان کا بستر دھونا

ایک مشرک آپ ﷺ کا مہمان ہوا، رات کو وہ آپ ﷺ کے پاس قیام کیا، رات کو اس کا پیٹ خراب ہوگیا، جس کی وجہ سے بستر پر پاخانے سے خراب ہوگیا، وہ رات کے اندھیرے میں ہی چلدیا، راستے میں یاد آیا کہ اس کی تلوار چھوٹ گئی ہے، لینے کے لئے واپس آیا تو دیکھتا ہے کہ آپ ﷺ وہ بستر اپنے دست مبارک سے صاف کر رہے ہیں، جب اس نے آپ ﷺ کے یہ اخلاق دیکھے تو متاثر ہو کر مسلمان ہوگیا۔ حکم: مذکورہ واقعہ من گھڑت ہے، نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کرکے بیان نہ کیا جائے۔ وجہ: حضرت مولانا طارق امیر خان صاحبؒ لکھتے ہیں: تلاشِ بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیوں کہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام وواقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے، جو معتبر سند سے ثابت ہو۔ واللہ اعلم۔(۲)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سخاوت پر جنت میں ولیمہ کی دعوت

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کے دورِ خلافت میں مدینہ میں قحط پڑا، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا صبح سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ تمھارے لیے رزق کشادہ فرما

(۱) دروس القرآن ج/۱ص/۷۸

(۲) غیر معتبر روایات کا فنی جائزہ ج/۲ص/۳۵۱

دے گا، اگلے دن صبح یہ خبر ملی کہ حضرت عثمانؓ نے ایک ہزار اونٹ گیہوں اور اشیائے خورد و نوش سے لدے ہوئے منگوائے ہیں، دینے کے لیے تاجر حضرت عثمانؓ کے پاس گئے اور دروازہ کھٹکھٹایا، آپؓ گھر سے باہر تشریف لائے، اس حال میں کہ چادر آپؓ کے کاندھوں پر تھی اور اُس کے دونوں سرے مخالف سمت میں کاندھے پر ڈالے ہوئے تھے، آپؓ نے مدینے کے تاجروں سے پوچھا کہ تم لوگ کس لیے آئے ہو؟ انہوں نے کہا ہمیں خبر پہنچی ہے کہ آپ کے پاس ایک ہزار اونٹ غلے کے آئے ہیں، آپ اُنہیں ہمارے ہاتھ فروخت کر دیجیے تاکہ ہم مدینے کے فقراء پر آسانی کریں، آپؓ نے فرمایا، اندر آؤ، وہ لوگ اندر داخل ہوئے تو ایک ہزار تھیلے اندر رکھے ہوئے تھے، آپؓ نے فرمایا اگر میں تمہارے ہاتھ فروخت کروں، تم مجھے کتنا منافع دوگے؟ کہنے لگے دس روپیہ کی چیز بارہ روپئے میں لیں گے، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے مزید نفع چاہئے، تاجروں نے دس روپیہ کی چیز پندرہ روپیہ میں لینے تک راضی رہے، مزید نفع ہم سے مشکل ہے، آپؓ نے فرمایا : اور بڑھاؤ، اُنہوں نے کہا : اِس سے زیادہ کون دے گا، جب کہ ہم مدینے کے تاجر ہیں، آپؓ نے فرمایا اور بڑھاؤ، ہر درہم پر دس درہم تمہارے لیے زیادہ ہیں؟ اُنہوں نے کہا نہیں، پھر آپؓ نے فرمایا اے تاجرو! گواہ ہو جاؤ کہ یہ تمام مال میں نے مدینہ کے فقراء پر صدقہ کر دیا، حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے خواب میں تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیاہی مائل سفید سواری پر تشریف فرما تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلدی میں تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک میں ایک قندیل تھی جس سے روشنی نور کی طرح پھوٹ رہی تھی، نعلین مبارک کے تسموں سے نور پھوٹ رہا تھا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان میری رغبت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب بڑھ رہی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ عثمان کی اُس نیکی کا بدلہ ہے جو اُس نے ایک ہزار اونٹ اللہ کی راہ میں صدقہ کیے اور اللہ تعالیٰ نے اُسے قبول فرمایا اور اُس کا نکاح جنت کی ایک حور سے فرما دیا اور میں

عثمان کی خوشیوں اوران کے ولیمے میں شریک ہونے جارہا ہوں ۔(۱)

حکم ۔مذکورہ واقعہ من گھڑت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف انتساب سے بیان نہ کیا جائے ۔

وجہ روایت کی سند میں ایک راوی ”ابراہیم بن منقوش زبیدی“ تمام حضرات محدثین کے نزدیک ” وضاع و کذاب “ حدیثیں گھڑنے اور جھوٹی روایات بنانے والاہے،اور مذکورہ روایت اس کے علاوہ کسی بھی معتبر سند سے اس روایت کا مفہوم بھی ثابت نہیں ہے ۔

☆ راوی ”ابراہیم بن منقوش“ کے متعلق امام ابن الجوزی ؒ نے امام ازدی ؒ کا قول نقل کیا کہ: ابراہیم بن منقوش حدیثیں یقیناً گھڑتا تھا۔

”ابراهيم بن منقوش يضع الحديث وضعا“

☆ امام ابن الجوزی ؒ ”الموضوعات “میں اور ”الضعفاء والمتروکین “میں لکھتے ہیں کہ یہ شخص میمون بن مہران کے شاگردوں سے روایت نقل کرتا ہے اورحدیث

---

(۱) ”قحط الناس في زمان أبي بكر، فقال أبو بكر :لا تمسون حتى يفرج الله عنكم. فلما كان من الغد جاء البشير إليه قال :قدمت العثمان ألف راحلة برة وطعاما، قال :فغدا التجار على عثمان، فقرعوا عليه الباب، فخرج إليهم و عليه ملاءة قد خالف بين طرفيها على عاتقه، فقال لهم:ما تريدون؟ قالوا :قد بلغنا أنه قدم لك ألف راحلة برا و طعاما، بعنا حتى نوسع به على فقراء المدينة، فقال لهم عثمان:أدخلوا فدخلوا فاذا ألف وقر قد صب في دار عثمان، فقال لهم:كم تربحوني على شرائي من الشام؟ قالوا:العشرة اثني عشرة. قال :زادوني، قالوا :العشرة أربعة عشرة، قال :قد زادوني قالوا :العشرة خمسة عشر، قال:قد زادوني، قالوا:من زادك ونحن تجار المدينة؟ زادني بكل درهم عشرة، عندكم زيادة؟ قالوا:لا، قال:فأشهدكم معشر التجار أنها صدقة على فقراء المدينة. قال عبد الله :فبت ليلتي فإذا أنا برسول الله ﷺ في منامي وهو على برذون أشهب، يستعجل وعليه حلة من نور، وبيده قضيب من نور، وعليه نعلان شراكهما من نور، فقلت له :بأبي أنت وأمي يا رسول الله ﷺ! لقد طال شوقي إليك، فقال علي :إني مبادر لأن عثمان تصدق بألف راحلة، وإن الله تعالى قد قبلها منه، وزوجه بها عروسة في الجنة، و أنا ذاهب إلى عرس عثمان“ النضرة ج/۳/ص/۳۹/الموضوعات ج/۲/ص/۸۶/

گھڑتے رہتا ہے۔

"یروي عن أصحاب میمون بن مهران ، قال الأزدي :یضع الحدیث"

☆ شیخ الاسلام امام ذہبیؒ نے بھی ازدی کے حوالے سے موضوع ہونا کہا ہے۔

"إبراهیم بن منقوش الزبیدي ، روی عن أصحاب میمون بن مهران، قال الأزدي کان یضع الحدیث"۔

☆ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مکمل تحقیق کے بعد اس کے موضوع ہونے کا قرار فرمایا ہے۔

☆ حافظ جلال الدین سیوطیؒ یہ واقعہ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ امام ازدی رحمۃ اللہ علیہ نے ابراہیم کی وجہ سے موضوع کہا ہے۔

"قال الأزدي إبراهیم کان یضع الحدیث"

تنبیہ حضرت عثمانؓ کی سخاوت تاریخ کا وہ باب ہے جسے بھلایا نہیں جاسکتا ہے، مسجدِ نبوی کی توسیع میں، مدینہ کا کنواں خرید کر وقف کرنے میں، جہاد کے موقع پر مجاہدین کے لیے سازوسامان فراہم کرنے میں وغیرہ آپؓ کی سخاوت بے مثال رہی ہے، مگر مذکورہ واقعہ محدثین کے نزدیک ثابت نہیں ہے، اس لیے بیان نہ کیا جائے۔

حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت فاطمہؓ کی دعوت کا قصہ

ایک دن حضرت عثمانؓ نے نبی کریم ﷺ کی دعوت کی جب نبی کریم ﷺ حضرت عثمانؓ کے گھر کی طرف تشریف لے جارہے تھے، تو حضرت عثمان آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے اور آپ کے قدموں کی تعداد گن رہے تھے سرکار دوعالم ﷺ نے جب منہ موڑ کر یہ معاملہ دیکھا تو مسکرا کر پوچھا اے عثمان! کیا کر رہے ہو؟ حضرت عثمانؓ نے جواب

دیا یارسول اللہ ﷺ میں آپ کے قدم گن رہا ہوں تاکہ میں اتنے غلام آزاد کروں دعوت ختم ہونے کے بعد حضرت عثمانؓ نے ایسا ہی کیا اور اتنے ہی غلام آزاد کیئے،حضرت علیؓ اس دعوت سے متاثر ہوئے اور گھر آ کر حضرت فاطمہؓ سے اس دعوت کا ذکر کیا،حضرت فاطمہؓ نے فرمایا: علی !اگر تم چاہتے ہو تو ٹھیک ہے تم رسول اللہ ﷺ کو اور آپ ﷺ کے اصحاب کو بلاؤ اور میں دعوت کیلئے کچھ پکاوں،حضرت علیؓ جانے کے بعد حضرت فاطمہؓ نے وضو کیا اور اللہ کے حضور سر بسجود ہو گئیں اور دعا مانگنے لگیں اے اللہ ! تیری بندی فاطمہ نے تیرے حبیب ﷺ اور ان کے اصحاب کی دعوت کی ہے،تیری بندی کا صرف اور صرف تجھ پر بھروسہ ہے لہٰذا اے میرے خالق و مالک ! آج تو فاطمہ کی لاج رکھ لے اور اس دعوت کیلئے کھانوں کا انتظام غیب سے فرما سیدہ فاطمہؓ نے یہ دعا مانگ کے ہانڈیوں کو چولہے پر رکھ دیا،اللہ کے فضل سے تمام ہانڈیاں رنگ برنگ کے کھانوں سے بھری پڑی تھیں،جب سرکار دو عالم ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف لائے تو حضرت فاطمہؓ نے ہانڈیوں سے ڈھکن اٹھا کر کھانا ڈالنا شروع کر دیا،اصحاب رسول کھانے کی خوشبو سے حیران رہ گئے،جب صحابہؓ نے کھانا کھالیا تو کھانوں کی لذت نے مزید حیراں کر دیا نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کو حیران دیکھ کر فرمایا : حیران ہو رہے ہو،تمھیں معلوم ہے کھانا کہاں سے آیا ہے؟ تمام صحابہؓ نے جواب دیا اللہ اور اسکے رسول بہتر جانتے ہیں،نبی ﷺ نے فرمایا فاطمہؓ نے یہ کھانا تم لوگوں کیلئے جنت سے منگوا کر دعوت کی ہے،اسکے بعد حضرت فاطمہؓ پھر سر بسجود ہو گئیں اور اس طرح دعا مانگنے لگیں اے میرے مالک ! حضرت عثمانؓ نے تیرے محبوب کے ہر ہر قدم کے بدلے ایک غلام آزاد کیا ہے،فاطمہ کے پاس اتنی استطاعت نہیں کہ وہ غلام آزاد کرے،اے میرے رب تو نے پہلے بھی میری لاج رکھی اور جنت سے کھانا بھیج دیا،اب تیرے محبوب ﷺ جتنے قدم چل کر میرے گھر آئے اتنے ہی سرکار دو عالم ﷺ کے امتی جہنم کی آگ سے آزاد

فرما دے، ادھر فاطمہ اس دعا سے فارغ ہوئیں ادھر حضرت جبرئیل علیہ السلام وحی لے کر بارگاہ خیر الانام میں حاضر ہوگئے اور بشارت سنانے لگے ارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالی نے آپ کے ہر قدم کے بدلے ایک ہزار گنہگار امتیوں کو بخش دیا اور جہنم سے آزادی عطا کر دی۔(۱)

مہمانوں کے ساتھ بلاؤں کا گھر سے چلے جانے والی روایت

ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور اپنے شوہر کی شکایت کی کہ وہ بہت زیادہ اپنے دوستوں کو اپنے گھر پر دعوت دیتا رہتا ہے، مہمانوں کی کثرت اور وقت بے وقت ان کی خدمت سے مجھے کافی تھکان ہو جاتی ہے، اور گھر کا خرچ بھی زیادہ ہو جاتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا، وہ عورت واپس چلی گئی، کچھ دیر بعد رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کے شوہر کو بلوایا اور فرمایا ''آج میں تمہارا مہمان ہوں'' وہ صحابیؓ بہت خوش ہوئے اور گھر جا کر اپنی بیوی کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ آج ہمارے مہمان ہیں، اس کی بیوی بھی نبی کریم ﷺ کی آمد پر بے حد خوش ہوئی اور محنت سے ہر اچھی چیز تیار کرنے میں مصروف ہوگئی، آپ ﷺ تشریف لائے، اور اس پر تکلف دعوت کے بعد رسول ﷺ نے ان صحابی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ''اپنی بیوی سے کہنا کہ اس دروازے کو دیکھتی رہے جس سے میں جاؤں گا'' ان کی بیوی نے ایسا ہی کیا، جب آپ ﷺ گھر سے نکلے تو کیا دیکھتی ہے کہ آپ ﷺ کے پیچھے سانپ، بچھو اور بہت سے مہلک و موذی جانور بھی گھر سے باہر نکل رہے ہیں، یہ عجیب منظر دیکھ کر وہ بے ہوش ہوگئی، بعد میں وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''جب تمہارے گھر سے کوئی مہمان دعوت کھا کر جاتا ہے تو اپنے ساتھ ہر طرح کے خطرات، مشکلات، آزمائشیں اور موذی جاندار گھر سے باہر لے جاتا ہے اور یہ اسی وجہ سے ہوتا ہے کہ تم محنت کر کے اس کی خدمت کرتی ہو'' اس کے بعد سے وہ خاتون اپنے شوہر سے ہر

(۱) بحوالہ مروجہ موضوع احادیث کا علمی جائزہ ص ر ۳۳۵

دن کسی مہمان کو لانے کی درخواست کرنے لگی۔(۱)

وجہ۔حدیث کی کسی بھی معتبر یا غیر معتبر کتاب میں مذکورہ واقعہ مذکور نہیں ہے۔

حکم۔مذکورہ واقعہ من گھڑت ہے۔

مہمان نوازی سے متعلق موضوع روایات

❁ جس گھر میں مہمان آتے ہیں اللہ تعالی اس گھر سے محبت کرتا ہے۔

"البيت الذي يكثر فيه الضيوف بيت يحبه الله"

❁ اس گھر سے بہتر کونسا گھر ہوگا جو ہر چھوٹے بڑے کے لئے کھلا رہے، ایسے گھر پر اللہ کی رحمت اور بخششیں نازل ہوتی رہتی ہیں۔

"ما أجمل البيت المفتوح للصغير و الكبير.. بيت تتنزل فيه رحمات وبركات"

❁ ہر وہ گھر جس میں مہمان نہیں آتا اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

"كل بيت لا يدخل فيه الضيف لا تدخله الملائكة"

---

(۱) "ذهبت إمرأة تشتكي عند رسول الله ﷺ من زوجها ، كان زوجها يدعو الناس في بيتها ، ويكرمهم، وكثرة الضيوف سبب لها المشقة والتعب، فخرجت من عند رسول الله ولم تجد الجواب منه، وبعد فترة ذهب رسول الله إلى زوجها، وقال له :إني ضيف في بيتك اليوم، سعد الزوج بالخبر ، وذهب إلى زوجته ، واخبرها أن ضيفا عندنا اليوم وهو:رسول الله ،سعدت الزوجة بالخبر ، وطبخت كل ما لذ وطاب ، وهي راضية ، ومن طيب خاطرها ، وعندما ذهب رسول الله إليهم ، ونال كرمهم، وطيبة ورضى الزوجة، قال للزوج :عندما أخرج من بيتك دع زوجتك تنظر إلى الباب الذي أخرج منه، فنظرت الزوجة إلى رسول الله وهو يخرج من بيتها والدواب والعقارب وكل ضرر يخرج وراء رسول الله، فصعقت الزوجة من شدة الموقف، وتعجبت مما رآت، فقال لها رسول الله :هكذا دائما عندما يخرج الضيوف من بيتكِ يخرج كل البلاء والضرر والدواب من منزلكِ" تنزيه الشريعه ۱/۷ غیر معتبر روایات کافنی جائزہ ج۷/ص ۳۶۰/

❁ حضرت علیؓ کی طرف منسوب قول ہے کہ ”جو شخص مہمان سے محبت کرتا ہے وہ قیامت کے دن ایسا اٹھے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوا ہوگا،لوگ دیکھ کہیں گے یہ کوئی نبی مرسل معلوم ہوتے ہیں،فرشتہ کہے گا،یہ نبی نہیں بل کہ یہ ایسا مومن ہے جومہمان سے محبت اوراس کا اکرام کرتا تھا جس کے بدلے آج اسے سیدھے جنت کا داخلہ نصیب ہورہاہے۔

”ما من مؤمن يحب الضيف إلا ويقوم من قبره ووجهه كالقمر ليلةالبدر، فينظر أهل الجمع فيقولون :ما هذا إلا نبي مرسل! فيقول ملك:هذا مؤمن يحب الضيف ويكرم الضيف، ولا سبيل له إلاأن يدخل الجنة“

❁ مہمان جنت کاراستہ ہے۔

”الضيف دليل الجنة“

❁ مہمان اپنی روزی لیکرآتاہےاورمیزبان کےگناہ لےجاتاہے۔

” الضيف يأتي برزقه ويرتحل بذنوب القوم يمحص عنهم ذنوبهم“

❁ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا”جب اللہ کسی کا بھلا چاہتے ہیں تو اسے نوازتے ہیں “انہوں نے پوچھا: کس انعام سے؟ یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے فرمایا“ مہمان اپنا نصیب لےکرآتاہےاورجاتےہوئےگھروالوں کےگناہ اپنے ساتھ لےجاتاہے۔

”إِذَا أَرَادَ اللهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا أَهْدَى لَهُ هَدِيَّةً . قِيلَ:يَا رَسُولَ اللهِ، وَمَا تِلْكَ الهدِيَّةُ؟ قَالَ ضَيفٍ يَنْزِلُ بِهِ بِرِزْقِهِ، وَيَرْحَلُ

وَقَدْ غُفِرَ لِأَهْلِ الْمَنْزِلِ"(۱)

حکم۔ مذکورہ تمام روایات بھی موضوع ہیں، نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کر کے بیان کرنا جائز نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ روایات کسی کتاب میں مذکور نہیں ہے، علامہ ابن عراق کنانیؒ امام کبیر فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں کہ "حضرات صحابہؓ اور تابعینؒ کے زمانہ خیر کے بعد احادیث نبویہ بعد استقرائے تمام جامع اور مدون کر دی گئیں، اب اس کے بعد اگر کوئی حدیث بیان کی جائے اور وہ نہ محدثین کے سینوں زبانوں پر ملے اور نہ ہی کتب احادیث میں، تو یہ دلیل ہے کہ وہ، حدیث نبوی نہیں ہے"۔

"منها ما ذكره الإمام فخر الدين الرازي :أن يروي الخبر في زمن قد استقرءت فيه الأخبار، ودون قيفتش عنه فلا يوجد في صدور الرجال، ولا في بطون الكتب"

❁ مذکورہ روایات کتب شیعہ میں پائی جاتی ہیں، ملا علی قاریؒ تحریر کرتے ہیں میں کہتا ہوں کہ قواعد کلیہ میں سے ایک قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ احادیث نبویہ، مسائل فقہیہ اور تفسیری اقوال کو صرف مشہور و متداول کتابوں سے ہی نقل کرنا جائز ہے؛ کیوں کہ یہ محفوظ، صحیح اور معتمد ہوتی ہیں، رہا غیر مشہور کتابوں سے نقل کرنا تو اس کا اعتبار اس لیے نہیں کہ ان میں زندیقوں اور ملحدوں کی طرف سے وضع وجعل سازی کا اندیشہ ہے۔

"قلت ومن القواعد المحلية أن نقل الأحاديث النبوية، والمسائل الفقهية ، والتفاسير القرآنية لا يجوز إلا من الكتب المتداولة ؛ لعدم الاعتماد على غيرها من وضع الزنادقة، وإلحاق الملاحدة، بخلاف الكتب المحفوظة، فإن تنها تكون صحيحة متعددة"

(۱) "معرفة الصحابة، أبو نعيم، حدیث نمبر۔ ۱۷۲۳ "المداوی لعلل الجامع الصغیر" للمناوی ج ۱/ص ۳۵۷ جتنے بھی طرق سے مذکورہ روایت نقل کی گئی ہے سب میں یا تو مجہول رواۃ ہیں، یا بعض محدثین نے "منکر" اور "موضوع" قرار دیا ہے خلاصہ یہ ہے کہ مذکورہ فضیلت سنداً ثابت نہیں ہے تفصیل کے لئے دیکھیں الاسلام سوالاً وجواباً سوال نمبر۔ ۲۱۷۸ شیخ صالح المنجد

❁ حضرت علیؓ کی طرف منسوب بات شیعہ کی کتابوں سے لی گئی ہے، کتب احادیث میں محدثین سے منقول نہیں ہے، اس کے باطل ہونے کے لیے اتنی بات کافی ہے۔

”والقول المنسوب إلى عليّ رضي الله عنه مأخوذ مِن كُتب الرافضة

ایک تا دس مسلمانوں کی ضیافت کا ثواب والی حدیث کی تحقیق

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے ایک مسلمان کی مہمان نوازی کی تو اس کا ایسا ثواب ہے جیسے حضرت آدمؑ کی ضیافت کی اور جس نے دو مسلمانوں کی ضیافت کی تو اس کا ایسا ثواب ہے جیسے اس نے حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ کی ضیافت کی، اور جس نے تین مسلمانوں کی ضیافت کی تو اس کا ثواب ایسا ہے جیسے اس نے حضرت جبرئیلؑ اور حضرت میکائیلؑ اور حضرت اسرافیلؑ کی ضیافت کی، اور جس نے چار مسلمانوں کی ضیافت کی تو اس کا ثواب ایسا ہے جیسے اس نے توراۃ، زبور، انجیل، قرآن کی تلاوت کی یعنی کوئی شخص ان چار کتابوں کی تلاوت کرے گا تو جتنا ثواب اس کو ملے گا اتنا ثواب چار مسلمانوں کی ضیافت کرنے پر ملے گا، اور جس نے پانچ مسلمانوں کی ضیافت کی تو اس کا ثواب یہ ہے کہ جب سے اللہ کائنات کو وجود بخشا ہے اس وقت سے لیکر قیامت تک ایک شخص برابر پانچوں نمازیں اپنے وقت پر باجماعت ادا کرتا رہا تو اس کو جو ثواب ملے گا اتنا ثواب یہ پانچ لوگوں کی ضیافت کرنے والے کو ملے گا، اور جس نے چھ مسلمانوں کی ضیافت کی تو اس کا ثواب ایسا ہے جیسے اس نے حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں سے سات غلام آزاد کئے ہوں، اور جس نے سات مسلمانوں کی ضیافت کی تو اللہ تعالیٰ جہنم کے سات دروازے اس پر بند کر دیتے ہیں، اور جس نے آٹھ مسلمانوں کی ضیافت کی تو اللہ اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیتے ہیں جس دروازے سے چاہے جنت میں چلا جائے، اور جس نے نو مسلمانوں کی ضیافت کی تو اس کا ایسا ثواب ہے کہ جب سے اللہ اس کائنات کو وجود بخشا ہے اس وقت سے لیکر قیامت تک کوئی آدمی برابر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا رہا اس کے گناہوں کی جو تعداد ہوگی اس تعداد کے مطابق

نو آدمیوں کی ضیافت کرنے والے شخص کو اللہ تعالیٰ نیکیاں عطا فرمائیں گے، اور جس نے دس مسلمانوں کی ضیافت کی تو اس کا ثواب ایسا ہے جیسے کوئی شخص قیامت تک برابر نمازیں پڑھتا رہا، روزے رکھتا رہا، حج کرتا رہا، عمرے کرتا رہا ہو اس کا جو ثواب ہوگا وہ دس مسلمانوں کی ضیافت کرنے والے کو ملے گا۔(۱) عربی حوالہ حاشیہ میں ملاحظہ ہو(۲)

حکم : یہ حدیث ضعیف ہے۔

---

(۱) مہمان نوازی کے آداب ج / ۳ ص / ۲۳۱۔ ۲۳۴

(۲) جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَاصِمٍ الدِّمَشْقِيُّ عَلَى الأَسْوَدَيْنِ التَّمْرِ وَالماءِ، قَالَ: أَضَافَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّادِقُ، عَلَى الأَسْوَدَيْنِ التَّمْرِ وَالماءِ، قَالَ: أَضَافَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْبَاقِرُ، عَلَى الأَسْوَدَيْنِ التَّمْرِ وَالماءِ، قَالَ: أَضَافَنِي أَبِي عَلِيُّ بْنُ الحسَيْنِ عَلَى الأَسْوَدَيْنِ التَّمْرِ وَالماءِ، قَالَ: أَضَافَنِي أَبِي الحسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، عَلَى الأَسْوَدَيْنِ التَّمْرِ وَالماءِ قَالَ: أَضَافَنِي أَبِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ﷺ، عَلَى الأَسْوَدَيْنِ التَّمْرِ وَالماءِ، قَالَ أَضَافَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الأَسْوَدَيْنِ التَّمْرِ وَالماءِ، قَالَ: مَنْ أَضَافَ مُؤْمِنًا فَكَأَنَّمَا أَضَافَ آدَمَ، وَمَنْ أَضَافَ اثْنَيْنِ فَكَأَنَّمَا أَضَافَ آدَمَ وَحَوَّاءَ، وَمَنْ أَضَافَ ثَلاثَةً فَكَأَنَّمَا أَضَافَ جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ، وَمَنْ أَضَافَ أَرْبَعَةً فَكَأَنَّمَا قَرَأَ التَّوْرَاةَ وَالإِنْجِيلَ وَالزَّبُورَ وَالْفُرْقَانَ، وَمَنْ أَضَافَ خَمْسَةً فَكَأَنَّمَا صَلَّى الصَّلَوَاتِ الخمْسَ فِي الجماعَةِ مِنْ يَوْمِ خَلَقَ اللهُ الخلْقَ، وَمَنْ أَضَافَ سِتَّةً فَكَأَنَّمَا أَعْتَقَ سِتِّينَ رَقَبَةً مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ، وَمَنْ أَضَافَ سَبْعَةً أُغْلِقَتْ عَنْهُ سَبْعَةُ أَبْوَابِ جَهَنَّمَ وَمَنْ أَضَافَ ثَمَانِيَةً فُتِحَتْ لَهُ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابِ الجنَّةِ، وَمَنْ أَضَافَ تِسْعَةً كَتَبَ اللهُ لَهُ حَسَنَاتٍ بِعَدَدِ مَنْ عَصَاهُ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ خَلَقَ اللهُ الخلْقَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ أَضَافَ عَشَرَةً كَتَبَ اللهُ لَهُ أَجْرَ مَنْ صَامَ وَصَلَّى وَحَجَّ وَاعْتَمَرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ". قُلْتُ : كَذَا وَقَعَ عِنْدَ الشَّيْخِ أَبِي بَكْرٍ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الصَّادِقِ، وَهُوَ وَهِمَ سَقَطَ لَهُ مِنْهُ رَجُلانِ، وَصَوَابُهُ بَعْدَ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَاصِمٍ الدِّمَشْقِيُّ عَلَى الأَسْوَدَيْنِ التَّمْرِ وَالماءِ، قَالَ : أَضَافَنَا نَوْفَلُ بْنُ إِهَابٍ عَلَى الأَسْوَدَيْنِ التَّمْرِ وَالماءِ، قَالَ، أَضَافَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَيْمُونٍ الْقَدَّاحُ، عَلَى الأَسْوَدَيْنِ التَّمْرِ وَالماءِ، قَالَ : أَضَافَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَهُوَ حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الصَّادِقِ عَنْ آبَائِهِ رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِمْ، تَفَرَّدَ بِهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَيْمُونٍ الْقَدَّاحُ، وَكَانَ مُتَّهَمًا، يُقَالُ كَانَ يَضَعُ الحدِيثَ لا يُعْلَمُ إِلا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ، وَأَهْلُ الْبَيْتِ قَوْمٌ مَكْذُوبٌ عَلَيْهِمْ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَجمعِينَا لكتاب العجالة في الأحاديث المسلسلة

حدیث مسلسل بالضیافت

اس حدیث کی خاص بات یہ ہے کہ سب سے پہلے خود آپ ﷺ نے کھجور اور زم زم کے پانی سے حضرت علیؓ کی ضیافت فرمائی پھر اس حدیث کے ذریعہ حضرت علیؓ کو ضیافت کا ثواب بیان فرمایا، پھر حضرت علیؓ نے حضرت حسنؓ کی پہلے ضیافت کی پھر بعد میں یہ حدیث سنائی، حضور ﷺ کے زمانہ سے آج تک اسی طرح یہ حدیث منتقل ہوتی چلی آرہی ہے، کہ استاذ یہ حدیث اپنے شاگرد کو پڑھاتا ہے تو پہلے آپ ﷺ کی اتباع میں اس کی ضیافت کرتا ہے کھجور اور پانی سے پھر یہ حدیث سناتا ہے۔(۱) عربی حوالہ حاشیہ میں ملاحظہ ہو(۲)

---

(۱) اصلاحی بیانات (مولانا عبدالرؤف سکھروی) ج/۳ص/۲۳۰

(۲) جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَاصِمٍ الدِّمَشْقِيُّ عَلَى الأَسْوَدَيْنِ التَّمْرِ وَالماءِ، قَالَ: أَضَافَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّادِقُ، عَلَى الأَسْوَدَيْنِ التَّمْرِ وَالماءِ، قَالَ: أَضَافَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْبَاقِرُ، عَلَى الأَسْوَدَيْنِ التَّمْرِ وَالماءِ، قَالَ: أَضَافَنِي أَبِي عَلِيُّ بْنُ الحسَيْنِ عَلَى الأَسْوَدَيْنِ التَّمْرِ وَالماءِ، قَالَ: أَضَافَنِي أَبِي الحسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، عَلَى الأَسْوَدَيْنِ التَّمْرِ وَالماءِ قَالَ: أَضَافَنِي أَبِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ﷺ، عَلَى الأَسْوَدَيْنِ التَّمْرِ وَالماءِ، قَالَ أَضَافَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الأَسْوَدَيْنِ التَّمْرِ وَالماءِ، قَالَ: مَنْ أَضَافَ مُؤْمِنًا فَكَأَنَّمَا أَضَافَ آدَمَ، وَمَنْ أَضَافَ اثْنَيْنِ فَكَأَنَّمَا أَضَافَ آدَمَ وَحَوَّاءَ، وَمَنْ أَضَافَ ثَلاثَةً فَكَأَنَّمَا أَضَافَ جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ، وَمَنْ أَضَافَ أَرْبَعَةً فَكَأَنَّمَا قَرَأَ التَّوْرَاةَ وَالإِنْجِيلَ وَالزَّبُورَ وَالْفُرْقَانَ، وَمَنْ أَضَافَ خَمْسَةً فَكَأَنَّمَا صَلَّى الصَّلَوَاتِ الخمْسَ فِي الجماعَةِ مِنْ يَوْمِ خَلَقَ اللهُ الخلْقَ، وَمَنْ أَضَافَ سِتَّةً فَكَأَنَّمَا أَعْتَقَ سِتِّينَ رَقَبَةً مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ، وَمَنْ أَضَافَ سَبْعَةً أُغْلِقَتْ عَنْهُ سَبْعَةُ أَبْوَابِ جَهَنَّمَ وَمَنْ أَضَافَ ثَمَانِيَةً فُتِحَتْ لَهُ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابِ الجنَّةِ، وَمَنْ أَضَافَ تِسْعَةً كَتَبَ اللهُ لَهُ حَسَنَاتٍ بِعَدَدِ مَنْ عَصَاهُ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ خَلَقَ اللهُ الخلْقَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ أَضَافَ عَشَرَةً كَتَبَ اللهُ لَهُ أَجْرَ مَنْ صَامَ وَصَلَّى وَحَجَّ وَاعْتَمَرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ". قُلْتُ: كَذَا وَقَعَ عِنْدَ الشَّيْخِ أَبِي بَكْرٍ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الصَّادِقِ، وَهُوَ وَهِمَ سَقَطَ لَهُ مِنْهُ رَجُلانِ، وَصَوَابُهُ بَعْدَ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَاصِمٍ الدِّمَشْقِيُّ عَلَى الأَسْوَدَيْنِ التَّمْرِ وَالماءِ، قَالَ: أَضَافَنَا نَوْفَلُ بْنُ إِهَابٍ عَلَى الأَسْوَدَيْنِ التَّمْرِ وَالماءِ، قَالَ، أَضَافَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَيْمُونٍ الْقَدَّاحُ، عَلَى الأَسْوَدَيْنِ التَّمْرِ وَالماءِ، قَالَ: أَضَافَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَهُوَ حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الصَّادِقِ عَنْ آبَائِهِ رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِمْ، تَفَرَّدَ بِهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَيْمُونٍ الْقَدَّاحُ، وَكَانَ مُتَّهَمًا، يُقَالُ كَانَ يَضَعُ الحدِيثَ لا يُعْلَمُ إِلا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ، وَأَهْلُ الْبَيْتِ قَوْمٌ مَكْذُوبٌ عَلَيْهِمْ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَا لكتاب العجالة في الأحاديث المسلسلة

حکم: یہ حدیث موضوع ہے۔

میزبان اور جہنم کے درمیان سات خندقیں

ایک روایت میں یہ آتا ہے کہ اگر کوئی کسی مسلمان کو جو بھوکا ہو، چاہے وہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو اگر اللہ کی رضا کے لئے اس کو پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے تو اللہ تعالیٰ اس مہمان نوازی کے بدلے میں اس پیٹ بھر کر کھانا کھلانے والے کے اور جہنم کے درمیان سات خندقیں حائل کر دیں گے، جس میں ہر خندق کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا جتنا زمین سے لیکر آسمان تک کا فاصلہ، ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کو پیٹ بھر کر کھلانا کھلانے کا یہ ثواب ہے، گویا کہ اللہ تعالیٰ اس کو بالکل ہی جہنم سے باہر اور بہت دور کر دیں گے۔(۱)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۱) مہمان نوازی کے آداب ج/۳ ص/۲۲۹

باب

مروجہ دعوتوں کے اقسام واحکام

مال بھی اللہ رب العزت کی بڑی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے جس کا صحیح استعمال انسان کو اللہ کے قریب کر دیتا ہے اور بے جا یا غلط استعمال شیطان کے قریب، احادیث مبارکہ میں آیا ہے کہ روز قیامت میں پانچ سوالات ہوں گے جس میں دوسوال مال سے متعلق ہیں، آج مسلمانوں میں خوشی وغم کے عنوان پر بہت سی رسومات غیروں سے در آئی ہیں جن میں اکثر کا تعلق شریعت سے نہیں ہے چنانچہ اس باب میں ان دعوتوں کے اقسام واحکام بیان کئے گئے ہیں جو مسلمانوں میں رائج ہیں۔

دعوت کے مختلف اقسام

''مظاہر حق''، میں ضیافت کی قسمیں ''مجمع البحار'' کے حوالے سے آٹھ نقل کی گئی ہیں، مگر اس زمانہ جب معاشرہ کا جائزہ لیا جائے تو دعوتیں صرف آٹھ پر منحصر نہیں ہیں بلکہ ایک طویل فہرست ہے اتنی ہے کہ سال کے اکثر دن دعوتوں میں ہی گذرتے ہیں۔

ولیمہ، خرس، اعذار، وکیرہ، نقیعہ، وضیمہ، عقیقہ، مادبہ

ولیمہ

اس دعوت کو کہتے ہیں جو شادی بیاہ کے موقعہ پر کی جائے۔

خرس

اس دعوت کو کہتے ہیں کہ جو بچہ کی پیدائش کی خوشی میں کی جائے۔

اعذار

اس دعوت کو کہتے ہیں جو ختنہ کی تقریب میں کی جائے۔

وکیرہ

اس دعوت کو کہتے ہیں جو مکان بننے کی خوشی میں کی جائے۔

نقیعہ

اس دعوت کو کہتے ہیں جو مسافر یا لاپتہ شخص کے آنے کی تقریب میں کی جائے۔

وضیمہ

ہر اس دعوت کو کہتے ہیں جو مصیبت و ماتم کے وقت کی جائے۔

عقیقہ

اس دعوت کو کہتے ہیں جو بچہ کا نام رکھنے کی تقرب میں کی جائے۔

مادبہ

ہراس دعوت کو کہتے ہیں جو بلا کسی خاص تقریب کے کی جائے۔(۱)

ختنہ کی دعوت کا حکم

ختنہ کی دعوت کی تین حیثیتیں کی ہیں۔

۱۔اگر محض ایک سنت عمل کے شکرانے کے طور پر کیا جائے بلا کسی رسم بد کے تو جائز ہے۔

۲۔اگراس کو ضروری یا دین کا حصہ سمجھ کر کیا جائے تو بدعت اور ناجائز ہے۔

۳۔اور اگر محض رسم ورواج کے طور پر کیا جائے تب بھی ایسے رسموں سے بچنا چاہیے کہ اسلام میں اس کا ثبوت نہیں۔

بل کہ مسند احمد کی ایک روایت سے اس کی ممانعت ثابت ہوتی ہے، معلوم ہوا کہ یہ آج کل کا رواج نہیں، بلکہ بہت پہلے سے چلا آرہا ہے، اوراس کو ترک کرنا بدعات وغلط رسومات کا راستہ بند کرنا ہے، جو مستحسن ہے، بلکہ مذکورہ بالا دوسری صورت میں اس کا ترک لازم اور ضروری ہو جاتا ہے۔(۲) ''فتاوی عزیزیہ'' میں ہے کہ ختنہ پر دعوت کرنا درست ہے، لیکن اس کو ضروری سمجھنا اور ختنہ نہ کرانا ممنوع وقبیح ہے، اگر ضروری سمجھ لیا جائے تو ختنہ میں لوگوں کی دعوت نہ کرنی چاہیے نہ دعوت میں شرکت کرنی چاہئے۔(۳)

''دعي عثمان بن أبي العاص رضي الله عنه إلى ختان فأبى أن يجيب فقيل له فقال إنا كنا لا نأتي الختان على عهد

---

(۱) مظاہر حق جدید ج/۳ ص/۳۳۸

(۲) فتاوی دارالعلوم دیوبند ج/۱۶ ص/۲۶۴-۲۶۵ احسن الفتاوی ج/۸ ص/۱۵۵

(۳) فتاوی دارالعلوم ج/۱۶ ص/۱۱۷

رسول اللہ ﷺ ولا ندعی له"(۱)

حضرت عمرو بن عاصؓ کو ختنہ کی دعوت دی گئی آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا عہد رسالت میں ختنہ کی دعوت نہیں کی جاتی تھی۔

"لأن الختان سنة للرجال من جملة الفطرة لايمكن تركها" (۲)"لا ينبغی التخلف عن اجابة الدعوة العامه كدعوة العرس والختان و نحوها وان لم ياكل فلا باس"(۳)

ختنہ کے دعوت شرعی حدود میں ہوتو قبول کر لینا درست ہے بلاوجہ انکار نہ کرے،اگر کھانا نہ بھی کھانا ہو حاضر ہو جائے،البتہ غیر شرعی امور ہوں تو قبول کرنا درست نہیں ہے،(۴) پس اگر کسی اہتمام کے بغیر ختنہ کی دعوت کر دی جائے تو مضائقہ نہیں۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے جناب سالم کے ختنہ کے موقعہ پر مینڈھا ذبح کیا تھا،اس پر امام بخاریؒ ترجمہ منعقد فرمایا ہے،(۵) رہ گئی مسند احمد اور طبرانی کی روایت جس میں حضرت عثمان بن ابی العاصؓ یہ فرماتے ہیں کہ "انا کنا لاناتی الختان علی عهد رسول الله ﷺ ولا ندعی "تو

---

(۱) المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر۔ ۸۳۸۲ مسند احمد ج ۴ ص ۲۱۷ فتاوی عثمانی ج ۱ ص ۵۱

(۲) شامی ج ۹ ص ۵۳۳

(۳) عالمگیریہ الباب الثانی عشر فی الہدایا والضیافات ج ۵ ص ۳۴۳

(۴) اگر اس دعوت کو لازمی سمجھا جاتا ہو،باقاعدہ لوگوں کو جمع کیا جاتا ہو اور شرکت نہ کرنے کی صورت میں ناراضگی کی جاتی ہو تو اس کے ناجائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں،افسوس کے مسلمان رسم و رواج کا پابند ہو کر سنت کو چھوڑ رہا ہے،رواج میں مسلمان پیسے خرچ کرے گا لیکن سنت کے ادا کرنے کے لئے اس کے پاس پیسے نہیں ہوں گے،سچ ہے کہ جس قوم میں ایک بدعت ایجاد ہوتی ہے،اللہ پاک وہاں سے اس جیسی ایک سنت کو اٹھا لیتے ہیں،آج معاشرہ رواج کا گہوارہ بنا ہوا ہے۔

(۵) الادب المفرد باب الدعون الی الختان حدیث نمبر۔ ۱۲۴۶ ص ۳۲۱

اس کی سند میں محمد بن اسحاق واقع ہیں، اور وہ اگرچہ ثقہ ہیں، لیکن مدلس بھی ہیں، اور ’’عن‘‘ کے ساتھ یعنی: بغیر تصریح سماع کے روایت کرتے ہیں۔

☆ عہد نبوت اور عہد صحابہؓ میں ختنہ کی دعوت کرنے کا معمول نہیں تھا لیکن اگر اتفاقی طور پر بلا کسی تکلف اور خاص اہتمام کے کچھ خاص عزیزوں او دوستوں کو ختنہ کی دعوت دے دی جائے، تو مضائقہ نہیں، جیسا کہ حضرت سالم بن عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں۔

’’ختنی رایتنا وانا لنجدل به وانا لنجذل به علی الصبیان ان ذبح عنا کبشا‘‘

ختنہ کی دعوت کے منکرات

بعض علاقوں میں ختنہ کی دعوت تقریباً لازمی کرتے ہیں، دعوت میں شرکت نہ کرنے والوں سے سخت ناراض بھی ہوتے ہیں، اور شرکائے دعوت سے پیسے بھی وصول کرتے، ان کے نام بھی لکھتے ہیں، تاکہ بعد ان کے ہاں بھی ختنہ کی دعوت ہوتو ہم بھی ان کو اتنے ہی پیسے دیں، جو دین دار نہیں ہوتے وہ ختنہ سے کچھ دن پہلے بہت تیز آواز میں ایکو ساؤنڈ اسپیکر سے گانے بھی چلانا شروع کر دیتے ہیں اور ختنہ کے دن عورتیں گھر میں گانا چلا کر ڈانس بھی کرواتی ہیں۔

۱۔ اس دعوت کو لازمی سمجھا جاتا ہو، باقاعدہ لوگوں کو جمع کیا جاتا ہو اور شرکت نہ کرنے کی صورت میں ناراضگی رکھی جاتی ہو تو اس کے ناجائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

۲۔ رسم ختنہ کے موقع پر جو پیسے دیے جاتے ہیں وہ بطور ہمدردی کے نہیں دیے جاتے، بلکہ مجبور ہو کر اور ملامت سے بچنے کے لیے دیے جاتے ہیں جب کہ بعض جگہوں پر اسے باقاعدہ لکھ کر محفوظ کیا جاتا ہے اور بعد میں وہ رقم لوٹائی جاتی ہے، اس طرح اس رقم کا حکم قرض کا ہو جاتا ہے کہ اگر بعد میں اس رقم سے زائد دینے والے کو لوٹائی جائے تو وہ سود ہو جاتا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ اس رسم سے بھی اجتناب لازم ہے۔

۳۔گانا بجانا، رقص کرنا اور مخلوط محفل شریعت میں حرام ہیں ، ایسی تقریب جس میں یہ امور ممنوعہ موجود ہوں، شرکت جائز نہیں ۔فقط واللہ اعلم (۱)

ختنہ کی دعوت اور شرکاء سے انعام قبول کرنا؟

ختنہ کے موقع پر اِس طرح کی شاندار دعوت کرنے کا اہتمام نامناسب ہے، اور اِس وقت انعام کا التزام بھی محض ایک رسم ہے، جس کا ایک بڑا مفسدہ یہ ہے کہ آنے والے رشتہ داروں کو چاروناچار رسوائی کے خوف سے کچھ رقم دینی مجبوراً لازم ہوتی ہے، یہ بھی ایک قسم کا دباؤ ہے، اِس طرح کے دباؤ کے تحت کسی سے رقم لینے کی شرعاً اِجازت نہیں ہے۔(۲)

چھٹی کی دعوت

چھٹی کی رسم برصغیر میں ایک رسم ہے، یہ رسم عموماً کسی نومولود بچے کی آمد کے چھٹے دن انجام پاتی ہے، اس رسم میں بچے کے سب سے قریبی اہل وعیال والدین کو کپڑے بناتے ہیں قریبی رشتے داروں کی جانب سے دیا جانے والا روپیہ پیسہ "نیوتا" کہلاتا ہے اس دن نومولود کے والد ضیافت کا اہتمام کرتے ہیں رات کے وقت عورتیں جمع ہوکر گاتی بجاتی ہیں پھر زچہ کو کوٹھڑی سے باہر لاکر تارے دکھا کر گاتی ہیں میٹھے چاول تقسیم کئے جاتے ہیں، بیہودہ گیت گائے جاتے ہیں، یہ رسم خالص ہندوانی ہے۔

چھٹی کی دعوت کے مفاسد

بچے کی پیدائش کے موقعہ پر اہل خانہ اور رشتہ داروں کا بطور خوشی مولود اور اس کے والدین کو کپڑے وغیرہ دینا فی نفسہ مباح ہے، جو کسی موقعہ پر صلہ رحمی اور اقرباپروری کی بناء پر باعث ثواب ہے، لیکن چند مفاسد ہیں جو رسم بد میں پائی جاتی ہیں وہ یہ کہ جہاں لین دین کا

---

(۱) دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن فتوی نمبر۔ ۱۴۳۳۸۰۴۲۰۰۰۲۶

(۲) بہشتی زیور ج ر ۴ ر ص ر ۲۱۷

رواج عام ہوگیا ہو مثلاً

۱۔ لوگوں کا کپڑے وغیرہ اس غرض سے دینا کہ وہ بھی ہمارے یہاں تقریب کے موقعہ پر کپڑے وغیرہ لے کر آئے گا بدلہ چکانا یا بدلہ حاصل کرنا پیش نظر ہو۔

۲۔ شرما حضوری کے طور پر دینا کہ اگر نہ دیں گے تو لوگ کیا کہیں گے؟

۳۔ حیثیت ہو نہ ہو، دینے کو ضروری سمجھنا

۴۔ نہ ملنے یا کم ملنے پر زبان پر شکوہ شکایت جاری ہونا کہ فلاں نے کیا بھیجا؟ فلاں نے کتنا بھیجا؟ فلاں نے کچھ نہیں بھیجا یہ سب حساب کتاب کرتے رہنا

۵۔ دینے اور اسی طرح لینے کے وقت اس وقت کی چھوٹی بڑی رسموں کی رعایت ملحوظ رکھنا، ایسی رسوم قبیحہ کی غیر ضروری پابندیوں پر مشتمل لین دین کی رسم یقیناً واجب الترک ہے، پھر بھی چھوٹے بچوں اور ان کے والدین کے لیے جو کپڑے وغیرہ آجائیں ان میں والدین کو اپنے سلسلے میں اختیار ہے چاہیں تو خود استعمال کریں یا کسی غریب یا امیر رشتہ دار یا اجنبی کو ہدیہ دیدیں لیکن بچوں کے کپڑے وغیرہ غرباء یا دوسرے بچوں کو دینا ان کے لیے جائز نہیں اس لیے کہ بچے خود اس کے مالک ہو گئے والدین مالک نہیں ہیں۔

"قال في الشامي ولا يجوز أن يهب شيئا من مال طفله ولو بعِوَض لأنها تبرع ابتداءً" (۱)

چھٹی کی دعوت میں شرکت کا حکم

یہ خالص ہندوانہ رسم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں عقیقہ سے مقابلہ ہے، یہ رسم چھٹے دن منائی جاتی ہے جب کہ ساتویں دن عقیقہ مشروع ہے، لوگ چھٹی تو کرتے ہیں مگر ساتویں دین عقیقہ نہیں کرتے، نیز قرآن وحدیث سے اسکا کوئی ثبوت نہیں ہے، کسی مسلک میں اس کی گنجائش نہیں ہے۔

---

(۱) الدرمع الرد ج/۸ ص/۵۰۲

۱۔ عورتوں کا گانا بجانا حرام ہے۔
۲۔ زچہ کو تارے دکھانا محض لغویات ہے۔
۳۔ گانے والیوں کو میٹھے چاول کھلانا حرام کام کا بدلہ ہے۔
۴۔ زبردستی کی دعوت سے کوئی مال حلال نہیں ہوجاتا۔

اس دعوت میں شرکت بھی ناجائز ہے، اس صورت میں نرمی ومحبت کے ساتھ رسم پورا کرنے والے رشتہ داروں سے یہ کہہ کر معذرت کردیں کہ اس طرح لینا شرعاً صحیح نہیں ہے، ہم آپ کی محبت کی قدر کرتے ہیں اور جہاں کسی خاص موقعہ پر لین دین رسم ورواج بن گیا ہو وہاں پورے طور پر لین دین سے احتراز کرنا ہی بہتر ہے، اور اپنے شیخ کی ہدایت کے مطابق ہر ممکن طریقے سے کوشش کریں کہ اس موقعہ پر کپڑے اور پیسے لینے سے آپ بچ سکیں۔

لڑکی بالغ ہونے پر دعوت اور اس میں شرکت کا حکم

بعض مسلم گھرانوں میں جب لڑکی بالغ ہوتی ہے، تو بارہ دنوں تک اس کو اپنے ہی مکان میں پردہ کراتے ہیں، اور دعوتی تقریب کرتے ہیں، یہ کس قدر بے حیائی وبے شرمی کی بات ہے، لڑکیوں کے لیے ''بالغ ہوگئی'' کے بجائے ''بڑی ہوگئی، اب اس پر نماز فرض ہوگئی''، کی تعبیر حیاء پر مشتمل معلوم ہوتی ہے، گوکہ لفظ ''بالغہ'' استعمال کرنے میں شرعاً حرج نہیں ہے، لیکن لڑکی کے بالغ ہونے کی اطلاع پورے رشتہ دار ومحلہ میں دعوتی شکل میں کرنا مزاجِ شریعت اور انسانی حیاء کے خلاف ہے، جس سے اجتناب ضروری ہے، اور لڑکی کے بلوغ پر ہی دعوت کا رواج ہے، لڑکے کے بالغ ہونے پر کوئی دعوت وتقریب نہیں کی جاتی شاید یہ اہتمام حیض کے استقبال میں ہورہا ہے، ورنہ تخصیص کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی، ایسی دعوت کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں ہے، ایسی دعوت کے اہتمام اور اس میں شرکت کی اجازت نہیں ہے، بالغ ہونے کی خوشی میں اگر دعوت کرائی جارہی ہے، تو پھر لڑکے کے بالغ ہونے پر خوشی کیوں نہیں ہے کہ اس کے بلوغ کا تو کسی کو پتہ نہ چلے، کسی کو خوشی نہ ہو، اور صرف لڑکی

کے بالغ ہونے پرخوشی منائی جائے ،شرعاًہونایہ چاہیئے کہ اس موقع پرتنہائی میں سمجھ دارخواتین کے ذریعہ لڑکی کواحکامِ خداوندی کے مخاطب اورمکلف ہونے کا احساس دلایاجائے،شرعی پردے کےمزیداہتمام کاپابند بنایاجائے،غیرمحرم رشتہ داروں سے پردہ کی نام بنام تاکید کی جائے،احکام شرع کی اہمیت سمجھائی جائے،کتاب الفتاویٰ میں ہے کہ ’’یہ رسم اوراس مناسبت سے دعوت حیاء کے خلاف ہے،اس طرح کی باتیں بالخصوص عورتوں سے متعلق چھپانے کی ہوتی ہیں،اس لئے اس رسم کوختم کرنا چاہیئے،نہ شرعاًیہ عمل درست ہے اورنہ اخلاقاًیہ مناسب ہے۔(۱)

منگنی کی دعوت

رشتۂ نکاح دیکھنے اورپسند کرنے کے لیےلڑکےاورلڑکی کافوٹوکھینچنایاکھنچواناناجائز ہے اوراس مقصد کے لیےایک دوسرےکوفوٹوبھیجنایامطالبہ کرنابھی نادرست ہے،اوراس غرض سے رشتہ لگانے والےکوفوٹودینے سے بھی بچناچاہیے،منگنی کی تقریب کوضروری سمجھنا بھی جہالت ہے،اوراس تقریب میں یااس کے چند دن بعد لمبی چوڑی دعوت کااہتمام بھی فضول ہے،رشتہ ڈھونڈنے سے لےکرنکاح اورولیمہ ہونےتک تمام غیرشرعی رسومات سے احتراز لازم ہے،رشتہ تلاش کرنے میں فوٹودیکھنےدکھانے کاعمل نہیں ہوناچاہیے،اگررشتہ دیکھا ہوا نہیں ہےتودیکھنے کے لیےلڑکااورلڑکی کے اہل خانہ ایک دوسرے کےگھرجاسکتے ہیں،اور بہتریہی ہے کہ اولیاء کے ذریعہ یہ کام انجام پائے،لیکن لڑکی کونامحرم مردوں کے لیے دیکھنا جائزنہیں،لڑکے کی والدہ بہن بھابھی وغیرہ لڑکی کودیکھ لیں،اورنکاح کے ارادے سے خود لڑکااورلڑکی دونوں ایک دوسرے کوکسی حیلہ بہانے سے ایک نظردیکھ لیں تواس کی بھی گنجائش ہے،اگررشتہ پسند نہ آئےتوفوراًاسی وقت انکارنہ کرے اورنہ عیوب بیان کرے اس سے دل شکنی ہوگی،بعدمیں مناسب طریقے پراطلاع پہنچادے،اوررشتہ پسند آجائےتوبات

---

(۱) کتاب الفتاویٰ ج/۶ص/۱۹۸

طے کر کے سنت اور سادگی کے ساتھ جلد نکاح کرلیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم(۱)

مروجہ منگنی میں کئی گناہوں کا صدور

منگنی کی رسم بھی صدیوں سے ہے، گو شکل مختلف رہی ہو، اسلام میں منگنی کا ثبوت ملتا ہے اللہ تعالیٰ فرمان ہے "ولا جناح علیکم فیما عرضتم بہ من خطبۃ النساء"(۲)

ترجمہ: اور تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم عورتوں کو اشارے کنائے میں نکاح کا پیغام دو، نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو شادی کا پیغام (منگنی) دیا تھا۔(۳)

حضرت عمرؓ نے حضرت حفصہؓ سے نکاح کا پیغام (منگنی) پیش کیا تھا۔(۴) مگر شرعی منگنی اور مروجہ منگنی میں وہی فرق ہے جو سیاہ سفید میں فرق ہے۔

سنجیدہ معاشرہ میں بھی یہ طریقہ ہے کہ رشتہ ڈھونڈنے کے لیے ایک رشتہ لگانے والا ہوتا ہے، وہ شخص لڑکے اور لڑکیوں کی تصویر لا کر بتاتا ہے، جب کسی کو لڑکی کی تلاش ہوتی ہے اور اس کو لڑکی پسند آتی ہے، تو وہ شخص لڑکے والوں کو لڑکی والوں کے پاس لے جاتا ہے ، یہ لوگ لڑکی دیکھتے ہیں، اور دوسری بار وہ لڑکی والے آکر لڑکے کو دیکھتے ہیں، جب بات آگے بڑھتی ہے تو پھر دوبارہ اپنے سارے رشتے داروں کو لے کر آتے ہیں، اور پھر دیکھتے ہیں پھر منگنی اور دعوت ہوتی ہے، لیکن زمانہ حال میں جو رسومات وخرافات محض لڑکی کو دیکھنے کے سلسلہ میں مسلم معاشرہ میں در آئی ہیں، ان کا سرسری جائزہ لیا جائے، تو کئی خرابیاں سامنے آئیں گی، جن میں چند یہ ہیں:

۱۔ بعض لوگوں کا مشغلہ منگنی کے بہانے لوگوں کے گھروں کی دعوتیں سمیٹتے رہنا ہے،

---

(۱) آن لائن دار الافتاء دار العلوم دیوبند 1439/M=6/588-Fatwa:626

(۲) سورہ البقرۃ آیت نمبر۔ ۲۳۵

(۳) صحیح بخاری حدیث نمبر۔ ۴۷۹۳

(۴) صحیح بخاری حدیث نمبر۔ ۴۸۳۰

دعوت کھانا، تحائف حاصل کرنا دھندا بنالیا ہے، شادی کا پیغام محض ایک بہانہ ہوتا ہے۔

۲۔ وقتاً فوقتاً لڑکی یا لڑکے کی تلاش کے بہانے نکلیں گے، دس پندرہ کی فوج ساتھ جائیں گے، ایک بار نہیں بل کہ بار بار زحمت گوارہ کریں گے، جس میں لڑکی والوں کی کافی رقم صرف لڑکی دکھانے کی دعوت میں خرچ ہو جاتی ہے، غریب گھر کی بیٹی یا خوبصورتی سے محروم لڑکی کی شادی اس وقت ایک چیلنج بن گئی ہے، ہزاروں گھروں سے لڑکے والے دیکھنے آتے ہیں، اور جہاں ایک طرف کھا پی کے مزید کنگال بناتے ہیں، وہیں طرح طرح کے عیب نکال کر سماج میں بدنام بھی کرتے ہیں۔

۳۔ مروجہ منگنی کی باقاعدہ تقریب رکھی جاتی ہے، جس میں لڑکا لڑکی اور اُن کے والدین اپنے عزیز واَقارب، دوست واَحباب اور محلّہ والوں کو دعوت دیتے ہیں، منگنی کے دن یہ سب پنڈال یا شادی ہال میں جمع ہوتے ہیں لڑکا ''آدھا دُولھا بن کر'' اپنے قریبی دوستوں اور رشتے داروں کے ساتھ (Stage) پر آکر کرسی پر بیٹھتا ہے، اسی طرح لڑکی بھی مکمل سَج دَھج کے ساتھ ''آدھی دُلہن بن کر'' اپنی سہیلیوں اور بہنوں کے ہمراہ (Stage) پر آکر اپنے منگیتر کے برابر میں بیٹھتی ہے، اور پھر ایک طوفانِ بدتمیزی برپا ہو جاتا ہے۔

۴۔ غیرت وحیا کو بالائے طاق رکھ کر بہت سے دیندار کہلائے جانے بھی ان غیر شَرعی کاموں کے مرتکب ہوتے ہیں، مزید یہ کہ بہت سے لوگوں کی ان کاموں کے غیر شَرعی ہونے کی طرف یا تو توجہ ہی نہیں ہوتی یا پھر وہ دانستہ بے پروائی کا مُظاہَرہ کرتے ہیں، اس موقع پر یا تو پردے کا کوئی اہتمام ہی نہیں کیا جاتا یا پھر برائے نام اہتمام ہوتا ہے۔

۵۔ مُووی (Movie) بنانے والا غیر مرد صرف مَردوں ہی کی نہیں عورتوں اور لڑکیوں کی بھی مُووی بناتا ہے بل کہ نوجوان لڑکیاں انتہائی اِہتمام کے ساتھ وہاں موجود بہت سے غیر مَردوں کے سامنے ننگے سر لبوں پر مسکراہٹ سجائے مختلف زاویوں سے مُووی بنواتی ہیں۔

۶۔ نفسانی خواہشات کو اُبھارنے اور بھڑکانے والے بے ہودہ اشعار پر مشتمل عشقیہ و فسقیہ گانے انتہائی بلند آواز میں چلائے جاتے ہیں، اور اِس کے ذریعے غیر اِرادی طور پر ہی سہی مگر آس پاس کے گھروں میں موجود موسیقی کے شائقین کو موسیقی سننے کے گُناہ میں شریک کیا جاتا ہے۔

۷۔موسیقی کے گُناہ سے بچنے والوں یونہی بڑے بوڑھوں، بیماروں اور ننھے بچّوں کا آرام وسُکون برباد کر کے ان کی ایذاء رسانی کا سامان کیا جاتا ہے،اس کے علاوہ تقریب میں شریک بعض نوجوان لڑکے اور لڑکیاں موسیقی کی دُھن پر ناچتے بھی ہیں، بلکہ اب تو دونوں خاندانوں کے نوجوان لڑکے لڑکیاں دو گروہوں کی صورت میں باقاعدہ ناچنے کا مقابلہ (Dance Competition) کرتے ہیں، جس گروہ کی بے ہودگی پر زیادہ تالیاں اور سیٹیاں بجائی جائیں وہ فاتح قرار پاتا ہے، جولوگ اپنے آپ کو سنجیدہ سمجھتے اور سُلجھا ہوا ظاہر کرتے ہیں وہ بھی موسیقی کی دُھن پر اپنے ہاتھ پاؤں یا انگلیاں ہلاتے، گردنیں مٹکاتے اور جسم تھرکاتے ہوئے نظر آتے ہیں، حتی کہ بوڑھے بھی اس طوفانِ بے حیائی و بدتمیزی میں برابر کے شریک ہوتے ہیں، اور دانت نکال نکال کر ہنس رہے ہوتے ہیں، پھر ان خرافات کا آغاز ہوتا ہے جسے "رَسم" کا نام دیا جاتا ہے مرد وخواتین بلا امتیاز لڑکے اور لڑکی کو اپنے ہاتھ سے مِٹھائی کھلاتے ہیں، اور اِس دوران بھی جو بے تکلّفی برتی جاتی ہے، وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔

۸۔لڑکا اپنی منگیتر کا ہاتھ تھام کر اس کے ماں باپ اور بہن بھائیوں کے سامنے اُسے سونے کی انگوٹھی پہناتا ہے، یونہی لڑکی بھی سونے کی انگوٹھی جو کہ مرد کے لئے حرام ہے، منگیتر کو اپنے ہاتھ سے پہناتی ہے، جسے بالکل معیوب نہیں سمجھا جاتا، حالاں کہ وہ لڑکا اپنی منگیتر کیلئے منگنی سے پہلے بھی اور منگنی کے بعد بھی اجنبی اور غیر مَحرَم ہی ہوتا ہے، لہٰذا ہاتھ پکڑ کر انگوٹھی پہنانا تو دُور کی بات اُسے چھونا بھی سراسر ناجائز ہے، حدیثِ پاک میں ہے تم میں سے کسی

کے سر میں لوہے کی سوئی گھونپ دی جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ ایسی عورت کو چھوئے جو اس کے لئے حلال نہیں۔(۱)

۹۔ نکاح سے پہلے لڑکا اور لڑکی ایک دوسرے کے لئے اجنبی اور غیر مَحرَم ہیں، دونوں کو ایک دوسرے کے جسم کو چھونا ناجائز ہے، لہٰذا لڑکا اور لڑکی ایک دوسرے کو خود انگوٹھی نہیں پہنا سکتے، مگر معاشَرے میں بڑی بیباکی کے ساتھ یہ ناجائز کام ہو رہا ہے اور نہ جانے لڑکی کے والدین اور بھائیوں کی غیرت کہاں چلی جاتی ہے، کہ ایک پرائے اور بیگانے مرد کو اپنی بہن بیٹی کا ہاتھ تھامے دیکھ کر اُن کا چہرہ شرم و غصے سے سُرخ ہونے کے بجائے خُوشی و مَسرَّت سے کِھل اُٹھتا ہے، صرف یہی نہیں بل کہ دونوں خاندانوں کے مرد و عورت، لڑکے اور لڑکیاں تالیاں بجاتے ہیں، سیلفیاں لیتے ہیں، بے تکلّفی سے بات چیت اور ہنسی مذاق کر رہے ہوتے ہیں، پھر لی گئی سیلفیاں اور ویڈیوز واٹس ایپ (WhatsApp)، فیس بک (Facebook) اور ٹیوٹر وغیرہ کے ذریعے شیئر بھی کی جاتی ہیں، اور گروپ میں شامل نجانے کتنے غیر مَحرَم اور اجنبی افراد انہیں دیکھتے ہیں، پھر مُووی (Movie) موسیقی اور بڑے پیمانے پر کثیر مہمانوں کی پُرتکلّف دعوت وغیرہ پر ہونے والے بھاری اور فضول اَخراجات علیحدہ ہیں۔

۱۰۔ اِن خرابیوں اور اَخراجات کی وجہ سے لڑکے اور لڑکی کے والدین کی بسا اوقات جیبیں ایسی خالی ہوتی ہیں کہ وہ کچھ عرصے تک مالی طور پر بچّوں کی شادی کرنے کے قابل ہی نہیں رہتے، رَسْمِ منگنی کے متعلِّق یہ وہ تلخ حقیقتیں اور کڑوی سچائیاں ہیں جو کچھ نہ کچھ تبدیلی اور کمی بیشی کے ساتھ ہر جگہ پائی جارہی ہیں۔

۱۱۔ انگوٹھی پہنانے کی رسم کہ منگنی میں لڑکا اور لڑکی انگھوٹھیاں کا تبادلہ کرتے ہیں، جبکہ یہ غیروں کی نقالی ہے مغربی تہذیب کا اثر ہے، نیز سونے کی انگوٹھی مردوں پہ حرام ہے۔

---

(۱) معجم کبیر ج ۲۰ ص ۲۱۲، حدیث نمبر ۴۸۷

۱۲۔منگنی پہ آڈر کر کے مٹھائیاں تقسیم کرنے کی رسم کی جاتی ہے،کہ لڑکی والے پوریاں لائیں گے تو لڑکے والے لڈو لائیں گے،بنا کہے زبان حال سے اس کا اہتمام ضروری ہوتا ہے۔

۱۳۔ بعض علاقوں میں رسم کے طور پہ پھول مالا پیش کیا جاتا ہے،لڑکی کو پھولوں کی چوٹی ڈالی جاتی ہے،پھول لانے کی ذمہ داری لڑکے والوں کی ہوتی ہے،لڑکی کے بال چھوٹے ہوں،پھولوں کی چوٹی کے لیے ناکافی ہوں تو مصنوعی بال لگائے جاتے ہیں،یہ بھی غیر شرعی ہے۔

۱۴۔ ایک دوسرے کو مہنگے تحائف پیش کئے جاتے ہیں،یہاں تک کہ پیسے نہ ہوں تو اس رسم کی ادائیگی کے لئے قرض لیا جاتا ہے۔

۱۵۔ اسلامی اعتبار سے منگیتر کا ہتھیلی اور اس کا چہرہ دیکھنا جائز ہے،بدن وستر کا کوئی اور حصہ دیکھنا ناجائز ہے،یہ کام کہیں لڑکا انجام دیتا ہے تو کہیں منگنی میں آنے والی خواتین انجام دیتی ہیں۔

۱۶۔ لڑکے کو خلوت کی چھوٹ دی جاتی ہے،تاکہ ایک دوسرے کو اچھی طرح جان لے،یہ حرام کام ہے،شرعاً منگنی کی حیثیت وعدۂ نکاح کی ہے،منگنی ہونے کے بعد بغیر کسی عیب کے قول وقرار سے مکرنا جائز نہیں ہے،ہاں اگر فریقین میں سے کسی پہ کوئی معقول عیب ظاہر ہوجائے تو منگنی ختم کرسکتا ہے،مگر وعدۂ نکاح سے نکاح نہیں ہوجاتا کہ جانبین سے بے تکلفی شروع ہوجائے۔

۱۷۔منگنی کے بعد لڑکی سے رابطہ،فون پہ بات چیت اور اس کے ساتھ ادھر ادھر گھومنا شروع ہوجاتا ہے،جوکہ حرام ہے۔

۱۸۔ بسا اوقات کھلی چھوٹ سے شادی پہ برا اثر پڑتا ہے اور شادی سے پہلے لڑکا اور لڑکی جسمانی تعلق تک قائم کرلیتے ہیں،یہ زناکاری جسے اسلام نے حرام ٹھہرایا ہے۔

۱۹۔ مروجہ منگنی کی دعوت میں جوڑے کی رقم کا لین دین بھی ہوتا ہے، جو بالکل حرام ہے، بعض علاقوں میں کھانے سے فراغت کے بعد دسترخوان پر یا کرسی میں جوڑے کی رقم رکھ کر بڑے احترام سے پیش کیا جاتا ہے، اور لینے والے بڑی شرافت سے قبول کرتے ہیں، فقہاء نے جوڑے کی رقم کو رشوت کے حکم لکھا ہے۔ اگر منگنی کی دعوت میں جوڑے کا لین دین دعوت کا حصہ ہو تو شرکت ناجائز وحرام ہے، اس لئے مروجہ منگنی کی رسم جائز نہیں، البتہ بطور مہمانی کے کھلایا گیا تو حرج نہیں؛ لیکن فی زمانہ یہ ایک رسم بن چکی ہے، اسلئے اس طرح کی دعوت سے احتراز ضروری ہے۔

ان حقائق کو بیان کرنے کا اصل مقصد معلومات میں اضافے کے بجائے ان کے غیر شَرعی ہونے کی طرف توجہ دِلانا اور ان سے بچانا ہے، لہٰذا ہمیں چاہئے کہ خود بھی ان بُرائیوں اور فضول کاموں سے بچیں اور دوسروں کو بھی اَحسن انداز میں بچانے کی کوشش کریں۔

بعض لوگ جو مُعاشَرے میں شریف سمجھے جاتے ہیں اور گھریلو یا خاندانی رکھ رکھاؤ کی وجہ سے منگنی کے بعد اپنے لڑکے یا لڑکی کا منگیتر کے ساتھ گھومنا پھرنا، ہنسی مذاق کرنا یا آزادانہ میل جول رکھنا پسند نہیں کرتے وہ اپنے طور پر ایک مہذب انداز اختیار کرتے ہیں مگر وہ انداز بھی سراسر غلط اور خِلافِ شرع ہے، ہوتا یہ ہے کہ لڑکے کے ماں باپ لڑکی کو تنہا یا اُس کی بہن کے ساتھ اپنے گھر لے جاتے ہیں، گھر پر دعوت وغیرہ کا اِہتمام ہوتا ہے اور پھر لڑکی کو واپس گھر چھوڑنے منگیتر ہی جاتا ہے، راستے میں کسی دُکان پر مَشروبات یا آئسکریم وغیرہ کا اِہتمام ہوتا ہے، غارت ہو اِن فلموں ڈراموں کا کہ جن کی وجہ سے مسلمان اسلامی تہذیب سے دُور ہو کر فرنگی تہذیب کے دِلدادہ ہوئے جارہے ہیں، کہ اگر لڑکی کی بہن ساتھ ہوتی بھی ہے تو وہ اِس دوران تھوڑی دیر کیلئے ڈرامائی انداز میں کار سے باہر نکل جاتی ہے، تاکہ کسی طرح ان دونوں کو تنہائی میں کچھ وقت گزارنے کا موقع مِل جائے، اس طرح کی تنہائی یقیناً بات چیت کے ذریعے باہمی اجنبیت دور کرنے اور ایک دوسرے سے

بے تکلف ہونے کیلئے اختیار کی جاتی ہے، یہ بھی شرعاً دُرست نہیں۔(۱)

منگنی کی دعوت میں شرکت کا حکم

اس موقع پر دونوں خاندانوں کے افراد کے علاوہ اہل محلہ اور ملنے جلنے والوں کی بڑی تعداد کو شرکت کی دعوت دیجاتی ہے، پھر بڑی سی دعوت ہوتی ہے، تحفے تحائف کا تبادلہ ہوتا ہے، دعوت میں عدم شرکت پر شکوہ شکایات بھی ہوتی ہیں لہذا اظہار شکر کے نام پر دعوت ضروری نہیں اس طرح کی دعوتوں کا احادیث سے ثبوت نہیں، یہ رسومات قابل ترک ہیں (۲)

نکاح کی دعوت

بغیر کسی دباؤ اور مطالبہ کے حلال مال سے از خود خوشی سے حسبِ وسعت نکاح کے موقع پر اپنے دوست واحباب کی دعوت کرنا شرعاً جائز ہے، سنت یا مستحب نہیں ہے، البتہ حرام اور ناجائز بھی نہیں ہے، ایک مباح اور جائز درجہ کی چیز ہے، لہذا حسب موقع لڑکے والوں کے ساتھ اپنے کچھ خاص متعلقین کو مدعو کرنے کی گنجائش ہے؛ بشرطیکہ اس کو لازم اور ضروری نہ سمجھا جائے اور اس کو مستقل دعوت مسنونہ کا درجہ نہ دیا جائے، اگر جمع ہونے والے مہمانوں کے لیے کھانا تیار کر لیا جاتا ہے، تو اس کا کھانا جائز ہے (۳) لیکن نکاح کا کھانا مذکورہ لوازمات سے بہت کم خالی ہوتا ہے، چنانچہ مولانا خالد سیف اللہ صاحب مدظلہ لکھتے ہیں ''آج کل عام طور پر لڑکی والے سماجی دباؤ اور رسم ورواج کے تحت کھانے کا نظم کرتے ہیں، اس لیے اس میں شریک نہ ہونا بہتر ہے، تاکہ ایسے رسم ورواج کی حوصلہ شکنی ہو سکے، عہد صحابہؓ میں اسکا عمومی

---

(۱) اسلامی شادی ص ر ۱۴

(۲) دارالافتاء جامعۃ الرشید فتوی نمبر۔ ۶۰۱۱۹

(۳) آپ کے مسائل اور اُن کا حل ج ر ۶ ص ر ۳۱۴ دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

رواج نہیں تھا؛ اسلیے اس کو رواج دینا بھی مناسب نہیں، البتہ اس کی گنجائش ہے۔(۱)

مرتب عرض کرتا ہے کہ نکاح کا کھانا جن ممنوعات سے خالی ہونا شرط ہے جسکے بغیر وہ دعوت حلال نہیں ہوسکتی، موجودہ زمانہ میں ۸۰ رفیصد دعوت ممنوعات پر مشتمل ہوتی ہے، لہٰذا عملاً شرکت خواص کیلئے درست نہیں ہے۔

ولیمہ کی دعوت اوراس کی شرعی حیثیت

ولیمہ اس کھانے کو کہتے ہیں جو نکاح میں کھلایا جاتا ہے یعنی اس کھانے کو ولیمہ اِسی لئے کہتے ہیں کہ وہ اجتماعِ زوجین کی تقریب میں کھلایا جاتا ہے" ردالمختار" میں ہے" ھی طعام العرس" ولیمہ شادی کی دعوت کا نام ہے۔(۲) اکثر علماء کے قول کے مطابق ولیمہ مسنون ہے، جب کہ بعض علماء اسے مستحب کہتے ہیں، اور بعض حضرات کے نزدیک یہ واجب ہے، "فتاوی ہندیہ" میں ہے: دعوت ولیمہ سنت ہے اوراس میں اجر عظیم ہے، اور دعوت ولیمہ یہ ہے کہ جب شوہر اپنی عورت سے زفاف کرے تو شکریہ میں دعوتِ ولیمہ کرے۔ "ووليمة العرس سنة، وفيها مثوبة عظيمة وہی إذا بنى الرجل بامرأته" علامہ شامیؒ فرماتے ہیں: اسمیں کوئی حرج نہیں کہ اس روز دعوت کرے یا دوسرے یا تیسرے روز دعوت کرے، پھر اس کے بعد ولیمہ مسنون نہیں ہے۔

"ولا بأس بأن يدعو يومئذ من الغد وبعد الغد، ثم ينقطع

---

(۱) "ثم دعا بلالا: فقال: يابلال! انى زوجت ابنتى ابن عمى، وانا احب ان يكون من سنة امتى، اطعام الطعام عند النكاح، فات الغنم فخذشاة واربعة امداد، اوخمسة فاجعل لى قصعة لعلى اجمع عليها المهاجرين والانصار"

مصنف عبدالرزاق کتاب النکاح ج ر ۵ ص ر ۴۸۷ ۱۴ المعجم الکبیر للطبرانی ج ر ۲۲ ص ر ۴۱۰ حدیث نمبر۔ ۱۰۲۲

(۲) ردالمحتار،کتاب الحظر والاباحۃ ج ر ۶ ص ر ۳۴۷

العرس والولیمۃ"(۱)

حضرت انسؓ سے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عبد الرحمنؓ بن عوف کے کپڑوں پر زردی کا اثر دیکھا (جو زوجہ سے اختلاط کے باعث بے قصد لگ گیا تھا ورنہ حضرت صحابہ کرامؓ شادی میں اپنے پر زعفران نہ ملتے تھے کہ مرد کے لیے یہ رنگ ممنوع ہے) تو فرمایا یہ کیا ہے؟ عرض کیا میں نے ایک عورت سے گٹھلی بھر سونے پر نکاح کرلیا ہے (۲) فرمایا اللہ تمہیں برکت دے ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری سے ہی ہو۔

"عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى عَلَى عَبْدِ الرَّحْمنِ بْنِ عَوْفٍ أَثَرَ صُفْرَةٍ فَقَالَ مَا هٰذَا؟ قَالَ: إِنِّي تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ"(۲)

ایک حدیث شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ لوگوں نے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ عنہ سے پوچھا کہ کیا بات ہے کہ شادی کے کھانے میں ہم کو جو لذت اور خوشبو ملتی ہے وہ عام کھانوں میں نہیں ملتی؟ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ولیمہ کے کھانے میں خیر و برکت کی دعا فرمائی ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام دعا کی ہے کہ اے اللہ! اس کھانے کو لذیذ اور بابرکت بنا، ولیمہ میں جنت کے کھانے کا مزہ ہوتا ہے (۳)

آپ ﷺ نے ایک حدیث میں ولیمہ کی دعوت کھانے کا حکم فرمایا یعنی اس دعوت

---

(۱) کتاب الکراھیۃ، الباب الثانی عشر فی الھدایا والضیافات ج/۵ ص/۳۴۳

(۲) صحیح بخاری باب الولیمۃ ولو بشاۃ حدیث نمبر۔ ۴۸۷۲

(۳) عن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم، ثم أخرجه عن الشعبي قال: ذكروا عند عمر بن الخطاب طعام العرس فقيل ما بال طعام العرس فيه طعم لا نجده في غيره؟ فقال عمر: دعا فيه النبي صلى الله عليه وسلم بالبركة ودعا إبراهيم خليل الرحمن أن يبارك الله فيه ويطيبه لأن فيه من طعام الجنة كنز العمال حديث نمبر۔ ۴۵۶۲۲ ج/۱۶ ص/۴۹۷

میں شریک ہونے کا حکم فرمایا: "إذا دعي أحدكم إلى الوليمة فليأتها" (۱) ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نکاح میں ولیمہ کی دعوت مسنون ہے، جس رات میاں بیوی کی پہلی خلوَت ہو اس سے اگلے دن حسبِ توفیق دعوت کی جائے، مگر اس میں نمود ونمائش کرنا، قرض لے کر زیرِ بار ہونا، فخر ومباہات، اور اپنی وسعت سے زیادہ خرچ کرنا، مردوں اور عورتوں کا بے محابا اختلاط کا ہونا، کھڑے ہو کر کھانا، ویڈیو فلمیں بنانا، گانے بجانے کا اہتمام کیا جانا، یا اس طرح کی اور بھی بہت سی قباحتیں پائی جاتی ہوں تو ایسی دعوت مسنون نہیں بل کہ شرکت ممنوع ہے، نماز پڑھنا، زکوٰۃ دینا، حج کرنا عبادت ہے اگر کوئی شخص نماز کو گاتا بجاتا ہوا جاوے تو یہ عبادت بھی گناہ بن جاتی ہے۔

ولیمہ اور نکاح کی دعوت مشترکہ طور پر کرنے کا حکم

بعض شہروں میں چند سالوں سے یہ رواج ہے کہ نکاح کے موقع پر لڑکے والے لڑکی والوں سے یہ کہتے ہیں کہ بجائے اس کے کہ آپ نکاح کی دعوت الگ کریں، اور ہم الگ ولیمہ کی دعوت کریں، ایک ہی دعوت ولیمہ کی دھوم دھام سے کریں گے، لہذا کچھ پیسے لڑکی والوں سے لیکر ولیمہ کرتے ہیں، اس کی شریعت میں گنجائش ہے، چنانچہ آن لائن دارالافتاء درالعلوم دیوبند کا فتوی ہے" نکاح کے بعد اسی دن شب زفاف سے پہلے ولیمہ کر سکتے ہیں، سنت ولیمہ ادا ہو جائے گی، البتہ افضل یہ ہے کہ شب زفاف کے بعد ولیمہ کیا جائے، کیوں کہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش کا ولیمہ زفاف سے پہلے فرمایا، پس اس سے نفس سنت کی ادائیگی ثابت ہوئی؛ البتہ اکثر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ولیمہ زفاف کے بعد ہوا جیسے دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے نکاح میں ولیمہ زفاف

---

(۱) صحیح بخاری۔ باب حق اجابۃ الولیمۃ والدعوۃ ص/ ۲۴۔ حدیث نمبر ۵۱۷۳)، مسلم۔ باب زواج زینب بنت جحش ونزول الحجاب ج/ ۲ ص ۱۰۵۲۔ حدیث نمبر ۱۴۲۹

کے بعد ہوا (۱) اور نجاشی شاہ حبشہ نے حضور ﷺ کا نکاح حضرت ام حبیبہؓ سے کیا اور لوگوں کو کھانا کھالیا، اور یہ رخصتی سے پہلے ہوا، پس معلوم ہوا کہ زفاف سے پہلے بھی ولیمہ ہوسکتا ہے، سنت ادا ہوجائے گی۔

"ذكر ابن السبكي أن أباه.........قال :والمنقول من فعل النبي ﷺ أنها بعد الدخول (۲)" وليمة العرس سنة وفيها مثوبة عظيمة، وهي إذا بنى الرجل بامرأته ينبغي أن يدعو الجيران والأقرباء والأصدقاء ويذبح لهم ويصنع لهم طعاما كذا في خزانة المفتين" (۳)

اور اگر لوگ نکاح سادگی کے ساتھ مسجد میں کرلیا کریں، اور شب زفاف کے بعد دوسرے دن لڑکے والے میانہ روی کے ساتھ دعوت ولیمہ کرلیا کریں، تو یہ بہتر ہے کیوں کہ اس صورت میں ولیمہ افضل طریقہ ہوگا اور نکاح کی دعوت کا جو عام رواج ہوتا جارہا ہے، جب کہ وہ مسنون بھی نہیں ہے، وہ بھی آہستہ آہستہ کم ہوجائے گی، لوگوں کو چاہیے کہ شادی بیاہ کے سلسلہ میں سادگی پر آئیں، رسومات وخرافات اور نام ونمود کی تمام شکلوں سے پرہیز کریں، کیوں کہ شادی بیاہ اسلام میں محض دنیوی کام نہیں ہے، بل کہ اس میں عبادت کا پہلو بھی ہے اس لیے حضور ﷺ وصحابہ کرامؓ وغیرہم سے شادی بیاہ کے سلسلہ میں جو سادگی ثابت ہے، امت کو اس پر آنا چاہیے، اسراف، فضول خرچی، پرتکلف دعوت، جہیز اور مختلف رسوماتی لین دین وغیرہ سے سخت پرہیز کرنا چاہیے، اللہ تعالی توفیق عطا فرمائیں (۴)

(۱) فتاوی دارالعلوم دیوبند ۱۶۷ :۷، سوال ۲۱۰ نفائس الفقہ، ۱۵۳ : ۲- ۱۶۰، فتاوی عثمانی مع حاشیہ، ۳۰۲ : ۲، ۳۰۳
(۲) فتح الباری ج ؍۹ ص ؍ ۲۸۷
(۳) الفتاوی الھندیۃ کتاب الکراھیۃ، الباب الثانی عشر فی الھدایا والضیافات ج ؍ ۵ ص ؍ ۳۴۳
(۴) دارالافتاء دارالعلوم دیوبند، فتوی نمبر۔ ۱۶۰۳۰۸

ولیمہ کےعلاوہ دعوتوں کاحکم

ولیمہ کےعلاوہ دیگر دعوتوں کا حکم کے سلسلہ میں علماء کے مابین اختلاف ہے،بعض علماء کی آراء ہےکہ تمام قسم کی دعوتیں مستحب ہے،

علامہ ابن قدامہؒ نےلکھا دیگر ضیافتیں مستحب ہے کیوں کہ اسمیں کھانا کھلانا اور نعمت کااظہار کرنا ہے۔

اسی طرح الشربینی الشافعیؒ نےبھی ان دعوتوں کومستحب لکھا ہے۔

اورمرداوی نےالانصاف میں حنابلہ کے تین قول نقل فرمائے:

اول یہ کہ تمام ضیافتیں مستحب ہیں،دوم یہ کہ مباح وجائز،اسی کو حنابلہ کا صحیح مذہب بتایا سوم یہ کہ ختنہ کی دعوت مکروہ ہے

اور روضۃ الطالبین میں بعض حضرات نے ساری ضیافتوں کے واجب ہونے کا بھی ایک قول امام شافعیؒ کےکلام سےتخریج کیا ہے(۱)

صحیح بات یہ ہےکہ ان سب دعوتوں میں بعض سنت ہے جن کی احادیث مبارکہ سے تائید ہے جیسے مہمان مسافر کی آمد پر ضیافت ،اپنی اولاد کا عقیقہ کا کرنا،سفرسے واپسی پرضیافت حضرت جابرؓ نے نبی ﷺ کی سفرسے واپسی ضیافت فرمائی تھی،اہل میت کی ضیافت کرنا یہ بھی مشروع ہے،مکروہ دعوتیں جیسے ماتم ومصیبت کی دعوت،خود اہل میت کا دوسروں کی دعوت کرنا،اسی طرح ختنہ کی دعوت،ضیافت کی یہ تمام قسمیں مستحب ہیں البتہ ولیمہ کے بارے میں بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ دعوت واجب ہے؛اصح یہ ہےکہ ولیمہ کی دعوت کے علاوہ باقی ضیافتوں کاسنت ہونا منقول نہیں ہے،اس لیے ولیمہ کی دعوت توسنت ہے،اس کےعلاوہ دعوتوں کےسنت ہونےکااعتقاد نہ رکھاجائے،اورنہ کرنے والوں پرطعن وتشنیع نہ ہو، اوران دعوتوں میں کوئی خلاف شرع امورنہ ہوں، بلکہ مہمانوں کے اکرام کےطور پر دعوت

---

(۱) نفائس الفقہ ج/۲ص/۱۳۷

کردی جائے تو مستحب ہے۔(۱)

چھوٹے ولیمہ کی دعوت

بعض علاقوں میں نکاح کے بعد لڑکے اور لڑکی والوں کی طرف سے مشترکہ دعوت ہونے کے بعد لڑکے والے اپنے خاندان کے چند قریبی احباب کو جمع کرکے چھوٹا ولیمہ کے نام سے دعوت کرتے ہیں، دو دن سے زیادہ وقت تک ولیمہ کھلانے کے بارے میں علماء کے مختلف قول ہیں، حضرت امام مالکؒ کے ہاں ایک ہفتہ تک کھلانا مستحب ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولیمہ کے لیے کوئی معین وقت مخصوص نہیں فرمایا کہ وہ وقت واجب یا مستحب ہو، اور صحابہ کرامؓ نے سات دن تک ولیمہ کھایا ہے(۲)

اور علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں فقہائے کرامؒ نے شادی کے ولیمہ کے وقت میں بحث نہیں کی، صحیح یہی ہے کہ یہ رخصتی اور دخول کے بعد ہے، شیخ سبکیؒ کہتے ہیں دخول کے بعد اور دخول سے قبل جائز ہے، علامہ بغویؒ کے بیان کے مطابق ولیمہ کا وقت وسیع ہے(۳)

علماء کے اس طبقہ کے نزدیک زیادہ سے زیادہ دو دن تک کھلایا جاسکتا ہے، اس سے زیادہ وقت تک کھلانا مکروہ ہے، چنانچہ فقہائے کرامؒ فرماتے ہیں کہ اس کی مدت

---

(۱) "قال الحنفية وليمة العرس سنة وفيها مثوبة عظيمة. وقال المالكية وليمة العرس مندوبة، وقيل واجبة. وقال الشافعية وليمة العرس وغيره سنة؛ لثبوتها عنه صلى الله عليه وسلم قولاً وفعلاً، وقال الحنابله الأصل في جميع الدعوات المسماة وغير المسماة أنها جائزة، أي مباحة، لأن الأصل في الأشياء الإباحة ويستثنى من ذلك ثلاثة أنواع وهي وليمة العرس فإنها سنة مؤكدة، وقيل واجبة، والعقيقة فإنها سنة، والمأتم فإنه مكروه وهو اجتماع النساء في الموت وفي المغني خلاف ذلك، قال حكم الدعوة للختان وسائر الدعوات غير الوليمة أنها مستحبة" الموسوعة الفقهية الكويتية ج/ ۲۰ ص/ ۳۳۶

(۲) فتح الباری ج/ ۹ ص/ ۲۴۲

(۳) النجم الوھاج ج/ ۷ ص/ ۳۹۳

اجتماعِ زوجین کے بعد دو دن ہے، اس کے بعد کی دعوت کو دعوتِ ولیمہ نہیں کہا جائے گا؛ کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگلے دن ولیمہ کو حق، دوسرے دن درست، اور تیسرے دن ریا کاری قرار دیا ہے، حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا دونوں کے ساتھ نکاح کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خلوت فرمائی تو احادیث میں صراحت ہے کہ اس کے بعد دوسرے دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولیمہ کی دعوت کی، لہٰذا تین دن کے بعد ولیمہ کی شرعی حیثیت ختم ہو جائے گی، اور وہ ایک عام دعوت ہو جائے گی جسے ''مادبۃ'' کہا جاتا ہے۔

لہٰذا حسب استطاعت اگر تین دن تک کیا جائے تو درست ہے، اس تفصیل سے معلوم ہو گیا کہ شریعت میں ایسی کوئی اصطلاح نہیں ہے، جسے چھوٹا ولیمہ نام دیا گیا ہو، لہٰذا نکاح کے فوری بعد چھوٹا ولیمہ بعد میں بڑا ولیمہ یا پہلے بڑا ولیمہ بعد میں چھوٹا ولیمہ یا نکاح ولیمہ ایک ساتھ کرنے کے بعد دلہا اپنے رشتہ داروں میں چھوٹا ولیمہ تین دن کے اندر کرے تو گنجائش ہے اس کے بعد مکروہ ہے، اور جو دعوت مکروہ ہے اس میں شرکت بھی مکروہ ہے، البتہ عمومی دعوت کی بھی اجازت ہے جسے ''مادبۃ'' کہتے ہیں۔

لڑکی والوں کی طرف سے ولیمہ کی دعوت کا حکم

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ولیمہ لڑکی کی طرف سے بھی سنت ہے، اور تائید میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا و فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی دعوت پیش کرتے ہیں، چنانچہ حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ ''زرقانی'' کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ایجاب و قبول کے بعد ایک گائے ذبح کی اور لوگوں کی بھی دعوت کی گئی (۱) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے وقت ایک بکرا ذبح کر کے مہاجرین و انصار کو دعوت دی تھی (۲) جبکہ نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ دعوتِ ولیمہ صرف لڑکے کی طرف سے سنت ہے، رہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

---

(۱) سیرۃ المصطفیٰ ج ر ۳ ص ر ۲۰۰

(۲) مصنف ابن ابی شیبہ ج ر ۵ ص ر ۸۹۔ ۴۸۶،

حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ اور حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کے نکاح کی دعوت سے صرف ایسے موقع پر لڑکی والوں کی طرف سے ضیافت کا ثبوت ملتا ہے، وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ اس میں کوئی جبر واکراہ نہ ہو، نیز حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کے نکاح کی روایت پر محدثین نے کلام بھی کیا ہے جس سے سنیت کا ثبوت درست نہیں ہے، آن لائن دارالافتاء درالعلوم دیوبند میں ہے کہ ”لڑکی والوں کی دعوت کا کھانا یہ بھی مباح اور جائز ہے، اگرچہ مسنون نہیں ہے، حضرت شاہ اسحاق صاحب دہلویؒ نے اپنی کتاب اربعین میں ایک حدیث لکھی ہے کہ جب ام حبیبہؓ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح ہوا تو نجاشی بادشاہ نے لوگوں کو روکا کہ انبیاءؑ کی یہ سنت چلی آرہی ہے کہ وہ نکاح کے بعد کچھ کھلاتے بھی ہیں، لہٰذا نجاشی نے اپنی طرف سے لوگوں کو کچھ کھلایا پلایا، اس سے نکاح کے کھانے کا جواز ہی ثابت ہوتا ہے، البتہ لڑکی کے یہاں کے کھانے کو لازم وضروری قرار دینا جو دعوت نہ دے اسے طعن وتشنیع کرنا جائز نہیں، نیز یہ کھانا حق ضیافت کے طور پر جائز اور مباح کے درجہ میں ہے، ولیمہ کی طرح سنت نہیں ہے۔(۱) واللہ تعالیٰ اعلم

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کا فتوی ہے کہ ”نکاح کے موقع پر لڑکی والوں کی طرف سے کھانے کا انتظام کرنا ولیمہ کی طرح سنت نہیں ہے، ہاں اگر کوئی نمود ونمائش سے بچتے ہوئے، کسی قسم کے زبردستی اور خاندانی دباؤ کے بغیر اپنی خوشی ورضا سے اپنے اعزاء اور مہمانوں کی دعوت کرے تو یہ مہمانوں کا اکرام ہے، اور اس طرح کی دعوت کا کھانا کھانا بارات والوں کے لیے جائز ہے، اور اگر لڑکی والے خوشی سے نہ کھلائیں تو زبردستی کرکے کھانا جائز نہیں ہوگا۔

”عن نافع، قال: سمعت عبد الله بن عمر رضي الله عنه، يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أجيبوا هذه الدعوة إذا دعيتم لها قال وكان عبد الله بن عمر يأتي الدعوة في العرس، وغير

---

(۱) دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند

العرس، ویأتیھا وھو صائم"(۱)

ترجمہ۔آپ ﷺ نے فرمایا دعوت ولیمہ قبول کرو حضرت ابن عمرؓ دعوت ولیمہ وغیرہ میں روزہ کی حالت میں بھی شریک ہوتے تھے۔

فتاوی محمودیہ میں ہے جو لوگ لڑکی والے کے مکان پر مہمان آتے ہیں اور ان کا مقصود شادی میں شرکت کرنا ہے اور ان کو بلایا بھی گیا ہے تو آخر وہ کھانا کہاں جا کر کھائیں گے!اور اپنے مہمان کو کھلانا تو شریعت کا حکم ہے، اور حضرت نبی اکرم ﷺ نے تاکید فرمائی ہے۔فقط واللہ اعلم۔(۲)

جمعگی کی دعوت

شادی کے بعد زوجین کو ہر جمعہ یا موقع کی مناسبت سے ہفتہ کے کسی بھی دن دولہن کے گھر یا دولہن کے کسی بھی رشتہ دار کے گھر پانچ جمعوں تک دعوت کا سلسلہ جاری رہتا ہے، جس میں دولہا دولہن کو جوڑے بنائے جاتے ہیں، دعوت کرنا اچھی بات ہے مگر اسے رسم کے طور پر ادا کرنا خلاف شرع عمل ہے، بالعموم جن خاندانوں میں یہ عمل ہے وہ محبت سے خالی رسومات کے دباؤ میں ہی کرتے ہیں، اس لئے یہ عمل قابل ترک اور بدعت ہے بعض خاندانوں میں شادی کے بعد نئے جوڑے کو ہدایا دینے اور دعوت کرنے کا مستقل رواج ہے، اگر نہ کیا جائے تو زندگی بھر طعنے اور شکایتیں رہتی ہیں کہ ہمیں دعوت نہیں دی گئی ہمیں کپڑے نہیں دئے گئے، ظاہر ہے اس طرح کی دعوت سنت نہیں ہوگی اور نہ اس طرح کے طعنوں کی گنجائش ہوگی۔

---

(۱) صحیح مسلم ج رص ر ۱۰۵۳ حدیث نمبر۔۱۴۳۰ کتاب الحج، باب زواج زینب بنت جحش

(۲) فتاوی محمودیہ باب العروس والولیمہ ج ر ۲ ص ر ۱۴۲

دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، فتوی نمبر ۱۴۴۰۰۱۲۰۰۶۲۴

گود بھرائی کی دعوت

معاشرے میں جہاں خاندان کی عزت اور سماج کی قدروں کے نام پر عورت کو طرح طرح کی پابندیوں اور بندشوں کا سامنا ہے، وہیں رسم و رواج کی آڑ میں بھی اس کی توہین اور تذلیل کی جاتی ہے، ستم ظریفی تو یہ ہے کہ ایسی رسموں کے نام پر عورت کے جذبات، ارمانوں اور وقار کو ملیا میٹ کرنے والے بھی اس کے اپنے ہی ہوتے ہیں، خاص طور پر شادی بیاہ، بچے کی ولادت اور ایسے دیگر مواقع پر بعض رسمیں نہایت تکلیف دہ اور شرمناک ثابت ہوتی ہیں، اور ان تکلفات سے بوجھل اور بداخلاقی کا نمونہ رسموں کا بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اہتمام کیا جاتا ہے، گود بھرائی بھی ایک ایسی ہی رسم ہے، گود بھرائی کے پس پردہ سماج میں دورانِ حمل کسی شادی شدہ عورت کو تہنیت پیش کی جاتی ہے، اس تقریب میں نومولود بچے کا خاندان میں خیر مقدم کرنے کے ساتھ ساتھ حاملہ ماں کو ماں بننے کی ڈھیروں خوشیوں کی برکت کا اظہار کیا جاتا ہے۔

گود بھرائی کا مطلب

گود بھرائی کا مطلب گود کو افراط بخشنا ہے، بنگال میں اسے ''شاد'' کے نام سے، کیرلا میں ''سیمنتھام'' اور تمل ناڈو میں ''ولکپو'' کے نام سے منایا جاتا ہے، یہ تقریب مغربی دنیا میں رائج ہے، جہاں اسے عام طور سے ''بے بی شوَر'' کہا جاتا ہے، یہ تقریب برصغیر کے مسلمانوں میں بھی رائج ہوگئی ہے، ملک کے مختلف حصوں میں گود بھرائی کے مواقع پر نبھائے جانے والے ریتی رواج الگ الگ ہوسکتے ہیں، تاہم ان سب کا خلاصہ ایک ہی ہے کہ جب حاملہ کو ۷ رمہینے گذر جائیں گے تو اس کو باقاعدہ مہندی لگوائی جاتی ہے، نومولود بچے کو دعائیں دینا اور حاملہ ماں کو بھی دعائیں اور تحائف دینا، کچھ گھروں میں، اہل خانہ کی بڑی بزرگ خواتین کی جانب سے خصوصی تیلوں کے ساتھ حاملہ ماں کو تہنیت پیش کی جاتی ہے، پھر وہ ایک خاص

ساڑی پہن کر تیار ہوتی ہے اور اسے پھولوں سے سجایا جاتا ہے، روایتی روپ سے، گود بھرائی کی رسم میں صرف خواتین کا پروگرام ہوتا ہے، تقریب میں موجود ہونے والی ماں کو زیورات سے سجایا جاتا ہے اور چوڑیاں پہنائی جاتی ہیں، تحائف، پھلوں و مٹھائیوں سے گود بھری جاتی ہے، حاملہ ماں کے لیے خاص سبزیوں کی دعوت بھی ہوتی ہے، گود بھرائی کی رسم میں ہونے والی ماں کے لئے سات قسم کے پھل کے علاوہ مٹھائیوں کے تبادلے کی روایت دہرائی جاتی ہے اور دولہے کے گھر والوں کے لئے دُلہن والے دعوت کرتے ہیں اہتمام کرتا ہے، جس میں طرفین کے قریبی رشتے دار مدعو کئے جاتے ہیں ماں کا صدقہ دیا جاتا ہے، گود بھرائی کے دوران عام طور پر ناچ گانا اور چھیڑ چھاڑ، نیز مذاق کرنا وغیرہ بھی ہوتا ہے، اس میں کچھ کھیل بھی شامل ہو سکتے ہیں، جیسے حاملہ ماں کے پیٹ کی ہیئت دیکھ کر یہ اندازہ لگانا کہ مولود ہونے والا طفل لڑکا ہوگا یا لڑکی یا پھر بچے کے لیے ناموں کی فہرست بنانا وغیرہ (۱)

گود بھرائی کی ایک قسم

گود بھرائی ہی کی ایک اور قسم وہ ہے جو سسرال میں قدم رکھتے ہی انجام پاتی ہے، اکثر خاندانوں میں اس کا رواج ہے، پہلے روز دیگر رسموں کے درمیان نئی نویلی دُلہن کی گود میں چھوٹا بچہ ڈالا جاتا ہے، اور اس سے یہ شگون لیا جاتا ہے کہ دُلہن کی پہلی اولاد بیٹا ہوگا، بیٹا ہو یا بیٹی، اولاد تو خدا کی طرف سے نکاح میں بندھنے والے جوڑے کے لیے تحفہ ہے، خالق جسے چاہتا ہے بیٹا دیتا ہے، جسے چاہتا ہے بیٹی دیتا ہے، اور وہ چاہے تو بے اولاد ہی رکھے، ایسی کسی رسم کی نہ تو دین میں اجازت ہے اور نہ ہی اس کی کوئی سائنسی توجیہ پیش کی جاسکتی ہے، ایسی رسم کا اہتمام کر کے ہم بہ حیثیت پہلی اولاد بیٹی جیسی رحمت کو قبول کرنے سے انکار کر دیتے ہیں، دوسری جانب یہ عمل صنفی امتیاز کی بنیاد رکھتا ہے، ہم پہلے دن سے ہی یہ چاہتے ہیں اور بہو کے دماغ میں بھی یہی بات بٹھا دیتے ہیں کہ وہ وارث ہی پیدا کرے گی، کیا یہ سوچ جو

(۱) آزاد ویکی پیڈیا

اس کے دماغ کے لیے ذہنی تناؤ کا باعث نہیں بنے گی؟ اگر وہ اپنے شوہر کو بیٹا اور اس کے والدین کو پوتا نہ دے سکی تو کیا یہ اس کا جرم بن جائے گا؟ کیا لڑکا پیدا کرنا عورت کے اختیار میں ہے یا ایسی رسموں اور تقاریب کے اہتمام سے یہ ممکن ہو جاتا ہے۔

گود بھرائی کی دعوت میں شرکت کا حکم

گود بھرائی کی رسم سراسر ہندوانہ رسم ہے، کسی بھی مسلمان کے لئے ایسی رسم کا ارتکاب ہرگز جائز نہیں ہے، خواہ کوئی راضی ہو یا ناراض۔(۱) لہذا اس رسم کی دعوت کرنا یا دعوت میں شرکت کرنا دونوں ناجائز ہے۔(۲) اگر کسی جوڑے کے ہاں پیدائش کی خوشی ہی منانا ہے تو مسنون طریقے سے منائی جا سکتی ہے کہ ایسی خوشی کی خبر ملنے پر دعا، صلوۃ الشکر اور صدقہ کا اہتمام کیا جا سکتا ہے۔

برائیڈل شاور کا حکم (BRIDAL SHAWAR)

اسلامی معاشرت میں نکاح جس قدر سادہ تقریب تھی، امتدادِ زمانہ کے ساتھ اسی قدر تکلفات سے بوجھل اور بداخلاقی کا گہوارہ بنتی چلی جا رہی ہے، اسلام میں نکاح کے معاملہ میں نہ کسی قسم کی پیچیدگی ہے اور نہ ہی نمود و نمائش، کیا ہی عمدہ احکامات اور تعلیمات ہیں، لیکن ہم نے اپنی جہالت، جذبہ نمائش دولت اور رسوم و رواج کی پرستش کے باعث اس کی شکل بگاڑ دی ہے، جس کی بنا پر اب نکاح "بوجھ" بن چکا ہے، نبی کریم ﷺ نے اس نکاح کو سب سے بابرکت قرار دیا ہے جس میں خرچہ سب سے کم ہو۔(۳) شادی بیاہ کی رسومات کی فہرست پہلے ہی بہت طویل تھی، اس میں ایک نیا اضافہ "برائیڈل شاور" نامی تقریب کا ہے، اس موقع

---

(۱) بہشتی زیور ص/۶۔۸ کفایت المفتی قدیم ج/۹ ص/۶۳ کتاب النوازل ج/۱ ص/۵۵۰

(۲) من تشبہ بقوم فھو منھم سنن ابوداؤد حدیث نمبر۔ ۴۰۳۱

(۳) مشکاۃ المصابیح کتاب النکاح الفصل الثالث ص/۲۶۶

پر دور دراز مقیم عزیزوں اور دوست واحباب کے خطوط پڑھ کر سنائے جاتے آج کل ویڈیو لنک اوراسکائپ کی مدد سے دور بیٹھے عزیز واقارب سے رابطہ کیا جاتا ہے، دلہن کی سہیلیاں اور کزنز دلہن کے لئے تحائف لاتی ہیں، اس موقع پر پُرتکلف چائے کی دعوت کی جاتی ہے، مختلف لوازمات جن میں ہائی ٹی کا مینیو (HAI T KA MINUE) شامل ہوتے ہیں، اسے مہمانوں کو پیش کئے جاتا ہے، اس موقع پر دلہن کا پروفیشنل انداز سے میک اپ کرایا جاتا ہے، چونکہ یہ تقریب 'مایوں' سے قبل ادا کی جاتی ہے، اس لئے بھی بھرپور انداز سے تیاری کے بعد دلہن مہمانوں کو خوش آمدید کہتی ہے، شرکاء میں سے نوجوان بچیاں بھی مغربی لباس زیب تن کرتی ہیں، اور رقص وسرور بھی اس محفل کا حصہ ہوتی ہیں، عجب بات ہے کہ اس غیر رسمی تقریب میں گھر کے مرد شرکت نہیں کرتے ہیں، یورپ میں یہ تقریب اس لئے بھی منائی جاتی تھی کہ دور دراز کے لوگ اس موقع پر دلہن سے ملاقات کرلیں، اور تحائفو ہدایہ دے دیں، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن میں ہے کہ "یہ رسم مغربی معاشرہ سے درآمد شدہ ہے، جس کا اہتمام غیروں کی مشابہت اور نقالی کے ساتھ ساتھ شادی کے آسان اور سستے عمل کو مزید مشکل اور مہنگا کرنے کا باعث بن رہا ہے، لہٰذا اس قسم کی تقریبات ترک کرنے اور اس کی سخت حوصلہ شکنی کی ضرورت ہے۔(۱)

سالگرہ کی تاریخ

دنیا میں سب سے پہلے سالگرہ کا آغاز جرمن میں ہوا، پندرھویں صدی کے درمیان میں جرمن کے لوگ اپنے بچوں کی سالگرہ کیک کاٹ کر منایا کرتے تھے، اور اسکو 'کنڈرفیسٹ' کا نام دیا گیا تھا، وہ کیک روٹی نما ہوتے تھے، جوں جوں زمانہ گذرا اس میں شیرینی چیزوں کا اضافہ ہونے لگا، اسکے بعد یہ کیک مختلف شکلوں اور ڈیزائنوں میں تبدیل ہونے لگا، پھر اسے پھولوں میں سجایا جاتا، قیمتی داموں میں اسکو فروخت کرتے، اٹھارویں صدی میں اسکے

(۱) دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن فتوی نمبر ۱۴۳۸۰۳۲۰۰۰۰۶

سانچے کے برتن بازاروں میں فروخت ہونے لگے، جسکی وجہ سے اسکی قیمت سستی ہونے لگی، اور اسکو لوگ با آسانی خریدنا شروع کئے، کیک پر موم بتی لگانے کی روایت یونانیوں سے چلی، اہل یونان گول کیک بنا کر اس پر موم بتی لگایا کرتے تھے، اور وہ ایسا اپنی چاند کی دیوی کے احترام میں کیا کرتے تھے، رفتہ رفتہ یہ عمل خواہش کے نام پر شروع ہوا، اور آج عادت نہیں بلکہ لت بن گیا ہے۔(۱)

منکرات سالگرہ

سالگرہ منانے کا شرعاً کوئی ثبوت نہیں، بلکہ اغیار کی ایجاد کردہ اور انہیں فروغ دی ہوئی ایک رسم بد ہے، جس میں طرح طرح کے خرافات ورسومات شامل ہے، مثلاً مخصوص لباس پہنا جاتا ہے، موم بتیاں جلائی جاتی ہے، اور کیک کاٹا جاتا ہے، موسیقی اور مرد وزن کا اختلاط محفلیں ہوتی ہیں، تصویرکشی ہوتی ہے، نام ونمود کا جذبہ ہوتا ہے۔(۲)

سالگرہ کی دعوت کا حکم

اسلام میں اِس قسم کے رواج کا کوئی ثبوت نہیں ہے، خیر القرون میں کسی صحابی، تابعی، تبع تابعین یا ائمۂ اربعہؒ میں سے کسی سے مروجہ طریقہ پر سالگرہ منانا ثابت نہیں، نبی ﷺ کی اور آپ ﷺ کی اولاد کی ولادت بھی ہوئی اور شادیاں بھی، لیکن یہ بات کہیں بھی ثابت نہیں کہ آپ نے اپنایا اپنی اولاد کا سالگرہ منایا ہو یا کسی صحابیؓ کو حکم دیا ہو، یہ رسم بد انگریزوں کی ایجاد کردہ ہے، ان کی دیکھا دیکھی کچھ مسلمانوں میں بھی یہ رسم سرایت کرچکی ہے، اس لئے اس کو ضروری سمجھنا، ایسی دعوت میں شرکت کرنا اور تحفے تحائف دینا فضول ہے، شریعتِ مقدسہ

---

(۱) خصوصی رپورٹ جنگ ۷/۱۰/۲۰۱۹

(۲) دارالافتاء جامعہ اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاون، ۱۴۳۹۰۹۱۱۷۴

میں اس کی قطعاً اجازت نہیں (۱) کیک کاٹنا، سالگرہ کی مبارک بادی دینا، سالگرہ کی دعوت میں شرکت وغیرہ، غیر قوموں کا طریقہ ہے، نہ کہ اہل ایمان کا، اس قسم کے موقعہ پر مبارکباد دینا غیر درست ہے۔ ''وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْه'' اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ: جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہے ''مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ'' (۲) لہذا سالگرہ کی دعوت کرنا بھی جائز نہیں اور قبول کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ اور ایسی دعوت میں شرکت کرنا اور تحفے تحائف دینا فضول ہے شریعتِ مقدسہ میں اس کی قطعاً اجازت نہیں۔ (۳)

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں:

''یومِ میلاد منانا جس کو 'برتھ ڈے' کہتے ہیں نہ کتاب وسنت سے ثابت ہے، نہ صحابہ کرامؓ اور سلفِ صالحینؒ کے عمل سے۔ شریعت نے بچوں کی پیدائش پر ساتویں دن عقیقہ رکھا ہے، جو مسنون ہے اور جس کا مقصد نسب کا پوری طرح اظہار اور خوشی کے اس موقع پر اپنے اعزہ واحباب اور غرباء کو شریک کرنا ہے۔ برتھ ڈے کا رواج اصل میں مغربی تہذیب کی بر آمدات میں سے ہے، جو حضرت مسیح علیہ السلام کا یومِ پیدائش بھی مناتے ہیں۔ آپ ﷺ نے دوسری قوموں کی مذہبی اور تہذیبی مماثلت اختیار کرنے کو ناپسند فرمایا ہے اس لیے جائز نہیں۔ مسلمانوں کو ایسے غیر دینی اعمال سے بچنا چاہیے۔ (۴)

نیز ایسی تقریبات میں شریک ہوتے وقت یہ اصول یاد رکھنا چاہیے کہ فضول چیزوں میں شرکت بھی فضول ہے، جب سالگرہ کی خوشی ہی بے معنی ہے کہ انسان کی عمر حقیقتاً اس دنیا میں بڑھتی نہیں بلکہ گھٹتی ہے اس میں شرکت بھی معنیٰ ہے۔ اگر کوئی ان تقریبات میں

(۱) فتاویٰ حقانیہ ج/۲ ص/۷۵-۷۴

(۲) سنن ابی داود: حدیث نمبر: ۴۰۳۱ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

(۳) فتاویٰ حقانیہ ج/۲ ص/۷۵-۷۴

(۴) جدید فقہی مسائل ج/۱ ص/۳۱۰

شرکت نہ کرے اور وہ خود جس کی سالگرہ ہو، وہ آکر کیک وغیرہ لا کر دے تو ان کے کھانے کے متعلق حکم یہ ہوگا کہ اگر اس فضول رسم میں شرکت مطلوب ہو تو کھالیا جائے ورنہ انکار کر دیا جائے، ایسے موقعوں پر جنھیں انکار کرنا عجیب لگتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ دل و دماغ میں انگریزیت رچ بس گئی ہے، ایسے موقعوں کو خصوصی اہمیت دیتے ہوئے تحفے تحائف لینا دینا بھی درست نہیں۔ (۱)

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کا فتوی ہے کہ" یوم پیدائش (سالگرہ) منانے کا شرعاً کوئی ثبوت نہیں ہے، بلکہ یہ موجودہ زمانہ میں اغیار کی طرف سے آئی ہوئی ایک رسم ہے، جس میں عموماً طرح طرح کی خرافات شامل ہوتی ہیں، مثلاً مخصوص لباس پہنا جاتا ہے، موم بتیاں لگا کر کیک کاٹا جاتا ہے، موسیقی اور مرد وزن کی مخلوط محفلیں ہوتی ہیں، تصویر کشی ہوتی اور پھر ان میں غیر اقوام کی نقالی بھی ہوتی ہے، اور یہ سب امور ناجائز ہیں، لہذا مروجہ طریقہ پر سال گرہ منانا شرعاً جائز نہیں ہے۔

ہاں اگر اس طرح کوئی خرافات نہ ہوں اور نہ ہی کفار کی مشابہت مقصود ہو، بلکہ گھر والے اس مقصد کے لیے اس دن کو یاد رکھیں کہ رب کے حضور اس بات کا شکر ادا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے عافیت وصحت اور عبادات کی توفیق کے ساتھ زندگی کا ایک سال مکمل فرمایا ہے، تو اس کی گنجائش ہوگی، تاہم احتیاط بہتر ہے۔

اور اگر کسی نیک یا بزرگ شخصیت کا یوم پیدائش دین کا حصہ یا عبادت سمجھ کر منایا جائے تو یہ بدعت ہونے کی وجہ سے ناجائز ہوگا۔ اور اگر کسی دنیاوی شخصیت کا یوم پیدائش دنیاوی رسم کے طور پر منایا جائے تو رسم ہونے کی وجہ سے واجب الترک ہوگا"۔ فقط واللہ اعلم۔ (۲)

---

(۱) آپ کے مسائل اوران کا حل ج/ ۲ ص/ ۵۱۸۔ ۵۱۹

(۲) دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن فتوی نمبر ۱۴۴۱۰۸۲۰۱۵۲۸

سالگرہ پر ملنے والا تحفہ یا رقم استعمال کرنے کا حکم

سالگرہ کے موقع پر دیا گیا تحفہ یا رقم اگر حلال آمدنی سے ہو تو اس کا استعمال کرنا جائز ہے۔ سالگرہ منانا اور کیک وغیرہ کاٹنا بے کار رسم و رواج ہے، اس سے احتراز بہتر ہے۔ تاہم کیک اور دیگر اشیاء کا کھانا اگر حلال آمدنی سے ہو تو فی نفسہ جائز ہے۔ (۱)

گھر بھرائی کی دعوت کرنا

یہ دعوت مباح ہے، شریعت میں خوشی کے موقع پر یا کسی اہم کام کے افتتاح یا اختتام پر پڑوسیوں کو دعوت دینے، مٹھائی کھلانے یا اس طرح کی تقریب کی گنجائش ہے، شریعت نہ تو اس کا حکم دیتی ہے اور نہ اس سے منع کرتی ہے، ضروری سمجھ کر کرنا غلط ہے، اگر کسی علاقہ میں لوگ گھر کی تعمیر کے بعد بکرا ذبح کر کے گھر بھرائی کرنے کے لئے رشتہ داروں اور پڑوسیوں کو دعوت دینے کو ضروری خیال کریں، جس کی علامت یہ ہے کہ نہ کرنے پر شرمندگی کا اندیشہ ہو، استطاعت نہ ہونے پر قرض لیکر کیا جائے، تو ایسا کرنا درست نہیں ہے، اگر ضروری نہ سمجھا جائے تو مضائقہ نہیں (۲) فقہائے کرام نے ذکر کیا ہے کہ نئے گھر کی تعمیر کے اختتام پر دعوت کرنا مستحب ہے اس کا نام ''الوکیرۃ'' ہے۔

گھر کی تعمیر پر بکرا ذبح کر کے دعوت کرنے کا حکم

نئے مکان کی تعمیر پر دوست واحباب کی دعوت کرنا نیت پر منحصر ہے، جس کی تین صورتیں ہیں (۱) ذبح کرنے کا مقصد جنات کے شر سے بچنا، یا ان کو خوش کرنا مقصود ہو تو جانور ذبح کرنا شرک ہے، اور اس جانور کا گوشت کھانا حرام ہے، کیونکہ ذبح کرنا عبادت ہے اور عبادت اللہ کے علاوہ کسی کے لیے جائز نہیں ہے، چنانچہ غیر اللہ کے لئے ذبح کرنے کو اللہ

---

(۱) دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن فتوی نمبر ۱۴۳۵۱۲۲۰۰۰۰۳

(۲) کتاب الفتاوی ج ر ۴ ص ر ۱۸۸

نے حرام قرار دیا ہے۔

(۲) اگر نظرِ بد سے یا لوگوں کے حسد سے بچنا مقصود ہو یا کوئی غلط عقیدہ ونظریہ ہو تو یہ عمل بدعت اور گناہ ہے، چنانچہ بعض لوگ گھر کی تعمیر کے بعد بکرا ذبح کر کے کام کرنے والوں یا غریبوں میں تقسیم کرا دیتے ہیں، اسے کھانے کو اپنے لئے عیب سمجھتے ہیں، اور نیت شر وحسد سے بچنے ہی کی ہوتی ہے، ایسا ذبح شرعاً جائز نہیں ہے، کیونکہ شرعاً نظرِ بد اور حسد سے بچنے کا طریقہ یہ نہیں ہے، بل کہ اس کے لئے جائز رقیہ اور وہ دعائیں ہیں جو اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔

(۳) اگر یہ مقصود ہو کہ اللہ تبارک وتعالی نے گھر کی نعمت عطا کی، کتنے لوگ آج بھی بے گھر ہیں، بطور شکرانہ ہو یا نعمت کے ملنے کی خوشی کا اظہار مقصود ہو، تو دعوت کرنا درست ہے، اس دعوت کو اصطلاح فقہ میں ''الوکیرۃ'' کہا جاتا ہے، بشرطیکہ ذبح کا التزام نہ ہو، ذبح کی جگہ متعین نہ کی جائے کہ دہلیز پر ذبح ہو، یا گھر کے کسی متعین جگہ پر ذبح ہو، اور اس کا خون دیواروں اور چوکھٹوں پر ملا جائے، اور جانور کی تعیین نہ ہو کہ بکرا ہی ذبح ہوگا، دوسرا جانور ذبح نہ کیا جائے، بعض جگہوں پر ایسا بھی کیا جاتا ہے کہ جب وہ کسی نئے گھر میں شفٹ ہوتے ہیں، تو سب سے پہلا کام وہ یہ کرتے ہیں کہ ایک بکری لا کر اسے گھر کی دہلیز پر ذبح کرتے ہیں تا کہ اس کا خون وہاں بہے، یہ صورت شرعاً نا جائز ہے، حاصل یہ کہ ادائے شکر و اظہار مسرت میں دعوت کرنا درست ہے، اور باطل عقائد ونظریات سے بچنا ضروری ہے۔(۱) حاصل یہ کہ اگر مقصد اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرنا، اور خوشی کا اظہار ہے تو حرج نہیں جو جانور میسر ہو ذبح کر دے لیکن شرط یہ ہے کہ کسی غلط نظریے کی بنیاد پر جانور ذبح نہ کیا جائے۔

فاتحہ کی دعوت

کھانا سامنے رکھ کر، ہاتھ اٹھا کر، فاتحہ پڑھنا کسی حدیث یا روایت سے ثابت نہیں، اس کو

(۱) مجموع فتاوی الشیخ ابن باز ج/ ۵ ص/ ۳۸۸

لازمی سمجھنا بدعتِ شنیعہ ہے، ایصالِ ثواب کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ کوئی بھی نیک عمل صدق و اخلاص کے ساتھ نام ونمود سے بچتے ہوئے یہ دعا کرلی جائے کہ یااللہ! اس کا ثواب فلاں کو عطا فرما، اوراس غرض کے لئے لوگوں کو جمع کرنا یا خاص خاص دنوں میں جمع ہو کر اجتماعی طور پر تلاوت کرنا، کھانا پکانا وغیرہ یہ سب امورِ بدعت ہیں، ان سے پرہیز کرنا چاہئے۔ واللہ سبحانہ اعلم(۱) فاتحہ کا جو طریقہ مروج ہے، یہ نہ آپ ﷺ کے زمانہ میں تھا نہ خلفائے راشدین کے زمانے میں، بل کہ اس کا وجود تینوں قرون میں جن کے بھلائی کی شہادت دی گئی ہے، منقول نہیں، کسی بھی کتب حدیث سے اس کا ثبوت نہیں، بہتر یہ ہے کہ جو کچھ پڑھنا چاہیں، پڑھ کراس کا ثواب میت کو پہنچادیں اور کھانے کو صدقہ کی نیت سے فقراء کو کھلادیں، اوراس کا ثواب مردوں کو پہنچادیں، جس طرح کی فاتحہ رائج ہے وہ بدعت اور گناہ ہے، مولانا احمد رضا خان صاحبؒ لکھتے ہیں ''وقت فاتحہ کھانے کا قاری کے پیش نظر ہونا، اگر چہ بے کار بات ہے۔ (۲) اگر کسی شخص کا یہ عقیدہ ہے کہ جب تک کھانا سامنے نہ کیا جائے گا، ثواب نہ پہنچے گا تو یہ گمان اس کا محض غلط ہے۔(۳)

لہذا فاتحہ کی دعوت کرنا اور رکھنا بدعت ہے، البتہ اس کی وجہ سے کھانے کے اشیاء حرام نہیں ہوتے۔

---

(۱) فتاوی عثمانی ج ر ص ر ۵۴ (۲) فتاوی رشیدیہ ۱۵۲ دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند

(۳) فتاوی عثمانی ج ر ۱ ص ر ۴۷ (۴) دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

(۲) فتاوی رضویہ ج ر ۴ ص ر ۱۹۴ الحجۃ الفائحہ ص ر ۱۶

(۳) الحجۃ الفائحہ ص ر ۱۶ مطبع حسن بریلی، مگر پتہ نہیں کس مصلحت سے نئے ایڈیشن سے یہ بحث نکال دی ہے

باب

مختلف مواقع پر

کی جانے والی دعوتوں کے احکام

اس دنیوی حیات میں انسان کو خوشی وغم کے مواقع آتے ہیں شریعت نے ہر دو موقع پر اپنی خوشی اور غم کے اظہار کا طریقہ بھی بتلایا ہے، خوشی کے وقت انسان اپنے رشتہ دار، دوست احباب، اور دیگر متعلقین کو اپنی شامل کرتا ہے اور دعوت وغیرہ کرتا ہے جس میں کچھ دعوتیں جائز، مباح ہیں اور کچھ دعوتیں فضول خرچیوں کی وجہ سے قابل ترک ہے اور بعض وہ ہے شرعی نقطہ نظر سے جائز نہیں ہے ان دعوتوں کے احکام آپ اس باب میں پڑھیں گے۔

اجتماعی قرآن خوانی کی دعوت

آج کل قرآن خوانی محض ایک رسم بن کر رہ گئی ہے، اگر کوئی شخص رسم کی غرض سے اجتماع کر کے ایصالِ ثواب کرتا ہے تو جائز نہیں، کیوں کہ اجتماع کر کے ایصالِ ثواب کرنے کا صحابہ کرامؓ سے کوئی ثبوت نہیں ہے، ایصال ثواب کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ ہر شخص اپنے اپنے مقام پر تلاوت کر کے ایصال ثواب کرے۔ (۱) اجتماعی قران خوانی میں اجتماع کا التزام کیا جاتا ہے، دعوت و شیرینی وغیرہ کا اہتمام کیا جاتا ہے اور قرآن پڑھنے والوں کو قرآن پڑھنے پر نذرانہ وغیرہ دیا جاتا ہے، اس کی وجہ سے ان کو کھانا وغیرہ کھلایا جاتا ہے، اور قرآن پڑھنے والے اسی وجہ سے قرآن پڑھتے ہیں، جو کہ اجرت و معاوضہ کی شکل ہو جاتی ہے، اور یہ کہ دعوت خوشی کے مواقع میں مشروع ہے نہ کہ غمی کے مواقع میں، ان تمام وجوہات وغیرہ کی بنا پر مروجہ قرآن خوانی مکروہ تحریمی ہے۔

"یکرہ اتخاذ الطعام في الیوم الأول والثالث بعد الأسبوع ... واتخاذ الدعوۃ لقراءۃ القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم أو لقراءۃ سورۃ الأنعام أو الإخلاص" (۲)

"ویکرہ لاتخاذ الضیافۃ من الطعام من أھل المیت لأنہ شرع في السرور لا في الشرور وھی بدعۃ مستقبحۃ" (۳)

اس پر اجرت لینا جائز نہیں ہے، بل کہ تلاوت قرآن پر لین دین کرنے والے سب لوگ سخت گنہ گار ہوں گے کیوں کہ یہ واضح طور پر قرآن پاک کی تلاوت کو پیسوں وغیرہ کے عوض بیچنا ہے جو بلا شبہ ناجائز ہے۔

---

(۱) تسہیل بہشتی زیور ص ر ۶۲ فتاوی عثمانیہ ج ر ۱ ص ر ۱۰۲

(۲) ردالمحتار ج ر ۳ ص ر ۱۴۸

(۳) ردالمحتار ج ر ۳ ص ر ۱۴۸

”فالحاصل أن ما شاع في زماننا من قراءة الأجزاء بالأجرة لا يجوز لأن فيه بالقراءة وإعطاء الثواب للآمر والقراءة لأجل المال“(۱)

علامہ شامیؒ نے اس پر ایک مستقل رسالہ تصنیف فرمایاہے: ”شفاء العليل و بل الغليل فی حکم الوصية بالختمات والتهاليل“ اس میں آپ نے اس مسئلہ پر بالتفصیل کلام فرمایاہے۔ ”قال رسول الله ﷺ اقرؤا القرآن ولا تاكلوا به ولا تجفوا عنه ولا تغلوا فيه ولا تستكثروا به“(۲) میت کے لئے ایصال ثواب کی اگر ضرورت ہوتو اس کی اطلاع مدرسہ میں کر دی جائے، اور مدرسہ کے بچے جو قرآن پاک پڑھتے ہیں اس کا ثواب مذکورہ میت کو پہونچا دیا جائے، خواہ میت غریب ہو یا مالدار، لیکن میت کے گھر جاکر قرآن پاک پڑھنا اور اس کے عوض کھانا یا اور کسی طرح اجرت لینا قطعاً جائز نہیں ہے، اس طرح بالعوض قرآن پڑھنے سے خود پڑھنے والے کو ثواب نہیں ملتا ہے تو میت کو ایصال ثواب کیسے ہوسکتا ہے، اگر کوئی دعوت دے تو اس سے کہہ دیا کریں کہ میں اپنے مکان یا مسجد میں بیٹھ کر تلاوت کر کے دعاء وایصال ثواب ان شاء اللہ کر دوں گا، اور پھر دعا وایصال ثواب کر دیا کریں۔(۳) اگر کوئی بطور ہدیہ تحفہ پیش کرے تو بھی جائز نہیں کیوں کہ قاعدہ ہے ”المعروف کا المشروط“(۴) اس لئے مروجہ قرآن خوانی سے بہرحال اجتناب لازم ہے۔

”إن القرآن بالأجرة لايستحق الثواب لا للميت ولا

---

(۱) آن لائن دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

(۲) آن لائن دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

(۳) امداد الفتاوی ج ر۱ص ر۳۴۴

(۴) امداد الفتاوی ج ر۱ص ر۳۴۴

للقاري"(۱)

نئے مکان کی خوشی میں دعوت کا حکم

نئے مکان کی خوشی میں دعوت کرنے کا ثبوت بعض روایات سے ملتا ہے البتہ اسکو مسنون نہیں سمجھنا چاہئے:

"عن أبي هريرة قال الوليمة حق وسنة فمن دعي فلم يجب فقد عصى الله ورسوله، والخرس والإعذار والتوكير أنت فيه بالخيارقال قلت انى والله لا ادرى ماالخرس والإعذاروالتوكير؟قال:الخرس:الولادة، والإعذار:الختان، والتوكير الرجل يبني الدار، وينزل في القوم فيجعل الطعام، فيدعوهم، فهم بالخيار، إن شاءوا أجابوا،وإن شاءواقعدوا"(۲)

البتہ بطور شکرانے کے دعوت کی جاسکتی ہے،اوراقارب،رشتہ دار،پڑوسیوں کو مدعو کرکے خوشی کا اظہار کیا جاسکتا ہے۔

"الوليمة للبناءمستحبة ،كبقية الولائم التى تقام لحدوث سروراواندفاع شر"(۳)

گھر کی تعمیر کرنا یہ مستحب ہے جس طرح دیگر خوشی یا دفع شر ومصیبت کے مواقع سے دعوت کی جاتی ہے،ہاں !اگراس دعوت کا مقصود جنات کو بھگانا یااس جگہ کے شر سے پناہ حاصل کرنا ہو یا کسی بھی طرح کی بداعتقادی کے ساتھ جانور وغیرہ ذبح کرنے سے اس شر کے

---

(۱)امداد الفتاوی ج ر۱ص ر ۳۳۴

(۲)المعجم الأوسط حدیث نمبر۔ ۳۹۴۸ ج ر ۴ ص ر ۱۹۳

(۳)الموسوعۃ الفقھیۃ ج ر ۸ ص ر ۲۰۷

دفعیہ کے لئے دعوت کی جاتی ہے،اس سلسلہ میں حکم یہ ہیکہ

"ومن البدع :التخصیص بلا دلیل بقراۃ آیۃ او سورۃ فی امان او مکان او لحاجۃ من الحاجات ،وھکذا قصد التخصیص بلا دلیل"(۱)

اس موقع سے بغیر کسی دلیل کے خاص آیت یا سورۃ کسی خاص جگہ یا خاص وقت یا کسی خاص ضرورت کی تکمیل کیلئے پڑھنا ،یہ بغیر کسی شرعی دلیل کے ان امور کی تخصیص کرنا اور تخصیص بلا دلیل ہے،اسی طرح شیاطین کو بھگانے کیلئے گھر میں اذان دینا اور قرآن کریم کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ،حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"لاتجعلوا بیوتکم مقابر ان الشیطان ینفر من البیت الذی تقرافیہ سورۃ البقرۃ"(۲)

اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا جس میں سورۃ بقرہ پڑھی جاتی ہے،جمہور فقہاء نے اس دعوت میں شرکت کو مستحب کہا ہے،اس کے لئے خاص اہتمام کی ضرورت نہیں ہے۔(۳)

نئی مسجد کی تعمیر پر دعوت کرنا

افتتاح مسجد یا دیگر خوشی کے موقع پر صلحاء کو دعوت دینا اوران سے تبرک حاصل کرنا

---

(۱) فتاوی بکر ابوزید ۱۴

(۲) صحیح مسلم باب استحباب صلاۃ النافلۃ فی بیتہ حدیث۔ ۲۷۰

(۳) ریئل اسٹیٹ احکام ومسائل ص ر ۱۰۳۔۱۰۵

احادیث سے ثابت ہے۔(۱)

حج پر جانے سے پہلے دعوت

حج پر جانے والے کو بہت لوگ الگ الگ دن متعین کر کے اپنے گھر بلا کر دعوت کا اہتمام کرتے ہیں، مستقبل میں حاجی کہے جانے والے بھی اکثر پورے گاؤں کو دعوت دیتے ہیں جس سے ان کے حج کی شہرت ہوتی ہے، جس نے حاجی صاحب کی دعوت نہیں کی وہ حاجی صاحب اور دوسروں کی نظر میں معیوب اور دعوت کرنے والا محترم بن جاتا ہے، گویا اِس عمل کے ذریعہ دعوت نہ کر سکنے والے غریب مسلمان کی توہین کی جاتی ہے، اگر کسی کو اللہ نے زیادہ پیسہ دیا ہے تو وہ بھوکوں کو کھلائے، اس پیسے کو غریب و مسکین میں صدقہ کرے اور دین اسلام کی سربلندی میں صرف کرے، عین ممکن ہے کہ اس قسم کی دعوت سے ریا پیدا ہو جائے جس کی وجہ سے حج مقبول ہونے کی بجائے مردود ہو جائے، حدیث میں ہے کہ کل قیامت میں عالم، شہید، قاری کو اور خرچ کرنے والے کو جہنم میں صرف اس لئے پھینک دیا جائے گا کہ انہوں نے شہرت کے لئے عمل کیا تھا سفر کے وقت ملنا جلنا کوئی حرج کی بات نہیں؛ مگر تکلفات کرنا حج جیسے اہم فریضے کے لئے نامناسب عمل ہے، نبی ﷺ کا اور صحابہ کرامؓ کا حج دیکھیں تو اس قسم کی روایات کا کہیں پتہ نہیں چلتا، حاجی کی دعوت کو لوگ عادت سمجھ کر نہیں کرتے ہیں

---

(۱) ”وكان ممن شهد بدرا مع رسول الله ﷺ- يقول كنت أصلي لقومي ببني سالم وكان يحول بيني وبينهم واد إذا جاءت الأمطار، فيشق علي اجتيازه قبل مسجدهم، فجئت رسول الله ﷺ، فقلت له :إني أنكرت بصري، وإن الوادي الذي بيني وبين قومي يسيل إذا جاءت الأمطار، فيشق علي اجتيازه، فوددت أنك تأتي فتصلي من بيتي مكانا، أتخذه مصلى، فقال رسول الله ﷺ سأفعل، فغدا علي رسول الله ﷺ، وأبو بكر رضي الله عنه بعد ما اشتد النهار، فاستأذن رسول الله ﷺ، فأذنت له فلم يجلس حتى قال :أين تحب أن أصلي من بيتك؟ فأشرت له إلى المكان الذي أحب أن أصلي فيه، فقام رسول الله ﷺ فكبر، وصففنا وراءه، فصلى ركعتين، ثم سلم وسلمنا حين سلم“(صحيح البخاري، حديث نمبر۔١١٨٥)

بلکہ اُس کو عبادت سمجھا جاتا ہے عادت پر ثواب مرتب نہیں ہوتا، اگر لوگوں کو پتہ چلے کہ ہماری دعوت پر کوئی ثواب ملنے والا نہیں ہے تو کوئی شخص کسی حاجی کو منہ نہ لگائے گا، لایعنی کام میں خرچ خواہ بڑے سے بڑا مالدار بھی کرے وہ فضول خرچی میں شامل ہے، فضول خرچی کا مدار مالدار و غریب کے اعتبار سے الگ الگ نہیں ہے، اسکا مدار بے فائدہ جگہ خرچ کرنے پر ہے، اور حاجی کی آمد یار خصتی پر بیل بوٹے وغیرہ لایعنی ہے، حج اگر چہ مخفی عبادات میں شامل نہیں ہے؛ لیکن اپنی طرف سے ریا ونمود والے کام کرنے کی اجازت بھی نہیں، ورنہ نماز کے لئے بھی دعوت کر کے آیا جائے، جہری اور سری نماز کی دعوتیں مختلف انداز کی رکھ لی جائیں؛ لہٰذا سفر حج سے پہلے یا بعد میں حاجی کی دعوت یا حاجی کی طرف سے دعوت کرنا کسی حدیث سے ثابت نہیں، یہ ایک طرح کی رسم بن چکی ہے، اور محض نام ونمود اور نمائش کا ذریعہ ہے، اس لیے اس سے احتراز ضروری ہے، ایسی دعوتوں میں شرکت نہیں کرنی چاہئے، حدیث شریف میں حاجیوں سے ملاقات اور مصافحہ کرنا نیز ان سے دعاء کرانا وارد ہے، اس لیے جو قدم اس نیک کام کے لیے اٹھیں گے ہر قدم پر ثواب ملے گا، البتہ چالیس دن کی قید کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں، ”مصنف ابن ابی شیبہ“ اور ”درمنثور“ میں حضرت عمرؓ کے ایک ضعیف اثر سے ذی الحجہ کے بقیہ ایام نیز محرم صفر اور ربیع الاول کے دس ایام تک حاجی جس کے لیے مغفرت طلب کرے اس کی مغفرت کیا جانا معلوم ہوتا ہے۔

”اذا لقيت الحاج، فسلِّم عليه، وصافِحه، وأمره أن يستغفر لک قبل أن يدخل بيته؛ فانه مغفور له۔“(۱)

حج سے واپس آکر دعوت کرنا

حاجی جب حج کر کے آتے ہیں تو آنے کی خوشی میں کھانے کی دعوت رکھتے ہیں، اور ان کو پھولوں کا ہار ڈالتے ہیں، دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کا فتوی

(۱) مسند احمد ج/۲ حدیث نمبر۔ ۶۹

ہے کہ ”حاجی حج سے آ کر جو دعوت کرتے ہیں تو چوں کہ یہ ایک خوشی کا موقع ہوتا ہے، اس لیے یہ دعوت کرنا بنفسہٖ مباح عمل ہے، اور اس دعوت کا کھانا کھانا بھی درست ہے، بشرطیکہ دعوت اخلاص کے ساتھ ہو، ریاکاری نہ ہو، اس دعوت میں خلافِ شرع کسی کام کا ارتکاب نہ ہو، اور اس دعوت کو ضروری نہ سمجھا جاتا ہو (۱) اس دعوت میں اسراف نہ ہو، باقی خوشی کے اس موقع پر حاجی کے گلے پر پھولوں کا ہار ڈالنا بھی ایک مباح عمل ہے۔(۲)

بارش کے لئے چندہ کر کے نیاز کرنے کی دعوت کا حکم

بعض علاقوں میں ایسا رواج ہے کہ برسات کے موسم میں جب بارش نہیں ہوتی تو کچھ لوگ مشورہ کر کے پوری بستی سے چندہ کرتے ہیں، کسی پر زبردستی نہیں جو جتنا دے، کوئی گیہوں دیتا ہے کوئی چاول کوئی نمک مرچ مصالحہ وغیرہ دیتا ہے، کوئی نقد پیسہ دیتا ہے اور یہ سب کچھ اکٹھا کر کے حلیم یا چاول وغیرہ بناتے ہیں، اور پوری بستی کے لوگ امیر غریب بچے بڑے سب کھاتے ہیں، اور اس کو نیاز بولتے ہیں، تاکہ اللہ خوش ہو کر بارش برسا دے، بارش طلب کرنے کا شرعی طریقہ نماز استسقاء ہے، نیز انفرادی طور پر گناہوں کے کفارہ کے لئے صدقہ بھی مستحب ہے، لیکن اس کے لئے چندہ کرنا اور جمع کر کے پلاؤ وغیرہ پکانے کی رسم ثابت نہیں ہے، اس کو لازم سمجھنا بدعت ہے۔(۳)

---

(۱) والمباح ما أجيز للمكلفين فعله وتركه بلا استحقاق ثواب وعقاب فتاویٰ شامی ج ر ۶ ص ر ۳۳۶

(۲) ”وقال بعض الفقهاء من أصحابنا وغيرهم :إن الوليمة تقع على كل طعام لسرور حادث، إلا أن استعمالها في طعام العرس أكثر... فحكم الدعوة للختان وسائر الدعوات غير الوليمة :إنها مستحبة لما فيهما من إطعام الطعام والإجابة إليها مستحبة غير واجبة“ اعلاء السنن ۱۲/ ص ۱۷۔۱۶ فتویٰ نمبر ۱۴۴۰۱۲۲۰۰۸۵۶

(۳) احسن الفتاوی ج ر ۱ ص ر ۳۷۷ اصلاح الرسوم ص ر ۱۲۳

ناظرہ وحفظ قرآن کریم کی تکمیل پر دعوت

ناظرہ وحفظ قرآن کریم کی تکمیل اور ختم بخاری کی تکمیل ودستار بندی کے موقع پراظہارِخوشی کے لیے دعوت کا اہتمام کرنا درست ہے بل کہ ختم قرآن کے موقع پر دعوت کرنا اسلاف سے ثابت ہے، اس لیے علی الاطلاق ان مواقع پر دعوت کوممنوع نہیں قرار دیا جاسکتا، ہاں دعوت کو لازم وضروری سمجھنا یا معاشرتی دباو کی وجہ سے اپنی حیثیت و استطاعت سے زیادہ بوجھ اٹھانا یانام نمود اور شہرت کے لیے دعوت کا اہتمام کرنا صحیح نہیں ہے، شرعی حدود میں رہ کر اگر کوئی دعوت کرے، تو اُس میں شرکت کرنے میں مضائقہ نہیں۔(۱)

جلسۂ دستار بندی پر دعوت وشیرینی وغیرہ کا انتظام کرنا

طلبہ جلسہ دستار بندی کے موقع پر شیرینی وغیرہ کا انتظام کرتے ہیں اور کمروں کو روشنی وغیرہ سے مزین کرتے ہیں، خوشی کے موقع پر دعوت وشیرینی وغیرہ فی الجملہ اکابر سے ثابت ہے، بشرطیکہ ریا، اسراف اور غیر ضروری تزیین وغیرہ اُمورِ منہیہ سے خالی ہو۔(۲)

اختتام سال طلبہ سے چندہ جمع کر کے دعوت کرنا

مدارس کے طلباء وطالبات اپنے چندہ سے سال کے آخر میں مختلف پروگرام کر کے ان پیسوں سے مہمانوں کو کھانا کھلاتے ہیں، اس سلسلہ میں اگر طلبہ محض ترغیب دینے پر اپنی رضامندی سے، بغیر کسی جبر و اکراہ کے چندہ دیتے ہوں، اور چندہ بالکل نہ دینے والوں یا کم دینے والوں پر کسی قسم کی ملامت نہ کی جاتی ہو تو ایسی صورت میں جمع شدہ رقم سے مہمانوں کا اکرام کرنا جائز ہوگا، بصورتِ دیگر جائز نہ ہوگا، نیز اس قسم کے پروگراموں کا بوجھ طلبہ پر ڈالنے

---

(۱) آن لائن دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

(۲) امداد الفتاوی ج ۵/ص ۲۹۰/ فتاوی محمودیہ ص ۱۸/ص ۱۴۹ بحوالہ کتاب النوازل ج ۱۶/ص ۸۷/

سے اجتناب ہی بہتر ہے۔فقط واللہ اعلم(۱)امیر المومنین حضرت عمرؓ نے جب سورۃ بقرہ ختم فرمائی تو اسکی خوشی میں اونٹ ذبح فرمایااور دعوت فرمائی۔

”عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال تعلم عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ البقرۃ فی اثنتی عشرۃ سنۃ، فلما نحر جزورا“(۲)

دینی مدارس میں کتابوں کے اختتام پر دعوت طعام وناشتہ

مدارس اسلامیہ میں سال کے اخیر میں کتابوں کے اختتام پر کسی درجہ کے استاذ محترم اپنے ذاتی مصرف سے اپنے طلبہ اور دیگر اساتذہ یا کوئی طالب علم اپنے اساتذہ وطلباء کی دعوت طعام کرے تو شرعاً جائز ہے،اس لئے کہ دعوت کے سلسلہ میں ضابطۂ اسلامی یہ ہے کہ الدعوۃ عند السرور حضرت جابرؓ بن عبداللہ کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو ایک اونٹ یا گائے ذبح فرمائی،لیکن فی زمانہ کتابوں کے اختتام پر دعوت طعام وناشتہ یہ رواج چل پڑا ہے کہ بعض ایسے غیر مستطیع طلباء بھی ہوتے ہیں کہ ان کی ضرورتیں وظیفہ کی رقم سے ہی پوری ہوتی ہیں وہ اپنی ضرورتوں کو پس پشت ڈال کر یا دوسروں سے قرض لے کر اس اجتماعی چندہ میں شریک ہوتے ہیں تاکہ اپنے ساتھیوں کی طعن وتشنیع سے بچیں اس طرح کی دعوت کااہتمام کرنا، کروانا،کھانا،کھلانا سب ناجائز وحرام ہیں۔

”لا یحل مال امری مسلم الا بطیب نفس منہ“ (۳)

اجتماعی رقم سے دعوت کا حکم؟

بعض اداروں اوراسکولوں میں پیسے جمع کرکے اجتماعی دعوت کرتے ہیں جیسے

---

(۱) دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن فتوی نمبر ۱۴۴۱۰۶۲۰۰۵۳۰

(۲) فتاویٰ دارالعلوم زکریا ج ۶ ص ۸۹۶

(۳) المسائل المہمہ ج ۱ ص ۱۵۱

الوداعی پارٹی وغیرہ؟اگر دعوت کے تمام شرکاء اپنی رضامندی سے اورطیب نفس سے پیسے اکٹھے کریں،کسی کو مجبور نہ کیا جائے اور نہ دینے کی صورت میں کسی کو ملامت بھی نہ کیا جائے تواجتماعی دعوت کرنے میں کوئی حرج نہیں،اگرحرام کمائی ہوتواس صورت میں غالب مال کااعتبار ہوگا اگر غالب مال حلال ہے تو دعوت میں شرکت کی جاسکتی ہے،البتہ جس شخص کے بارے میں معلوم ہوکہ اس کی آمدنی حرام ہے تو اس کی حرام کمائی کا دعوت میں استعمال جائزنہیں۔(۱)

ہر جمعہ دعوت کا اہتمام

حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ ہمارے یہاں ایک عورت تھی جو نالوں پر اپنے ایک کھیت میں چقندر بوتی،جمعہ کا دن آتا تو وہ چقندر اکھاڑ لاتیں اور اسے ایک ہانڈی میں پکاتیں پھر اوپر سے ایک مٹھی جَو کا آٹا چھڑک دیتیں، اس طرح یہ چقندر گوشت کی طرح ہوجاتے،جمعہ سے واپسی میں ہم انہیں سلام کرنے کیلئے حاضر ہوتے تو یہی پکوان ہمارے آگے کر دیتیں اور ہم اس چاٹ جاتے ہم لوگ ہر جمعہ کو ان کے اس کھانے کے آرزومند رہا کرتے تھے،ہم اس سے بہت خوش ہوتے تھے اور ہم دوپہر کا کھانااور قیلولہ جمعہ کے بعد ہی کرتے تھے اور ناخدا اس میں گوشت ہوتا نہ چربی ہوتی۔

”عن سهل بن سعدؓ قال:إن كُنَّا لنفرحُ بيوم الجمعة، كانت لنا عجوزٌ تأخذُ أصول السلقِ فتجعلهُ في قدرٍ لها، فتجعلُ فيه حبّاتٍ من شعير، إذا صلينا زُرناها فقرَّبته إليها، وكنا نفرحُ بيوم الجمعة من أجلِ ذٰلك، وما كنا نتغدّٰى ولا نقيلُ إلا بعد الجمعة، والله ما فيه شحمٌ ولا

(۱)الفتاویٰ ھندیہ،الباب الثانی عشر فی الھدایہ ۵ / ۳۴۳،رشیدیہ فتوی نمبر ۱۴۳۵۱۰۲۰۰۰۳۱ دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

وَدَکٌ"(۱)

ختم قرآن کے وقت متولی مسجد کی طرف سے دعوت

بعض جگہ رمضان المبارک میں تراویح میں ختم قرآن کریم کے موقع پر مسجد کے متولی صاحب کی طرف سے دعوتِ عمومی کا انتظام ہوتا ہے، اگر متولی مسجد اپنی خوشی سے ذاتی خرچے پر دعوت کرتے ہوں تو اس کی اجازت ہوگی۔فقط واللہ اعلم۔(۲)

سفر سے واپسی پر دعوت

بعض لوگ سفر سے واپس آتے ہیں، تو وہ اپنے عزیز واقارب اور پڑوسیوں کو دعوت دیتے ہیں، اللہ تعالی کی شکر گزاری میں کہ اس نے سلامتی سے سفر کروایا اور واپسی ہوئی، سنت نبوی میں صحابہ کرامؓ کا مسافروں کے سفر سے واپس آنے کی خوشی میں اظہار خوشی کا ثبوت ملتا ہے، امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں نقیعہ بنانا مستحب ہے "نقیعہ" اس کھانے کو کہا جاتا ہے جو مسافر کے آنے پر تیار کیا جائے، اور اسکا اطلاق مسافر یا کسی اور کی طرف سے بنائے گئے کھانے سب پر ہوتا ہے، اور اسکی دلیل یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے، تو آپ ﷺ نے اونٹ یا گائے ذبح کی تھی۔(۳)

روزہ کشائی کی دعوت

آج کل لوگ اہتمام کے ساتھ اپنے بچوں کا روزہ رکھواتے ہیں، پھر روزہ کشائی کی شکل میں دعوت کا اہتمام کرتے ہیں، لوگ بچے کے لیے کپڑے وغیرہ یا دیگر سامان لے کر آتے ہیں، اور دعوت میں شریک ہوتے ہیں اس میں شرعی اعتبار سے مختلف منکرات ومفاسد

---

(۱) صحیح البخاری کتاب الأطعمة باب السلق والشعیر ج ۲/ ص ۸۱۳/ حدیث۔ ۵۴۰۳
(۲) دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن فتوی نمبر ۱۴۴۰۰۸۲۰۱۷۹۰
(۳) المجموع ج ۴/ ص ۴۰۰/

پائے جاتے ہیں اس لیے یہ رسم قابل ترک ہے، نہ ایسی رسومات کا انعقاد کرنا چاہئے اور نہ ہی ان میں شرکت کرنی چاہئے(۱) البتہ جب نابالغ بچے یا بچیاں سمجھ دار اور روزہ رکھنے کے قابل ہو جائیں تو انھیں روزہ کی عادت کے لیے کبھی کبھی روزہ کی ترغیب دی جائے اور حسبِ تحمل وہ روزہ رکھیں تاکہ بالغ ہونے تک وہ روزوں سے مانوس ہو جائیں اور ان کا کوئی فرض روزہ نہ چھوٹے۔

”والصوم كالصلاة على الصحيح كما في صوم القهستاني معزياً للزاهدي، وفي حظر الاختيار أنه يؤمر بالصوم والصلاة وينهى عن شرب الخمر ليألف الخير ويترك الشر“(۲)

”جان کے بدلے جان“ کے بکرے کی دعوت

بعض حضرات جان کے بدلہ جان کے عنوان پر ذبح کرکے مدرسہ بھیج دیتے ہیں، بعض حضرات بکرے یا بکری کو رات کو مریض کی چارپائی سے باندھ دیتے ہیں اور صبح کو ذبح کرکے مدرسہ بھیج دیتے ہیں، جان کے بدلہ جان کے عنوان پر یا بکری وغیرہ کو رات میں مریض کی چارپائی سے باندھ کر صبح ذبح کرتے ہیں، تو چوں کہ اسکا ثبوت شریعت میں نہیں ہے، اس لئے یہ طریقہ بدعت ہے البتہ آفات ومصیبت کے وقت صدقہ وخیرات کی ترغیب آئی ہے، مگر عوام کا اس بارے میں اعتقاد یہ ہو گیا ہے کہ کسی جانور کا ذبح کرنا ہی ضروری ہے، اور جان کا بدلہ جان ہی سمجھتے ہیں، جس کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں؛ بل کہ یہ عوام کی خود ساختہ بدعت ہے، اگر کوئی یہ عقیدہ نہ بھی رکھتا ہو تو بھی اس میں اس عقیدہ کی تائید ہوئی ہے،

---

(۱) منکرات رمضان ص/ ۳۱۔ ۳۴

(۲) الدر المختار مع رد المحتار اول کتاب الصلاۃ۔ ۲/ ۵ فتاوی دار العلوم دیوبند۔

اس لئے یہ ناجائز ہے اور غریبوں کے لئے اس قسم کا گوشت کھانا حلال نہیں ہے۔(۱)

یہ عقیدہ اچھے اچھے دین داروں میں بھی پایا جاتا ہے، اس لئے علماء پر لازم ہے کہ اس کی اصلاح پر خاص توجہ دیں اور مدارس دینیہ میں اس قسم کے جو بکرے دئے جاتے ہیں ان کو ہرگز قبول نہ کریں، علماء کرام کی چشم پوشی اور اس قسم کے بکروں کو قبول کرلینے سے اس گمراہی اور غلط عقیدہ کی تائید ہوتی ہے؛ لہٰذا اس قسم کے گوشت کو طلبہ کی خوراک پر خرچ نہ کریں۔(۲)

اجتماعات میں مہمانوں کا کھانا فروخت کرنے کا حکم

تبلیغی اجتماعات میں کھانا فروخت کرنا جائز اور درست ہے، اگر چہ باہر سے ہدایا بھی آتے ہیں کیوں کہ اکثر وبیشتر کچا غلہ یا اشیائے خوردنی باہر سے بطور ہدیہ حاصل ہوتی ہیں اسکو تیار کرنے کے اخراجات اجتماعات کے منتظمین حضرات ادا کرتے ہیں، لہٰذا ان اخرجات کی قیمت وصول کرنا جائز اور درست ہے، پھر جو قیمت حاصل ہوتی ہے اس سے متعلق اجتماع کے منتظمین حضرات کو اختیار ہے دوسرے اخرجات وغیرہ میں صرف کرسکتے ہیں۔(۳)

کارخیر کی خوشی میں دعوت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدوم میمنت لزوم کی خوشی میں ایک اوٹنی یا بکری یا گائے ذبح کی گئی، حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول ہوئی تو انہوں نے بشارت دینے والے کو اپنا کپڑا عنایت کیا۔(۴)

---

(۱) امداد الفتاویٰ ج ر ۳ ص ر ۵۷۰ ایضاح المسائل ص ر ۱۳۹

(۲) احسن الفتاوی ج ر ا ص ر ۳۶۷ امداد الفتاوی ج ر ۳ ص ر ۵۷

(۳) فتاوی دارالعلوم زکریا ج ر ۶ ص ر ۱۰۷

(۴) جامع الفتاوی ج ر ا ص ر ۳۷۲

قرعہ اندازی کی دعوت

جب کوئی رقعہ ڈالتے ہیں تو نام نکلنے کے بعد بھی اس پر کھلانا ضروری نہیں ہے، رقعہ سے پہلے جس طرح وہ اپنی مرضی اور خوش دلی سے کھلاسکتا تھا، اسکے بعد بھی مرضی وخوش دلی سے کھلاسکتا ہے، مطلب یہ ہے کہ رقعہ کی وجہ سے اس پر لازم نہ کیا جائے۔(۱)

مشتبہ دعوت کا حکم

شبہ کا مال (جہاں حرام آمدنی کا شبہ ہو) کبھی نہ لینا چاہئے خصوصاً جہاں دعوت قبول کرنے میں علم کی توہین و ذلت ہوتی ہو وہاں تو ہرگز نہ جانا چاہئے، اور بھرے مجمعے میں داعی کو اس طرح ذلیل کرنا مثلاً یہ پوچھے کہ گوشت کہاں سے آیا، چاول کہاں سے آیا یہ تقوی کا ہیضہ ہے۔(غلو اور دوسرے کو ذلیل کرنا ہے جو کہ ناجائز ہے)۔(۲)

بغیر دعوت کے کسی کو اپنے ساتھ لے جانا؟

کبھی ایسا ہوتا ہے دو دوست ہیں ان میں سے ایک کی کسی نے دعوت کی، تو اُس کی اجازت کے بغیر اپنے دوست کو دعوت میں لے جاتے ہیں، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ساتھ خادم یا ڈرائیور ہوتا ہے، اس صورت میں حکم یہ ہے کہ جو شخص دعوت کرے اُس سے پہلے ہی اجازت لیں کہ بھائی ہم دو آدمی ہیں، بغیر اُس کی اجازت کے دوسرے ساتھی کو دعوت میں ساتھ لے جانا جائز نہیں ہے، اور اگر اُس کی طرف سے صراحۃً یا دلالۃً کسی اور کو ساتھ لانے کی اجازت ہو تو پھر پیشگی اجازت لیے بغیر بھی اپنے ساتھی کو ساتھ لے جاسکتے ہیں، مثلاً جس کے یہاں دعوت کا نظم ہے، اگر وہ آپ کا بے تکلف جگری دوست ہے، جس کے یہاں آنے جانے کی آپ کو ہر وقت اجازت ہو اور بغیر بلائے جانے سے بھی اُس کو فرحت ومسرت اور دلی خوشی ہو، تو اُس

---

(۱) محمود الفتاوی ج ۶ ص ۱۷۴

(۲) اسلامی شادی۔حضرت تھانوی ص ۲۶۶

کے یہاں آپ بغیر بلائے بھی جاسکتے ہیں، اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر بغیر بلائے کسی کی دعوت میں شریک ہونا جائز نہیں، حدیث شریف میں ہے کہ بغیر بلائے دعوت میں شریک ہونے والا چور بن کر داخل ہوتا ہے اور لُٹیرا بن کر نکلتا ہے۔ یہی حکم خادم اور ڈرائیور کا بھی ہے۔ آپ ﷺ کے فارسی پڑوسی بہترین کھانا بناتے تھے، آپ ﷺ کو دعوت دی حضرت عائشہؓ کی دعوت نہ کی، آپ ﷺ نے بھی انکار کر دیا، تیسری مرتبہ میں حضرت عائشہؓ کی بھی دعوت کی تو قبول فرمایا۔

"عن أنس رضي الله عنه أن جارًا لرسول الله ﷺ فارسيًا كان طَيِّبَ المرقِ فصنع لرسول الله ﷺ ثم جاء يدعوه، فقال: وهٰذه؟ لعائشة، فقال: لا، فقال رسول الله ﷺ لا۔ فعاد يدعوه، فقال رسول الله ﷺ وهٰذه۔ قال: لا، قال رسول الله ﷺ لا۔ ثم عاد يدعوه، فقال رسول الله ﷺ هٰذه؟ قال نعم في الثالثة، فقاما يتدافعان حتى أتيا منزله۔"(۱)

ایک روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا دعوت قبول نہ کرنے والا اللہ اور رسول کا نافرمان ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں بن بلائے دعوت میں آنے والا چور بن کر آتا ہے بے غیرت بن کر جاتا ہے۔

"عن عبد الله بن عمر رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من دُعِي فلم يُجب، فقد عصى الله ورسوله، ومن دخل على غير دعوةٍ دخل سارقًا، وخرج مُغِيرًا۔"(۲)

(۱) صحیح مسلم، کتاب الأشربۃ باب ما یفعل الضیفُ إذا تبعہ غیر من دعاہ صاحب الطعام واستحباب إذنِ صاحب الطعام للتابع ج/۲ص/۱۷۶/ حدیث نمبر۔ ۱۳۹-۲۰۳۷

(۲) سنن أبی داوٗد اول کتاب الأطعمۃ حدیث نمبر۔ ۳۷۴۱ ج/۲ص/۵۲۵

الترغیب والترہیب کتاب الطعام الترہیب من أن یدعی ال إنسان إلی الطعام الخ حدیث نمبر۔ ۳۲۹۹

بن بلائے دعوت میں شرکت کا حکم

حدیث شریف میں ایک واقعہ ہے کہ ایک انصاری صحابی جن کی کنیت ابوشعیب تھی، انھوں نے اپنے ایک گوشت کا کاروبار کرنے والے غلام سے کہا کہ تم میرے لئے پانچ آدمیوں کیلئے کھانا تیار کرو میں نبی کریم ﷺ کو دعوت دینا چاہتا ہوں، چناں چہ وہ کھانا تیار کیا گیا پھر وہ صحابی حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو دعوت پیش کی اس موقع پر ایک آدمی (جس کو دعوت نہیں دی گئی تھی) ان حضرات کے ساتھ ہولیا اس پر نبی کریم ﷺ نے دعوت دینے والے صحابی سے فرمایا کہ اے ابوشعیب ایک آدمی (مزید بغیر دعوت کے) ہمارے ساتھ آگیا ہے تم چاہو تو اس کو اجازت دو اور اگر چاہو تو چھوڑ دو (یعنی اجازت نہ دو) اس پر حضرت ابوشعیبؓ نے عرض کیا کہ میں ان کو اجازت دیتا ہوں۔(۱)

ایک حدیث میں یہ روایت منقول ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی یہ روایت منقول ہے کہ جو آدمی کسی کے یہاں دعوت میں بغیر بلائے گیا تو چور بن کر داخل ہوا اور لٹیرا بن کر نکلا (۲)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ بن بلائے دعوت میں شریک ہونا ناجائز ہی نہیں بلکہ بہت بڑا گناہ ہے۔

میزبان کی اجازت کے بغیر کسی کو کھلانا

بغیر میزبان کی اجازت کے کھانے میں شریک ہونے کی شرعاً اجازت نہیں ہے میزبان اسے کھانے سے روک سکتا ہے۔(۳)

---

(۱) مشکوۃ المصابیح ص ر ۲۷۸

(۲) مشکوۃ المصابیح ص ر ۲۷۸ بحوالہ محمود الفتاوی ج ر ۸ ص ر ۱۶۱

(۳) کتاب النوازل ج ر ۱۶ ص ر ۹۲

ہوائی جہاز کا گوشت اور سبزی وغیرہ کھانا

ہوئی جہاز کے کھانے میں اگر گوشت ہے تو نہیں کھانا چاہئے، کیونکہ ذبیحہ کا علم نہیں ہے، اور اگر کھانے کی کوئی ایسی چیز ہے، جس کا تعلق ذبیحہ سے نہیں ہے مثلاً سبزی یا چاول روٹی وغیرہ تو اگر برتن پاک ہیں، یا ان کی ناپاکی کا علم نہ ہو تو کھا سکتے ہیں، اور اگر یہ علم ہو کہ برتن ان کے ناپاک ہیں تو کھانا درست نہیں۔(۱)

”قال محمد ویکرہ الاکل والشرب فی أوانی المشرکین قبل الغسل ،ومع ھذا لو اکل او شرب فیھا قبل الغسل جاز ولا یکون“(۲)

---

(۱) محمود الفتاوی ج/۸ ص/۱۷۰

(۲) فتاوی عالم گیری ج/۵ ص/۳۴۷

باب

مختلف افراد کی دعوتوں کے احکام

سماج میں کمائی حلال وحرام کی تمیز کے بغیر بھی حاصل کی جاتی ہے، ہر شخص کو کمانے کا حکم ہے مگر حرام سے احتراز بھی واجب ہے، بعض لوگوں کی کمائی حرام یا مشتبہ ہوتی ہے بعض کی کمائی حرام یا حلال سے مخلوط ہوتی ہے، ایسے موقع پر مخلص دل رکھنے کی خاطر بلا تحقیق ہر شخص کی دعوت قبول کر لینا درست نہیں ہے، اس باب میں مختلف طرح کی کمائی کرنے والے افراد کی دعوت کے احکام بیان کئے جائیں گے۔

معاونین مدرسہ کی مدرسہ کے فنڈ سے دعوت کرنا

فتاوی دارالعلوم میں کہ اس قسم کے اخرجات مدرسہ سے کرنا درست ہے کہ مصلحت مدرسہ اس کو مقتضی ہے، اور ایسے مصالح میں خرچ کرنے کی اہل چندہ کی طرف سے دلالۃ اجازت ہوتی ہے۔(۱)

دوست سے زبردستی دعوت یا مٹھائی کھانا

بعض دفعہ دوست ایک دوسرے کو جبراً پکڑ کر کہتے ہیں کہ چلو چائے پلاؤ جب کہ پلانے والے کا ارادہ کبھی ہوتا ہے کبھی نہیں بھی، اسی طرح کسی دوست کے ہاں کوئی خوشی ہوئی تو کہتے ہیں، مٹھائی کھلاؤ، شرعی اعتبار سے طیب نفس کے بغیر زبردستی کسی سے دعوت کھانا شرعاً درست نہیں، البتہ خوشی کے موقع پر ساتھیوں دوست احباب کا بے تکلفی میں مٹھائی یا دعوت کا مطالبہ کرنے کی اجازت ہے، تاہم جس سے دعوت کا مطالبہ کیا جارہا ہے وہ دعوت کھلانے کا پابند نہیں، چاہے تو طیب نفس کے ساتھ دعوت کردے یا مٹھائی کھلادے، اور اگر نہ چاہے تو نہ کھلائے، اسے مجبور کرنے کا کسی کو حق نہیں، اور دعوت نہ کرنے کی صورت میں اسے ملامت کرنے کی بھی اجازت نہیں۔(۲)

رضامندی کے بغیر اس کا مال حلال نہ ہونے کی تشریح

طیب نفس کے بغیر کسی کا مال حلال نہ ہونے کی تشریح کا اہم اور قابل غور پہلو یہ ہے کہ کسی شخص کا مال اس وقت تک حلال نہیں جب تک کہ وہ بغیر کسی معاشرتی، اخلاقی اور سماجی دباؤ کے اپنے مال کے استعمال کی اجازت نہ دیدے، لہذا جہاں یقینی طور پر معلوم ہو کہ یہاں طیب نفس نہیں پایا جارہا بلکہ مالک نے کسی دباؤ کے تحت اجازت دی ہے یا اپنا

---

(۱) فتاوی دارالعلوم ج/۱۶ ص/۸۹

(۲) دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، فتوی نمبر ۱۴۴۰۱۰۱۲۰۱۰۶۷

مال خرچ کیا ہے تو یقیناً اس حدیث کی رو سے اس کے مال سے استفادہ کرنا یا معاشرے کی اس قسم کی تقریبات اور دعوتوں میں شرکت کرنا جائز نہیں، اس لیئے درحقیقت اجازت کہلانے کے لائق ہی وہ صورت ہے جس میں کسی قسم کا خارجی دباؤ شامل نہ ہو بلکہ خالصتہً اپنی رضاء اور خوشنودی سے یہ اجازت دی گئی ہو۔(۱)

نابالغ بچے کی طرف سے دعوت میں بالغوں کا شریک ہونا

کسی ادارے یا اسکول کے نابالغ طلبہ چائے پارٹی کریں، یا دعوت کریں تو ایسی اجتماعی دعوتیں جن میں نابالغ بچوں کا مال بھی شامل ہو، اساتذہ کو شرکت نہیں کرنی چاہئ، البتہ اگر ضیافت کسی بچے کے والد یا سرپرست کی طرف سے ہو، لیکن وہ بچے کی تربیت کی غرض سے اس کے ہاتھ سے اساتذہ کی ضیافت پر خرچ کروائے تو اس میں شرکت کی گنجائش ہوگی۔(۲)

بچوں کے مال سے دعوت کھانے کا حکم

اگر کسی اسکول میں بچوں کے کہنے پر دعوت ہو اور بچے اپنی رضامندی سے پیسے دیں، اور ٹیچرز بھی آتی ہیں، اور یہ کہا جاتا ہے کہ جو پیسے نہ دیں وہ دعوت میں نہ آئیں، نیز جو بچے پیسے دیتے ہیں ان کا علم نہیں ہوتا کہ ان کے والدین وغیرہ کی کمائی حلال ہے یا حرام، اس صورت میں بچوں کی دعوت کھانا جائز ہے، اس لیے کہ یہ دعوت گویا بچوں کے والدین کی جانب سے ہوگی، بچے رقم کے جمع ہونے میں محض واسطہ بنیں گے، البتہ یہ خیال ضرور رکھا جائے کہ سب یا اکثر والدین کی آمدنی حلال ہو۔ واللہ اعلم۔(۳)

---

(۱) دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، فتوی نمبر ۱۴۳۵۱۰۲۰۰۰۲۰

(۲) دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، فتوی نمبر ۱۴۴۰۰۴۲۰۰۷۳۵

(۳) دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، فتوی نمبر ۱۴۳۶۰۱۲۰۰۰۲۱

مختلف فیہ مسئلہ میں مفتی صاحب کا دعوت قبول کرنا

جن مفتیان کرام کے پاس جانبین کا مسئلہ ہو تو قبل از فتوی کیا وہ مفتیان کرام جانبین میں کسی کی بھی دعوت کھا سکتے ہیں؟

مفتی صاحب میں کسی پر حکم کے الزام (لازم کرنے) کی اہلیت نہیں ہوتی، یہ قاضی کا منصب ہے؛ اس لیے مفتی صاحب کے لیے عمومی احوال میں دعوت قبول کرنا جائز ہے، تاہم اگر دعوت کا سبب ان کی طرف سے جاری ہونے والا فتوی ہو تو دعوت میں شرکت نہیں کرنی چاہیے، اور اگر مفتی صاحب فتوی میں سہولت کے لیے یا رخصت دینے کے لیے ہدیہ یا دعوت قبول کرے تو یہ ناجائز اور حرام ہے۔ اور اگر ان کے علم وتقوی کی وجہ سے محبت والفت کے طور پر ہدیہ دیا جائے یا دعوت کی جائے تو قبول کرنا جائز ہے۔(۱)

طفیلی کی دعوت میں شرکت کا حکم

اگر کوئی بلا اجازت دعوت میں شریک ہو جائے تو یہ ناجائز ہے، الا یہ کہ اس کے اور داعی کے درمیان بے تکلفی ہو تو گنجائش ہے، نیز کھانے سے پہلے صاحب خانہ سے اجازت لے لی تب ہی اجازت ہوگی، ایک صحابیؓ حضور ﷺ کے ساتھ دعوت میں شریک ہوتے تو آپ ﷺ نے میزبان سے اجازت طلب فرمائی

"فقال النبي ﷺ يا أبا شعيب، إن رجلا تبعنا، فإن شئت أذنت له، وإن شئت تركته قال: لا، بل أذنت له"(۲)

ایک دوسری روایت میں آپ ﷺ نے بغیر اجازت کھانے والے کے متعلق

---

(۱) فتاوی شامی کتاب القضاء ج/۵ ص/۳۷۵

فتوی نمبر ۱۴۳۹۰۸۲۰۰۳۹۰ دارالافتاء امعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

(۲) صحیح البخاری باب الرجل یدعی الی طعام ج/۷ ص/۸۲ حدیث نمبر ۵۴۶۱

فرمایا اس نے چور بن کر داخل ہوا اور ڈاکو بن کر نکلا۔

"عن نافع، قال :قال عبد الله بن عمر :قال رسول الله ﷺ من دعي فلم يجب فقد عصى الله ورسوله، ومن دخل على غير دعوة دخل سارقا وخرج مغيرا"(۱)

جس غریب کو سود کی رقم دی گئی، اس کی دعوت قبول کرنے کا حکم

فقہاء ایسی رقم کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اسے صدقہ کر دینا واجب ہے تو اگر یہ رقم مستحق شخص کو دی گئی تو اس کے حق میں صدقہ قرار پائی اور صدقہ کا حکم یہ ہے کہ واسطہ آجانے سے مال کا حکم بدل جاتا ہے رسول اللہ ﷺ ایک بار اپنی خادمہ حضرت بریرہؓ کے یہاں تشریف لے گئے وہ گوشت پکا رہی تھی انہوں نے آپ ﷺ کے سامنے کھانا پیش کیا لیکن اس میں گوشت نہیں تھا آپ ﷺ نے وجہ دریافت کی انہوں نے عرض کیا کہ یہ گوشت صدقہ کا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے لئے صدقہ ہے لیکن جب تم مجھے کھلاؤ تو ہدیہ ہے۔(۲)

سود خور کی دعوت

رسول اللہ ﷺ نے سود کی ہر طرح سے حرمت بیان فرمائی، اس سے معلوم ہوا کہ سود میں تعاون اور سودی کاروبار کی حوصلہ افزائی بھی جائز نہیں، اصولی طور پر سود خور کی حوصلہ شکنی ہونی چاہئے، سوائے اس کے کہ کوئی دینی مصلحت اس میں مانع ہو، اس لئے جو لوگ مقتدر اور ذمہ دار ہوں انکو ایسے لوگوں کی دعوت میں شریک نہ ہونا چاہئے، تاکہ سود خوار کی حوصلہ شکنی ہو البتہ عام مسلمانوں کیلئے حکم کی تفصیل فقہاء نے یوں بیان کی ہے کہ اگر معلوم ہو کہ دعوت سودی پیسے سے کی جارہی ہے تب تو دعوت میں شریک ہونا قطعاً جائز نہیں، اور اگر دعوت کا

---

(۱) سنن أبي داود باب ماجاء في اجابة الدعوة ج ۳/ ص ۳۴۱ حدیث نمبر ۳۷۴۳

(۲) صحیح بخاری باب اذا تحولت الصدقة حدیث نمبر ۱۴۹۵ بحوالہ کتاب الفتاوی ج ۶/ ص ۱۹۹

حلال پیسے سے ہونا معلوم ہو تو دعوت میں شرکت جائز ہے، اور متعین طور پر اسکا عتبار ہو گا کہ اسکی آمدنی کا غالب ذریعہ کیا ہے؟ اگر غالب حصہ حرام ہے تو دعوت مین شرکت درست نہیں۔(۱)

سودی کاروبار کرنے والے کی دعوت کا حکم

اگر اسکی آمدنی کا اکثر حصہ سود یا دیگر حرام اشیاء پر مشتمل نہیں ہے تو اس کے یہاں کھانے کی گنجائش ہے، لیکن بہتر ہے۔(۲)

رشوت خور کی دعوت

بہتر ہے کہ نہ کھاوے اگر معلوم ہو کہ رشوت کے مال سے کھلاتا ہے ورنہ درست ہے۔(۳)

حرام آمدنی والے کی دعوت قبول کرنے کی تفصیل

اگر کھانا ہی حرام کمائی والے کا ہے تو اس میں یہ تفصیل ہے:

۱۔ اگر اس شخص کی آمدنی خالص حرام ہو، اور وہ اپنی اس متعین حرام آمدنی سے کھانا کھلائے یا ہدیہ دے تو جان بوجھ کر ایسے شخص کا کھانا کھانا جائز نہیں ہے۔

۲۔ اگر اس شخص کی آمدنی خالص حرام ہو، لیکن وہ اپنی اس حرام آمدنی سے کھانا کھلانے کے بجائے کسی دوسرے شخص سے حلال رقم قرض لے کر کھانے کا انتظام کرے، تو ایسے شخص کا کھانا کھانا جائز ہے۔

۳۔ اگر اس شخص کی آمدنی حلال بھی ہو اور حرام بھی، اور دونوں آمدنی جدا جدا ہوں، تو ایسی صورت میں اگر وہ حرام آمدنی سے کھانا کھلائے تو اس کا کھانا، کھانا جائز نہیں ہوگا، اور اگر حلال سے کھانا کھلائے تو پھر اس کا کھانا، کھانا جائز ہوگا۔

---

(۱) کتاب الفتاوی ج/۶ ص/۲۰۰

(۲) فتاوی عثمانی ج/۴ ص/۴۱۲

(۳) فتاوی دارالعلوم ج/۱۶ ص/۹۶

۴۔اگر اس شخص کی آمدنی حلال بھی ہو اور حرام بھی ہو، اور یہ دونوں قسم کی آمدنی اس کے پاس اس طرح مخلوط ہو کہ ایک آمدنی کو دوسری آمدنی سے ممتاز کرنا مشکل ہو، لیکن حلال آمدنی کی مقدار زیادہ ہو اور حرام آمدنی کی مقدار کم ہو تو ایسی صورت میں اس کا کھانا کھانے کی گنجائش ہے، لیکن اس صورت میں بھی اگر اجتناب کیا جائے تو یہ زیادہ بہتر ہے۔

۵۔اور اگر اس شخص کی آمدنی حلال اور حرام سے مخلوط ہو لیکن آمدنی کا کثریت حرام ہو تو اس صورت میں اس کا کھانا کھانا جائز نہیں ہوگا۔(۱)

خاندانی تعلقات کی خاطر حرام آمدنی کی دعوت میں شرکت کرنا

اگر دعوت کرنے والے کی آمدنی صرف حرام ہی کی ہے، اور کوئی حلال آمدنی نہیں ہے، اور وہ اسی حرام آمدنی سے دعوت کر رہے اور معلوم بھی ہے تو اس دعوت کا کھانا، کھانا جائز نہیں ہے، البتہ خاندانی تعلقات، اور صلہ رحمی کی بنا پر تقریب میں شرکت کر سکتے ہیں، بشرطیکہ کوئی اور شرعی مانع موجود نہ ہو، نیز ایک مسلمان کا حرام کی رقم سے دعوت کرنا بھی جائز نہیں ہے، چاہیے کہ کسی حلال رقم کا بندوبست کریں:

”خاندانی تعلقات برقرار رکھنے اور دوسرے سب لوگوں کو حرام مال کھلانے سے بچانے کے لیے آپس میں مل کر یہ ترتیب بنالی جائے کہ شادی کے کھانے کے اخراجات اپنے ذمے لے لیں اور اس رقم سے وہ دعوت کا کھانا بنالیں، ایسی صورت میں چوں کہ کھانا حلال رقم سے بنا ہوگا تو آپ کے لیے اور دیگر خاندان والوں کے لیے بھی اس کا کھانا درست

---

(۱)”أهدى إلى رجل شيئاً أو أضافه إن كان غالب ماله من الحلال فلا بأس إلا أن يعلم بأنه حرام، فإن كان الغالب هو الحرام ينبغي أن لا يقبل الهدية، ولا يأكل الطعام إلا أن يخبره بأنه حلال ورثته أو استقرضته من رجل، كذا في الينابيع" الفتاوی الہندیہ ج/۵ ص/ ۳۴۲ الباب الثانی عشر فی الهدایا والضیافات،

دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، فتوی نمبر ۱۴۴۰۰۱۲۰۰۵۶۹

ہوگا، اس سے تعلقات مضبوط بھی ہوں گے اور دعوت کرنے والا بھی لوگوں کو حرام کھلانے کے گناہ سے بچ جائے گا، اور خاندان کے باہمی تعلقات بھی بہتر رہیں گے"۔(۱)

مخلوط دعوت کا حکم

بعض دعوتوں میں مرد وعورتوں کا اختلاط، بے پردگی وغیرہ بہت سے ناجائز لوازمات ہوتے ہیں، اور وہ لوگ زبردستی دعوت کرتے ہیں، اور بسا اوقات تو اصرار تک کرتے ہیں کہ آپ کو ضرور آنا ہے، بلانے کے لئے گاؤں تک بھیج دیتے ہیں، ایسے وقت دعوت قبول کریں، تو منکرات کی تائید لازم آتی ہے، اور رد کرنے پر بظاہر اُن کی دل شکنی کا اندیشہ رہتا ہے، ایسے موقع پر شریعت کا حکم یہی ہے کہ خلافِ شرع اور ناجائز اُمور میں مخلوق کی اِطاعت جائز نہیں، حتیٰ کہ اگر ماں باپ بھی خلافِ شرع امر کا حکم دیں، تو اُن کی بھی اِطاعت جائز نہیں۔ بریں بنا منکرات والی تقریبات میں شرکت کرنے سے اگر اِن منکرات اور محرمات کی تائید ہوتی ہو، اور دوسرے لوگ آپ کی شرکت کو دلیل اور حجت بناتے ہوں، تو آپ کے لئے شرکت کرنا جائز نہیں، اور اُمور شرعیہ کی خلاف ورزی میں کسی دل شکنی کا کوئی اعتبار نہیں کیا جاتا، لہٰذا ایسی دعوت میں جانے سے آپ صاف انکار کردیں؛ البتہ اگر آپ کے اندر اتنی ہمت ہے کہ وہاں جا کر آپ برملا ان برائیوں پر نکیر کریں، جس کا مثبت اثر ماحول اور معاشرہ پر پڑے، اور لوگ آپ کی بات قبول کرکے آئندہ اِن منکرات سے باز آجائیں، تو اس نیت سے آپ وہاں جاسکتے ہیں۔

"رأى ابن مسعود صورة في البيت فرجع۔ ودعا ابن عمر

(۱) "اهدى إلى رجل شيئاً أو أضافه إن كان غالب ماله من الحلال فلا بأس إلا أن يعلم بأنه حرام، فإن كان الغالب هو الحرام ينبغي أن لا يقبل الهدية، ولا يأكل الطعام إلا أن يخبره بأنه حلال ورثته أو استقرضته من رجل، كذافي الينابيع"
فتاوی عالمگیری الباب الثانی عشر فی الهدايا والضيافات ج ر ۵ ص ر ۱۳۴۲

أبا أيوب فرأى في البيت سِترًا على الجدار، فقال ابن عمر رضی اللہ عنہ غلبنا عليه النساءُ، فقال من كنتُ أخشى عليه لم أكن أخشى عليك، والله لا أطعمُ لكم طعامًا، فرجع"۔(۱)

ترجمہ:ایک مرتبہ خالد بن زید انصاری نے اپنے بیٹے سالم کی ولیمہ کی دعوت میں حضرت ابن مسعودؓ اور ابن عمرؓ کو دعوت دی،حضرت ابن مسعودؓ نے دیکھا کہ تصویر وغیرہ ہے،تو دعوت میں شریک ہوئے بغیر چلے گئے،حضرت ابن عمر نے جوآ کر دیکھا تو دیواروں پر پردے لٹکے ہوئے ہیں تو آپؓ نے حضرت ابوایوب انصاریؓ کو بلایا اور فرمایا کہ عورتیں اس معاملہ میں ہم پر غالب آگئیں ہیں،حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا مجھے یہ تو اندیشہ تھا کہ اس طرح کی رسومات کوئی اور کریں گے لیکن یہ اندیشہ نہیں تھا کہ یہ رسم کسی صحابی کے گھر میں ہوگی،تو آپؓ نے تنبیہ فرمائی اور ناراضگی کا اظہار فرمایا اللہ تمھیں اس طرح کے رسومات کے بعد کبھی کھانا نہ کھلائے۔(یعنی فراخی سے محروم کردے)

اسلامی بینک کی آمدنی رکھنے والے کی دعوت کا حکم

موجودہ دور میں اسلامی بینکنگ کے نام سے کھلنے والا کوئی بھی بینک ہماری تحقیق کے مطابق اسلامی نہیں،لہذا اسلامی بینک کی آمدنی ناجائز ہے،اس لئے تمام یا اکثر آمدنی اسلامی بینک کی ہے تو ان کے ہاں کھانے پینے سے پرہیز اور ایسی دعوت سے عذر کرلینا بہتر ہے، البتہ اگر بینک کی آمدنی کے ساتھ دیگر آمدنی بھی ہے اور وہ بینک کی آمدنی سے زیادہ ہے تو ایسی صورت میں دعوت قبول کی جاسکتی ہے۔(۲)

---

(۱) صحیح بخاری کتاب النکاح حدیث نمبر۔۵۱۸۱

(۲) دارالافتاءجامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن فتوی نمبر ۱۴۳۳۶۰۳۲۰۰۰۰۸

بینک ملازم کی دعوت قبول کرنے کا حکم

بینک اور انشورنس کمپنی کی وہ ملازمت جو خالص سودی حساب کتاب اور لین دین سے متعلق ہو ناجائز ہے، اور اسکی تنخواہ بھی حلال نہیں ہے، لہذا ایسے ملازم کے گھر کھانا اسکی دعوت قبول کرنا یا اس سے ہدیہ قبول کرنا درست نہیں، ہاں اگر معلوم ہو جائے کہ ضیافت یا ہدیہ حلال مال سے ہے تو درست ہے، نیز آجکل بینک میں سودی لین دین کے علاوہ درآمدات اور برآمدات، بجلی، ٹیلیفون وغیرہ کے بل ادا کئے جاتے ہیں، یعنی حلال کاروبار بھی ہوتا ہے، لہذا بینک کو خالص سودی کاروبار کی جگہ سمجھنا مشکل ہے، تاہم بینک ملازم کی دعوت قبول کرنے سے اجتناب اولیٰ ہے لیکن حرام اور ناجائز بھی نہیں ہے۔(۱) اسلام اور جدید معاشی مسائل میں ہے بینک کی تنخواہ یا حرام آمدنی سے تحفہ یا دعوت قبول کرنا اسمیں اصل قاعدہ یہ ہوتا ہے کہ اکثر آمدنی اگر حرام ہو تو پھر اس مال سے ہر چیز کو لینا حرام خواہ تنخواہ ہو پیسے ہوں، لیکن بینک میں جو روپیہ ہوتا ہے وہ اکثر حرام کا نہیں ہوتا اس میں اصل سرمایہ ہوتا ہے، بینک کے مالکین اور دوسرے ڈپازیٹر کے پیسے ہوتے ہیں اکثریت مال حرام کی نہیں ہے اسلئے اگر کوئی کام جائز کر کے اسکے پیسے لئے جائیں تو جائز ہے۔(۲) جواہر الفتاویٰ میں ہے جس شخص کا ذریعہ آمدنی حرام ہے، مثلاً بینک کی ملازمت، انشورنس کی ملازمت، سینماؤں کی آمدنی گانے والوں کی آمدنی، فوٹو گرافی کی آمدنی، اگر اسکا کوئی حلال ذریعہ آمدنی نہیں ہے تو اسکے یہاں کھانا پینا، اسکو ہدیہ، تحفہ وصول کرنا اور استعمال کرنا ناجائز وحرام ہے، الایہ کہ وصول کرنے والا خود مستحق زکوۃ وصدقہ ہو تو پھر گنجائش ہوگی، البتہ جس شخص کے ذرائع آمدنی حلال وحرام دونوں طرح کے ہیں تو اسکی تفصیل ہے، اگر حلال آمدنی اور حرام اسکے پاس الگ الگ ہیں، اپنے اخرجات کھانے، پینے، لباس وغیرہ میں حلال آمدنی استعمال کرتا ہے اور اس کی بات

---

(۱) فتاوی دارلعوم زکریا ج/۶ ص/ ۱۲۷

(۲) اسلام اور جدید معاشی مسائل ج/۴ ص/ ۱۳۶

پر اعتماد ہے تو اسکے یہاں کھانا، پینا جائز ہے اور حلال مال سے کہہ کر اگر ہدیہ تحفہ دیتا ہے تو اسکا لینا بھی جائز ہے اور مخلوط ہو تو غالب کا اعتبار ہے۔(۱)(۲)

بینک میں فکس ڈپازٹ کرنے والوں کی دعوت قبول کرنا

فکس ڈپوزٹ سودی معاملہ ہے اس میں جمع شدہ پر زائد رقم ملتی ہے وہ حلال نہیں ہے، اور جو ایسا کرتا ہے اور اسکے یہاں دوسری حلال آمدنی بھی ہے اور ڈپوزٹ کا راس المال بھی حلال ہے تو شرعاً جس کے یہاں حرام وحلال دونوں طرح کی آمدنی ہے اس کے یہاں دعوت کھانا جائز ہے۔(۳)

روزہ نہ رکھنے والے کی دعوت افطار قبول کرنا

جو شخص بلا عذر شرعی رمضان المبارک کا روزہ چھوڑ دیتا ہو تو ایسے شخص کی دعوت افطار میں شرکت نہیں کرنی چاہئے تاکہ اسے اپنی حرکت پر شرمندگی ہو، ورنہ ایسے لوگ سمجھتے ہیں ہم روزہ داروں کو کھلا دیں گے تو ہمیں بھی ان کے روزہ کے برابر ثواب مل ہی جاتا ہے تو روزہ کیوں رکھا جائے، جبکہ روزہ رکھنا فرض ہے، روزہ داروں کو کھلانا نفل ہے، اور کبھی فرض کا بدل نہیں بن سکتا، اسکی مثال ستر کھول کر عمامہ باندھنے کی سی ہے۔(۴)

---

(۱) جواہر الفتاوی ج ۳/ص ۹۲۶/

(۲) "أهدى إلى رجل شيئاً أو أضافه، إن كان غالب ماله من الحلال فلا بأس، إلا أن يعلم بأنه حرام، فإن كان الغالب هو الحرام ينبغي أن لا يقبل الهدية ولا يأكل الطعام، إلا أن يخبره بأنه حلال ورثته أو استقرضته من رجل، كذا في الينابيع ۔ ولا يجوز قبول هدية أمراء الجور؛ لأن الغالب في مالهم الحرمة إلا إذا علم أن أكثر ماله حلال، بأن كان صاحب تجارة أو زرع فلا بأس به؛ لأن أموال الناس لا تخلو عن قليل حرام، فالمعتبر الغالب، وكذا أكل طعامهم" الفتاوى الهندية: ۵/۳۴۲

(۳) فتاوی قاسمیہ ج ۲۴/ص ۲۲۶/

(۴) رمضان المبارک معروفات ومنکرات ص/۱۵۷

حرام کمانے والے شخص کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانا

حرام آمدنی والے کے ساتھ بیٹھ کر کھائے جانے والے کھانے میں اگر کوئی حرام چیز نہ ہو اور کھانا بھی حرام کے پیسوں کا نہ ہو اور مجلس بھی غیر شرعی نہ ہو تو صرف اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے، بل کہ اگر اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے اور تعلقات رکھنے کی صورت میں حلال کی ترغیب اور حرام سے بچنے کی تلقین کرنے سے وہ حرام سے بچ جائے گا تو یہ عین مطلوب اور مقصود ہے۔ البتہ اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں کہ اس کے حرام کمانے کی وجہ سے کھانا، کھانا ترک کردوں گا تو یہ میرے تعلق کی وجہ سے حرام کمانے سے بچنے کی کوشش کرے گا اور یہ اس کی ترغیب کا ذریعہ بنے گا تو اس نیت سے اس کے ساتھ نہ کھانا بھی درست ہے۔ الغرض اپنے حالات، ماحول، اور تعلق کو دیکھتے ہوئے ان دونوں صورتوں میں سے جو مناسب سمجھیں اس کے مطابق عمل کریں۔

گڑیا اور تصویر بیچنے والے کے یہاں کھانا

جس کے پاس گڑیوں اور تصویروں کی صرف ناجائز آمدنی ہے، اس کے گھر کا کھانا ناجائز ہے، البتہ وہ اگر حلال آمدنی سے قرض وغیرہ لے کر کھلائے تو جائز ہے(۱)

گٹکا تمباکو فروش کی دعوت

فتاویٰ محمودیہ میں ہے کہ تمباکو کی کاشت بھی جائز ہے اور تجارت بھی جائز ہے، استعمال بھی جائز ہے، الا یہ کہ وہ نشہ آور ہو تب منع کیا جائے گا، مسجد میں جانے کے لیے منہ صاف کر کے اس کی بدبو کو زائل کرنے کا اہتمام کیا جائے''۔ گٹکا اور ماوا پر حکومت نے سخت مضر صحت اشیاء پر مشتمل ہونے کی وجہ سے پابندی لگائی ہوئی ہے، لہذا مضر صحت ہونے اور ملکی قوانین میں

---

(۱) فتاوی محمودیہ ج ۶/ ص ۶۱/

ممنوع ہونے کی وجہ سے ان کے کاروبار اور استعمال سے اجتناب لازم ہے، اس کی کمائی مکروہ ہوگی، لہٰذا ایسے شخص کی دعوت قبول کرنا جائز تو ہے البتہ خلاف اولیٰ ہے۔(۱)

طوائف کے یہاں دعوت کھانا

طوائف کی حرام آمدنی میں سے کھانا پینا حرام ہے، اور اس کی شادی وتقریب میں شریک ہونا نہیں چاہئے(۲)

زانی کے گھر کی دعوت

اس کے گھر کا کھانا حرام نہیں ہے، کیونکہ اس کا کام حرام ہے مگر جس مال سے وہ دعوت کر رہا ہے وہ حرام نہیں ہے، بلکہ حلال طریقہ سے کوئی جائز کام کر کے کما کر دعوت کر رہا ہے مگر تنبیہاً احتیاط کرنا مناسب ہے۔(۳)

ولدالزنا کی دعوت

زنا اگرچہ فی نفسہ ایک فعل حرام ہے لیکن زنا سے پیدا ہونے والے بچے کا اس میں کوئی قصور اور گناہ نہیں ہوتا جہاں تک اس کی کمائی اور اس سے ہدیہ قبول کرنے کا مسئلہ ہے تو محض ولدالزنا ہونے کی وجہ سے کسی کا مال حرام نہیں ہوتا اگر حلال طریقہ سے مال کمایا ہو تو وہ حلال ہوگا، لہٰذا اس کا استعمال اور اس سے ہدیہ لینا جائز ہے۔(۴)

---

(۱) فتاویٰ محمودیہ ج/۱۸ ص/۳۹۷

(۲) فتاوی دارالعلوم ج/۱۶ ص/۹۹

(۳) فتاوی دارالعلوم ج/۱۶ ص/۱۰۰

(۴) فتاوی عثمانیہ ج/۱۰ ص/۲۰

قاتل کی دعوت کاحکم

قاتل بھی زانی کی طرح فاسق ہیں،ان کا مال اگر حلال ہوتو ان کے یہاں کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں،ہاں اگر یہ معلوم ہوکہ ہمارے نہ کھانے سے ان پر اثر ہوگااور اپنے فسق سے باز آجائیں گےتو ان کی دعوت قبول نہیں کرنی چاہئے،اسی طرح اگر یہ مقصود ہوکہ اسکی اپنے فسق کااحساس ہوجائے اور یہ سمجھ لے کہ یہ لوگ میرے اس کام کی وجہ سے ناراض ہیں،تو اس صورت میں بھی دعوت قبول نہیں کرنی چاہئے،لیکن اگر صدق دل سےتوبہ کرلیں تو اس کے دعوت رد نہ کی جائے قبول کرسکتے ہیں۔(۱)

شرابی کےساتھ کھاناپینا

شراب خور فاسق و بدکار ہے اور مرتکب کبیرہ گناہ کا ہے جب تک وہ توبہ نہ کرے اس سے ملنا جلنا شریک شادی وغمی ہونا درست نہیں ہے۔(۲)

گانجافروش کےگھرکھاناکھانا

جوشخص حرام اشیاء کی تجارت کرتا ہے اس کے گھر کھانا کھانے سے احتراز مناسب ہے (۳)

مسلمان دھوبی کےگھرکاکھانا

جومسلمان پابند صوم وصلاۃ ہواور قوم کادھوبی ہو،اس کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے،اور جو شخص اس کے ساتھ کھانے پینے سے احتراز کرے یااس کے ساتھ کھانے پینے والے سے

---

(۱)حبیب الفتاوی ج/۶ص/۲۱۷ بتغییر یسیر

(۲)فتاوی دارالعلوم ج/۱۶ص/۱۰۰

(۳)فتاوی دارالعلوم ج/۱۶ص/۱۰۵

متارکت کرنے والے اور اس انقطاع میل ملاپ کرنے والے گنہ گار ہیں۔(۱) اگر وہ غیر مسلم ہے تو جب تک ناپاکی کا علم نہ ہو تو درست ہے(۲)

مسلمان حجام اور خاکروب کا کھانا کھانا

مسلمان حجام یا خاکروبی کا پیشہ کرنے والے کا کھانا کھانا جائز ہے۔(۳) فتاوی قاسمیہ میں ہے کہ نائی کی کمائی صاحبینؒ کے اصول کے مطابق تعاون علی المعصیت کی وجہ سے مکروہ تنزیہی ہے، اور امام ابوحنیفہؒ کے اصول کے مطابق بلا کراہت جائز ہے۔(۴)

ہیجڑے کے گھر کا کھانا کھانا

ہیجڑے کے گھر کا کھانا کھانا جائز ہے، اور درست ہے۔(۵) فتاوی قاسمیہ میں ہے کہ اگر ان مخنث لوگوں کی ساری کمائی ناچ گانے کی ہے، تو ان کے یہاں دعوت قبول نہ کی جائے اور اگر حرام کمائی زیادہ نہیں ہے، بلکہ حلال کمائی ہی زیادہ ہے تو دعوت قبول کرنے کی گنجائش تو ہے مگر بہتر نہیں، البتہ اگر مخنثوں کی دعوت میں شرکت کے نتیجہ میں انکی ہدایت کا ذریعہ بن سکتا ہو تو قبول کر لینی چاہئے ورنہ نہیں۔(۶)

فقیر اگر مانگے ہوئے پیسوں سے دعوت کرے؟

فقیر کے مانگے ہوئے پیسہ سے دعوت کھانا درست ہے، مگر جن فقیروں کو سوال حرام

---

(۱) فتاوی دارالعلوم ج ۱۶/ص ۱۰۶/

(۲) فتاوی محمودیہ ج ۲۷/ص ۱۰۸/

(۳) فتاوی دارالعلوم ج ۱۶/ص ۱۰۶/

(۴) فتاوی قاسمیہ ج ۲۴/ص ۲۲۰/

(۵) فتاوی دارالعلوم ج ۱۶/ص ۱۰۶/

(۶) فتاوی قاسمیہ ج ۲۴/ص ۲۲۹/

ہے، اور وہ اس سے پیسہ جمع کریں تو اس کی دعوت اس پیسہ سے کھانا اچھا نہیں ہے۔(۱)

پولیس کی دعوت اور اس کے گھر دعوت کھانا

دعوت کرنا اور کھانا ان کے گھر درست ہے، اور احتراز کرنا احوط ہے، چونکہ ان کی کمائی میں رشوت کا زیادہ اندیشہ رہتا ہے(۲)

وکیلوں کے گھر کا کھانا کھانا

وکیلوں کے گھر کا کھانا کھانا درست ہے، چونکہ ہر وکیل جھوٹا نہیں ہوتا حق کی خاطر بھی بہت سے وکلاء کیس لڑ کر حلال کماتے ہیں۔(۳)

فاسق کی دعوت قبول کرنا

فاسق کی دعوت قبول کرنے، اور اس کے گھر کا کھانا کھانے سے نبی ﷺ نے منع فرمایا۔"نھی رسول اللہ ﷺ عب اجابة طعام الفاسقين "(۴) فتاوی محمودیہ میں ہے کہ جو شخص حرام، ال کھلائے اس کی دعوت قبول کرنا ہرگز جائز نہیں، اگر کسی سے ایسا تعلق ہو کہ اس کی دعوت قبول کرنے سے اسکی اصلاح کی امید ہو یعنی یہ کہ وہ اپنے فسق سے توبہ کرے گا تو اس نیت سے اسکی دعوت قبول کرلی جائے کہ اس میں خیر ہے، اگر دعوت قبول نہ کرنے سے اصلاح کی امید ہو تو اسکی دعوت قبول نہ کی جائے کہ اس میں خیر ہے، اگر فاسق قبول کرنے سے اپنے متعلق فسق میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ ہو اور اسکی اصلاح کی امید نہیں تب بھی قبول نہ کی جائے، اگر دعوت قبول کرنے سے انکار کرنے میں مفسدہ ہو مثلاً یہ کہ

---

(۱) فتاوی دار العلوم ج/۱۶ ص/۱۰۶

(۲) فتاوی دار العلوم ج/۱۶ ص/۱۰۹

(۳) فتاوی دار العلوم ج/۱۶ ص/۱۰۹

(۴) مشکاۃ المصابیح ص/۲۷۹ بحوالہ فتاوی دار العلوم ج/۱۶ ص/۱۱۲

وہ آمادہ مخالفت ہو کر اذیت پہنچائے گا تو مفسدہ سے تحفظ کیلئے بھی قبول کرلینے کی گنجائش ہے۔(۱)

ڈاکیہ کی دعوت قبول کرنا

ڈاکیہ کی دعوت قبول کرنا جائز ہے۔(۲) کیونکہ جائز عمل ہے جس کی اجرت ملتی ہے۔

اسقاط کرنے والی لیڈی ڈاکٹر یا کرانے والی عورت کی دعوت

اس کا حکم وہی ہے جو زانی، قاتل اور دیگر فاسقین کا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہیکہ نفس مال اگر حلال ہے تو دعوت قبول کرنے میں حرج نہیں، ہاں اگر یہ معلوم ہو کہ ہمارے نہ کھانے سے ان پر اثر ہوگا اور اپنے فسق سے باز آجائیں گے ان کی دعوت قبول نہیں کرنی چاہئے۔(۳)

دودھ میں پانی ملا کر فروخت کرنے والے کی دعوت

حدیث میں آتا ہے کہ تم اونٹ اور بکری وغیرہ کو اس طور پر نہ فروخت کرو کہ دو تین دن اسکا دودھ دھونا چھوڑ دو تا کہ وہ دودھ جمع ہو جائے پھر مشتری زیادہ دیکھ کر زیادہ قیمت میں لے لے صاحب مرقات نے اس نہی کی علت دھوکہ دہی بیان فرمائی ہے، اگر کوئی اتنا پانی ملا کر فروخت کرتا ہے کہ پانی غالب اور دودھ مغلوب ہے تو اسکی دعوت قبول کرنا درست نہیں لیکن اگر ایسا نہیں بلکہ دودھ غالب اور پانی مغلوب ہے تو پھر اسکی دعوت قبول کرنے میں دعوت قبول کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، البتہ اگر کوئی ورع وتقوی کے پیش نظر نہ قبول کرے تو اسکی بھی گنجائش ہے۔(۴)

---

(۱) فتاوی محمودیہ ج ر ۷ ۲ ص ر ۱۱۱

(۲) فتاوی دار العلوم ج ر ۱۶ ص ر ۱۱۳

(۳) حبیب الفتاوی ج ر ۶ ص ر ۲۱۹ بتغییر یسیر

(۴) فتاوی قاسمیہ ج ر ۲۴ ص ر ۲۲۴

قصاب کی دعوت قبول کرنا

قصاب کا بات بات پر جھوٹ بولنا وہ بھی سخت گناہ ہے، اسکے باوجود گوشت کی قیمت حرام نہیں۔(۱) اس لئے ان کی دعوت قبول کرنا جائز ہے۔

چمار کے گھر کا پکا ہوا کھانا

ہر انسان کا جھوٹا پاک ہے، بشرطیکہ اس میں کوئی نجاست نہ ملی ہو، چمار، بھنگی نے اگر پاک کھانا برتن میں پاک ہاتھ سے پکایا ہو تو وہ پاک ہے، کھانے میں گوشت ہو تو اسکی اجازت نہیں (۲)

رہن کی آمدنی سے دعوت

اگر کوئی شخص رہن کی آمدنی سے دعوت کرے تو دعوت قبول کرنا نا جائز ہے، کیونکہ رہن پر نفع سود کے حکم میں ہے، ہاں! اگر وہ جائز آمدنی سے دعوت کرے تو قبول کرنے میں مضائقہ نہیں۔(۳)

تارک زکوۃ کی دعوت

تارک زکوٰۃ کی دعوت جائز ہے بشرطیکہ حلال مال سے دے، اگر کوئی بڑا آدمی اس غرض سے دعوت کا انکار کر دے کہ وہ متاثر ہو کر زکوۃ ادا کرے تو بہتر ہے۔(۴)

مردار کی خرید وفروخت کرنے والے کے یہاں کھانا

مردار کی خرید وفروخت سے حاصل ہونے والی کمائی حلال نہیں ہے، اسلئے مردار کی

---

(۱) فتاوی محمودیہ ج/۲۷ ص/۱۱۸

(۲) فتاوی محمودیہ ج/۲۷ ص/۷۴۔۷۵

(۳) فتاوی محمودیہ ج/۲۷ ص/۱۲۱

(۴) جامع الفتاوی ج/۱ ص/۳۷۴

خرید وفروخت تجارت وغیرہ باطل ہے۔(۱)

مردار کی کھال وہڈی فروخت کرنے والے کی دعوت

دباغت سے پہلے کھالوں کو فروخت کرنا اور اس سے آمدنی حاصل کرنا حرام ہے، اور ہڈیوں کا حکم یہ ہے کہ اگر آلائش الگ کر کے انھیں فروخت کیا جائے یا کھال کو دباغت دینے کے بعد بیچا جائے تو اسکی آمدنی حلال ہوگی، دعوت قبول کرنے کے سلسلہ میں غالب آمدنی حرام کی ہے جائز نہیں، اور اگر غالب آمدنی حلال ہے تو اس صورت میں دعوت قبول کرنا جائز ہے۔(۲)

غیر مسلم خنزیر کے بالوں کا برش بنانے والے کی دعوت

غیر مسلم کے عقیدہ میں شراب اور خنزیر کی تجارت اور اسکا پیسہ جائز ہے، اسلئے وہ اپنی کمائی سے جو پیسہ کسی مسلمان کو دے گا یا کھلائے گا وہ مسلمان کیلئے جائز ہے۔(۳)

زنا کی خصلت والی لڑکیوں کے ہاتھ کا کھانا

اس کمینہ اور خبیث خصلت کی وجہ سے ان کا پکا ہوا کھانا نجس یا حرام نہیں ہوتا۔(۴) لیکن اگر کوئی شخص اصلاح کے مقصد سے انکار کر دے تو ٹھیک ہے۔

آوارہ عورت کے گھر کا کھانا

اگر اسکے پاس حلال اور پاک مال ہے تو آوارگی اور غنڈہ پن کی وجہ سے وہ حرام اور ناپاک نہیں ہوگا، لیکن اگر کوئی شخص اسی مقصد سے اس کے یہاں کھانے سے انکار کر دے کہ

(۱) کتاب النوازل ج/۱۶ص/۴۷

(۲) فتاوی قاسمیہ ج/۲۴ص/۲۳۱

(۳) فتاوی قاسمیہ ج/۲۴ص/۲۳۶

(۴) فتاوی محمودیہ ج/۲۷ص/۵۳

اس کی اصلاح ہو جائے تو ٹھیک ہے۔(۱)

خلاف شرع امور کے مرتکب اور ریا کار کی دعوت کا حکم

فاسق اور فاجر کی دعوت قبول کرنے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے اس لئے کہ فسق وفجور اور ارتکاب کبائر کی وجہ سے اسکی دعوت میں بھی شبہ رہے گا اور ایک طرح سے اسکا احسان مند بھی ہونا پڑے گا، جو صالحین ک شان کے مناسب نہیں۔(۲)

بدعتی کی دعوت قبول کرنے کا حکم

اگر بدعتی شخص کی کمائی حرام نہیں ہے تو اسکے یہاں کا کھانا جائز ہے، البتہ قبول کرنے میں تفصیل ہے کہ اگر معلوم ہو کہ اس دعوت میں کسی بدعت یا گناہ کا ارتکاب کیا جائے گا تو دعوت قبول کرنی چاہئے، اور اگر کسی ارتکاب بدعت کا اندیشہ نہ ہو تو قبول دعوت میں مضائقہ نہیں (۳)

منہار کی دعوت کھانا

منہار وہ شخص جو غیر محرم عورتوں کو چوڑیاں پہناتا ہے، اسکی دعوت محض اس بناء پر قبول نہ کرنا کہ وہ غیر محرم کو چوڑیاں پہناتا ہے یہ بات درست نہیں ہے، اس لئے کہ نامحرم پر نظر ڈالنا چوڑی پہناتے وقت اس کو ہاتھ لگانا درست نہیں یہ الگ گناہ ہے، مگر اسکی وجہ سے چوڑیوں کی قیمت حرام نہیں اور اسکے کھانے کو حرام نہیں کہا جا سکتا ہے۔(۴)

مُرتَد کے یہاں جا کر دعوت کھانا کیسا ہے؟

مرتد کی دعوت قبول کرنا جائز نہیں ہے، اس سے ارتداد کی قباحت کم ہو جاتی ہے، حدیثِ

(۱) فتاوی محمودیہ ج ر ۲۷ ص ر ۵۲

(۲) کتاب النوازل ج ر ۱۶ ص ر ۶۸

(۳) فتاوی عثمانی ج ر ۴ ص ر ۴۱۱

(۴) جامع الفتاوی ج ر ۴ ص ر ۴

پاک میں فرمایا: نہ اُن کے ساتھ کھانا کھاؤ، نہ اُن کے ساتھ پانی پیو، نہ اُن کے پاس بیٹھو، نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو، نہ اُن کے جنازہ کی نماز پڑھو۔(۱)

قادیانی کی دعوت قبول کرنا

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والے قادیانی، احمدی گروہ خارج از اسلام، کافر، مرتد اور زندیق ہیں اور ان سے معاملات کا حکم دیگر کفار سے مختلف ہے، کیونکہ یہ مرتد اور زندیق ہونے کے باوجود اپنے کفر کو اسلام کہتے ہیں، ان کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کرنے کے باوجود وہ مذہبِ قادیانیت پر قائم ہیں اور اسی کے مطابق زندگی گزار رہے ہیں تو ان کی مالی امداد نہیں کرسکتے ،قادیانی کے ساتھ تعلقات رکھنے سے اپنے دین اور عقیدے کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے، اس لیے کسی قادیانی کی طرف سے دی جانے والے افطاری کی دعوت کو قبول کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ نیز مسلمان کے لیے کسی بھی غیر مسلم سے دوستانہ (دلی) تعلق رکھنا نصِ قرآنی کی رو سے ممنوع ہے؛ اس لیے بھی آپ اس سے دوستی کا تعلق نہ رکھیے۔(۲)

شیعہ کی دعوت قبول کرنا

شیعہ کے مختلف فرقے ہیں، جو فرقہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمتِ زنا لگاتا ہے یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صحابی ہونے کا منکر ہے، یا حضرت علی رضی اللہ عنہ میں اللہ تعالیٰ کا حلول مانتا ہے یا ان کو نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم اعتقاد کر کے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے متعلق وحی پہنچانے میں غلطی کا معتقد ہے یا قرآن کریم میں تحریف مانتا ہے وہ کافر ہے، اس سے تعلقات رکھنا اس کے یہاں کھانا پینا آنا جانا قطعاً ناجائز ہے، اہل تشیع کے اکثر واقعات سننے میں آئے ہیں کہ وہ اہل سنت والجماعت کو نجاست کھلا دیتے ہیں اور اس کو ثواب سمجھتے ہیں، لہٰذا ان سے پوری احتیاط برتی

---

(۱) جمع الجوامع للسیوطی ج ۲ ص ۱۰۴۰ حدیث نمبر۔ ۶۶۶۹

(۲) دارالافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن فتوی نمبر ۱۴۴۰۰۸۲۰۱۴

جائے۔(۱)

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کا فتوی ہے کہ ”قرابت دار، محلہ دار، شریک کار یا پڑوسی ہونے کے ناطے کوئی بھی انسان آپ کا اکرام کرے تو اس اکرام کو قبول کرنا شرعاً جائز ہے، البتہ غیر مسلموں یا باطل فرقوں کی مذہبی تقریبات اور مجالس میں شرکت جائز نہیں ہے، آپ ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے یہود کی دعوت بھی قبول فرمائی تھی، اسی بنیاد پر اگر شیعہ حضرات سنی مسلمانوں کے ساتھ افطار یا نقدلین دین کی صورت میں اکرام کا معاملہ کریں تو اسے قبول کرنے کی گنجائش ہوگی، البتہ اگر اس موقع پر ان کے ہاں کوئی مذہبی مجلس ہو تو وہاں جا کر دعوت میں شرکت جائز نہیں ہوگی، بصورتِ جواز اگر کسی عارض کی وجہ سے طبیعت پر بوجھ ہو تو حسن خلقی کے ساتھ معذرت کرلیں۔(۲)

شیعہ کے گھر کا کھانا

اہل تشیع کے اکثر واقعات سنے ہیں کہ وہ اہل سنت والجماعت کو نجاست کھلا دیتے ہیں، اس لئے ان کے گھر کھانا خلاف احتیاط ہے۔ کیونکہ اس نجس کھلانا ثواب اور ضروری سمجھتے ہیں۔(۳)

شیعوں کے ولیمہ کی دعوت میں شرکت کرنے کا حکم

عام احوال میں اہلِ تشیع کے ساتھ ملنا اور اخلاق سے پیش آنا جائز ہے، ان کی دعوت قبول کرنا ولیمہ وغیرہ میں شرکت کرنا اور کھانا کھانا بھی جائز ہے، لیکن اگر اُن کے ساتھ میل جول رکھنے میں اپنے عقائد خراب ہونے کا اندیشہ یا کوئی اور دینی مفاسد ہو تو ایسی صورت میں اُن کی دعوتوں میں شرکت کرنے سے احتراز کرنا ضروری ہوگا۔(۴)

---

(۱) فتوی دار الافتاء، دار العلوم دیوبند۔ ۱۴۳۱/۷/۳۱۔ ۱۰۵۸۔ ۱۳۱۴

(۲) دار الافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن فتوی نمبر ۱۴۳۹۰۸۲۰۱۱۵۸ :

(۳) فتاوی محمودیہ ج/۱۸ ص/۵۴

(۴) جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، فتوی نمبر ۱۴۴۰۰۴۲۰۰۲۸۹

شیعہ اور بوہری کے ہاتھ کا بنا ہوا کھانا کھانا

عام احوال میں شیعہ اور بوہری وغیرہ کے ہاتھ کا بنا ہوا کھانا کھانا جائز ہے، البتہ ان کی مذہبی تقریبات میں شریک ہوکر ان کے ساتھ کھانا کھانا اور دوستانہ رکھنا جائز نہیں ہے۔(۱)

اہل تشیع کے ہوٹل میں کھانا کھانا

اہلِ تشیع کے ساتھ ملنا اور اخلاق سے پیش آنا جائز ہے، عام احوال میں ان کی دعوت قبول کرنا اور کھانا کھانا بھی جائز ہے البتہ ان کی مذہبی تقریبات میں شریک ہوکر ان کے ساتھ کھانا کھانا اور دوستانہ رکھنا جائز نہیں ہے یہی حکم ان کے ہوٹل میں کھانا کھانے کا ہے۔(۲)

عیسائی یا یہود کے گھر یا اس کے ساتھ کھانا کھانا

اگر چہ فتوی میں جائز ہے اس صورت میں کہ برتنوں اور طعام کی پاکی اور طعام کی حلت کا یقین ہو مگر مصلحت واحتیاط کے خلاف ہے، چونکہ وہ غیر محتاط ہیں خمر وخنزیر ان کی غذا ہے جو کہ شریعت اسلام میں حرام ہے اس لئے مسلمانوں کو ان کے ساتھ کھانے سے احتراز لازم ہے۔(۳)

انگریز مہمان کو خنزیر کا گوشت کھلانا

کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ خنزیر جو کہ نجس العین اور حرام قطعی ہے کسی کو کھلاوے خواہ انگریز ہی کیوں نہ ہو۔(۴)

---

(۱) دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، فتوی نمبر ۱۴۴۰۰۳۲۰۰۴۸۸

(۲) دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، فتوی نمبر ۱۴۴۰۰۱۲۰۰۲۰۴

(۳) فتاوی دارالعلوم ج/۱۶ ص/۹۲۔۹۱

(۴) فتاوی مفتی محمود ج/۱۰ ص/۳۲۷

باب
مختلف مہینوں میں کی جانے والی دعوتوں کے احکام

اسلام نے خوشی کے موقع دعوت کو مستحب قرار دیا ہے، مگر غم کے موقع پر دعوت کرنا خلاف مروت وخلاف انسانیت ہے سماج میں بہت سی دعوتیں لوگوں نے اپنی طرف سے ایجاد کرلی ہیں جس میں بہت منکرات پائے جاتے ہیں بعض دعوتوں کو لوگوں نے اپنا مسلکی شعار بنالیا ہے، مختلف مواقع کی دعوتوں سے حصول لذت کی خاطر خود مذہبی پیشواؤں نے بھی خوب فضائل گھڑ رکھے ہیں، جبکہ ان دعوتوں کے استحباب وجواز پر نہ عمل رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے نہ عمل صحابہؓ واولیاءؒ بلکہ صریح خلاف شرع امور پر مشتمل ہیں اس باب میں بدعت پر مشتمل دعوتوں کے احکام مذکور ہیں۔

محرّم کے کھچڑے کی دعوت

محرم کی بدعات میں جس کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے وہ ہے کھچڑا کی رسم جسے حضرت حسینؓ کی نیاز کا نام دیا جاتا ہے اور بہت ہی متبرک سمجھ کر کھایا اور تقسیم کیا جاتا ہے، اس کا مقصود حضرت حسینؓ کی روح کو خوش کرنا ہے، جب کہ ان کو معلوم بھی نہ ہوگا کہ ان کے پیچھے کیا کیا بدعات وخرافات انجام دی جارہی ہیں، بعض حضرات نے اس کو ایصالِ ثواب قرار دے کر جواز کا زبردستی پہلو نکالا ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ حضرت حسینؓ کے لئے اگر ایصال ثواب کرنا ہی ہوتو کھچڑے سے ہی ثواب کی تخصیص کی ضرورت کیا ہے؟ اور محرم کی خاص تاریخ میں ہی کرنے کی ضرورت کیا ہے؟ کیا اس سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ ثواب کے محتاج نہیں تھے یا آپ کو ایصال ثواب کی فرصت نہیں تھی؟ پھر ایصال ثواب کا یہ کونسا طریقہ کہ کھچڑا خود ہی پکا کہ کھالیا یا اپنے جیسے پیٹ بھروں کو کھلالیا؟ یہ کونسے ثواب کا کام ہوا؟ سچ یہ ہے کہ یہ صرف پیٹ بھرنے کا طریقہ ہے جس کو نذرو نیاز اور ایصالِ ثواب کا خوبصورت نام دے دیا گیا ہے؛ چنانچہ اس طرح کی کوئی مثال ہمیں عہدِ نبوی یا صحابہ کرامؓ کے دور میں نہیں ملتی ہے، اسلئے ماہِ محرم میں کھچڑا تیار کرنا، سبیل لگا کر شربت پلانا، شیرینی تقسیم کرنا درست نہیں ہے، یہ روافض کی ایجاد کردہ رسمیں ہیں کتاب النوازل میں ہیکہ ''البدایہ والنہایہ'' میں لکھا ہے کہ خوارج ونواصب حضرت سیدنا حضرت حسینؓ کی شہادت کی خوشی میں مختلف اناج ملا کر پکاتے تھے، اس لئے معلوم ہوا کہ کھچڑا پکانا اہل بیت سے دشمنی رکھنے والوں کی رسم ہے''(۱) شریعت میں ان کی کوئی اصل نہیں ہے، سنّیوں کو اس طرح کی رسموں میں کسی طرح کی شرکت نہیں کرنی چاہیے، نیز اس نوع کا کھچڑا یا شیرینی وغیرہ اگر کوئی پیش کرے تو بالکل نہ کھانا چاہیے؛ بلکہ منع کر دینا چاہیے؛ تاکہ غلط رسموں کی کسی بھی طرح کی تائید نہ ہو(۲)

---

(۱) کتاب النوازل ج ر ۱ ص ر ۵۰۲

(۲) آن لائن دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند

محرم الحرام میں لگے سبیل کا شربت پینا

حضرت حسینؓ یا دیگر شہداء کی شہادت کا ذکر کرنا یا بلا کسی التزام کے عام لوگوں کے لئے پانی یا دودھ وغیرہ کی سبیل لگانا وغیرہ فی نفسہٖ جائز ہے؛ لیکن اِن باتوں کو عشرۂ محرم کے ساتھ خاص کر لینا جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ ایسا کرنے میں روافض سے تشبہ لازم آتا ہے۔ حضرت گنگوہیؒ لکھتے ہیں "محرم میں ذکر شہادت حسینؓ کرنا اگرچہ روایات صحیحہ ہو یا سبیل لگانا یا شربت پلانا یا چندہ سبیل یا شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہے"۔(۱) نیز ان سبیلوں سے پانی یا شربت پینا یا کوئی چیز کھانا درست نہیں (۲)

دس محرم کی دعوت

دسویں محرم کو ثواب کی نیت سے غریبوں ومساکین کو یا اعزہ واقربا کو کھانا کھلانے کی کوئی فضیلت وارد نہیں ہوئی؛ ہاں وسعتِ رزق کی امید سے اپنے اہل وعیال کے لیے دسترخوان وسیع کرنے کی فضیلت وارد ہوئی ہے؛ اس لیے اگر کوئی شخص وسعت رزق کی امید سے اپنے اہل وعیال کے لیے محرم کی دسویں تاریخ کو دسترخوان وسیع کرتا ہے تو یہ جائز بلکہ مستحسن ومندوب ہے۔ بیہقی نے "شعب الایمان (حدیث نمبر۔ ۳۵۱۵) میں طبرانی نے "المعجم الکبیر (حدیث نمبر۔ ۱۰۰۰۷) میں ان الفاظ کے ساتھ محرم کی دسویں تاریخ کو دسترخوان وسیع کرنے کی فضیلت کے سلسلے میں حدیث وارد ہوئی ہے

من وسع علی عیاله یوم عاشوراء وسع الله علیه في سائر سنته (شعب) لم یزل في سعة سائر سنته"

جو شخص عاشوراء کے دن اہل وعیال کے لیے وسعت اختیار کرے گا، اللہ تعالیٰ پورے

---

(۱) تذکرۃ الرشید ص/ ۱۳۹ وملخص از فتاوی رشیدیہ ص/ ۱۴۹ کتاب النوازل ج/ ۱ ص/ ۴۹۸

(۲) دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، فتوی نمبر ۱۴۴۰۱۲۲۰۱۰۶۶

سال اس کے لیے وسعت کرے گا، یہ حدیث فضائل کے باب میں قابل عمل ہے، متعدد محدثین اور شراحِ حدیث نے اس کی تصریح کی ہے۔علامہ سخاوی رحمہ اللہ "المقاصد الحسنہ" میں لکھتے ہیں (۱)

حافظ بن حجر نے "الأمالی المطلقة" میں اس حدیث پر تفصیلی بحث کے ضمن میں فرمایا :

وله شواهد عن جماعة من الصحابة منهم عبد الله بن مسعود وعبد الله بن عمر وجابر وأبو هريرة وأشهرها عبد الله بن مسعود الخ (۲)

عاشورا کے دن دیگر اشیاء میں وسعت کا حکم

یوم عاشورا کو اہل عیال پر وسعت کھانے پینے کے علاوہ کپڑے وغیرہ میں بھی کر سکتے ہیں علامہ شامیؒ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں

---

(۱) حديث مَنْ وَسَّعَ عَلَى عِيَالِهِ فِي يَوْمِ عَاشُورَاءَ وَسَّعَ اللهُ عَلَيْهِ السَّنَةَ كُلَّهَا، الطبرانی فی الشعب وفضائل الأوقات، وأبو الشيخ عن ابن مسعود، والأولان فقط عن أبي سعيد، والثانی فقط فی الشعب عن جابر وأبی ہريرة، وقال :إن أسانيده كلها ضعيفة، ولكن إذا ضم بعضها إلى بعض أفاد قوة، بل قال العراقی فی أماليه :لحديث أبی ہريرة طرق، صحح بعضها ابن ناصر الحافظ، وأورده ابن الجوزی فی الموضوعات من طريق سليمان ابن أبی عبد الله عنه، وقال :سليمان مجهول، وسليمان ذكره ابن حبان فی الثقات، فالحديث حسن على رأيه، قال :وله طريق عن جابر على شرط مسلم، أخرجها ابن عبد البر من رواية الزبير عنه، وہی أصح طرقه، ورواه ہو والدارقطنی فی الأفراد بسند جيد، عن عمر موقوفا والبيهقی فی الشعب من جهة محمد بن المنتشر، قال :كان يقال، فذكره، قال :وقد جمعت طرقه فی جزء، قلت :واستدرك عليه شيخنا -رحمه الله- كثيرا لم يذكره، وتعقب اعتماد ابن الجوزی فی الموضوعات قول العقيلی فی بيضم بن شداخ راوی حديث ابن مسعود :إنه مجهول بقوله :بل ذكره ابن حبان فی الثقات والضعفاء المقاصد الحسنة ۴ / ۶۷۵

(۲) الأمالی المطلقة ۱۰ / ۲۸، ط :المكتب ال إسلامی نیز دیکھیں :الیواقیت الغالیة ۱ / ۲۰۷ وامداد الفتاوی (۵ / ۲۸۹ وفتاوی دار العلوم (۱۸ / ۵۳۹) واحسن الفتاوی (۱ / ۳۹۵ ،واللہ تعالیٰ اعلم، دار الافتاء، دار العلوم دیوبند ماہنامہ دار العلوم شمارہ ۹۔۸، جلد 101 : ذی قعدہ-محرم ۱۴۳۸ ہجری مطابق اگست-ستمبر ۲۰۱۷ء

”انه لا یقتصر فیه علی التوسعة بنوع واحد بل یعمها فی الماکل والملابس وغیر ذلک وانه احق من سائر الموسم بمایعمل فیها من التوسعات الغیر المشروعة فیھا کلاعیاد ونحوھا“(۱)

عاشورا کی شیرینی کھانے کا حکم

عبادات میں اپنی طرف سے اوقات اور کیفیات کا تعین کرنا بدعت ہے، آج کل اکثر لوگ اسمیں مبتلا ہیں، لہذا ان دنوں میں خصوصیت کے ساتھ شرینی کی تقسیم وغیرہ سے احتراز لازم ہے، نیز یہ بات بھی ملحوظ رہے اگر یہ اشیائے خوردنی حضرت حسینؓ کے نام پر ہوں توان کا کھانا ناجائز ہے، کیونکہ شیعہ کے عقائد حد کفر تک پہنچ چکے ہیں، اس وجہ سے ان کی چیزوں سے بچنا ہی چاہئے(۲)

عاشورا کے دن ضیافت کا حکم

عاشورا کے دن اہل وعیال پر وسعت کرنا حدیث شریف سے ثابت ہے، نیز عام مہمانی کی بھی وسعت میں داخل ہے اوراس سے بھی حدیث شریف میں بیان کردہ فضیلت حاصل ہوگی۔(۳)

عاشورا کا کھانا رات میں کھلانے کا حکم

عاشورا میں دن میں روزہ رکھنا مستحب ہے اور کھانے پینے میں رات ماقبل دن کی تابع ہوتی ہے افطاری دن کا کھانا ہے، جو مغرب کے بعد کھایا جاتا اس لئے رات کا

(۱) فتاویٰ دارالعلوم زکریا ج ر ۶ ص ر ۷۰۳

(۲) فتاویٰ دارالعلوم زکریا ج ر ۶ ص ر ۷۰۶

(۳) فتاویٰ دارالعلوم زکریا ج ر ۶ ص ر ۷۰۳

کھاناسابقہ دن کا تابع ہوا،نیز دن میں دو کھانے ہیں، غدا اور عشاء غدا صبح کے کھانے کو اور عشاء شام کے کھانے کو کہتے ہیں اگر چہ بعد مغرب کے بعد کھایا جائے۔

”وان ابابکر تعشی عند النبی ﷺ ثم لبث حیث صلیت العشاء ثم رجع فلبث حتی تعشی النبی ﷺ“(۱)

میلاد کی دعوت

ماہ ربیع الاول میں گھروں میں بھیجا گیا کھانا اگر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے نام کی نیاز ہو تو اس کا کھانا حرام ہوگا، اور اگر وہ اللہ کے نام کی نیاز ہو اور ایصالِ ثواب مقصود ہو تو بھی چوں کہ ان ایام کو خاص کر کے نیاز دینا بدعت بن چکا ہے، اس لیے اگر ضرورت مند نہ ہو تو ایسے کھانے سے اجتناب کرنا چاہیے، البتہ اگر ضرورت مند ہو تو وہ کھا سکتا ہے، اور اگر وہ کھانا نیاز کا نہ ہو، محض اکرامِ مسلم کے طور پر پکایا گیا ہو تو اس صورت میں مال دار وغیر مال دار سب کھا سکتے ہیں۔فقط واللہ اعلم (۲)۔رسالہ ہفت مسئلہ میں ہے کہ اب رہے تین مسئلے قیود مجلسِ مولود کے اور قیود ایصالِ ثواب کے اور عرس بزرگانِ دین کا کرنا، سو اس میں وہ (امداد اللہ مہاجر مکیؒ) لکھتے ہیں کہ دراصل یہ مباح ہیں، اگر ان کو سنت یا ضروری جانے تو بدعت وتعدی حدود اللہ تعالیٰ اور گناہ ہے اور بدون اس کے کرنے میں وہ اباحت لکھتے ہیں، ہم لوگ منع کرتے ہیں تو وجہ یہ ہے کہ ان کو رسوم اہلِ زمانہ سے خبر نہیں کہ یہ لوگ ان قیود کو ضروری جانتے ہیں، لہٰذا باعتبارِ اصل کے مباح لکھتے ہیں اور ہم لوگوں کو عادتِ عوام سے محقق ہوگیا ہے کہ یہ لوگ ضروری اور سنت جانتے ہیں، لہٰذا ہم بدعت کہتے ہیں (۳) نیز مفتی محمود حسن گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ ”فقہی مسائل کے واسطے چار قسم کی دلیل ہوتی ہیں، کتاب، سنت، اجماع اور قیاسِ

(۱) صحیح البخاری باب السمر والضیف والاھل ج ۱ ص ۱۲۴ حدیث نمبر ۶۰۲

(۲) دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، فتوی نمبر ۱۴۴۱۰۳۲۰۰۰۸۰

(۳) فتاوی رشیدیہ، کتاب البدعات، ۴۰۹۔۴۲۸

مجتہدین، اگر کسی ولی برگزیدہ کا کوئی قول یا عمل ایسا ثابت ہو جس کے لیے چاروں دلیلوں میں سے کوئی دلیل نہ ہو تو ان ولی کے ساتھ حسنِ ظن کی وجہ سے ان کے اس قول وعمل کے لیے محمل حسن تجویز کیا جائے، یہ نہیں ہوگا کہ اس قول وعمل کو اصل قرار دے کر ادلۂ شرعیہ کو نظرانداز کر دیا جائے“(۱)

مزارات پر لنگر کی حقیقت

مزاراتِ اولیاء پر نذر و نیاز دینے اور وہاں ”لنگر“ پکانے یا کھانے کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ یہ ایک نیک عمل ہے جس کی اصل قرآن وسنت میں موجود ہے، یہ صدقہ جاریہ کی ایک مستحسن صورت ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کو نواز رکھا ہے، یہ کام اہل اللہ کے نزدیک نفلی عبادات سے زیادہ باعثِ ثواب ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ مخلوقِ خدا کی خدمت دراصل اللہ تعالیٰ کو خوش رکھنے کا ایک ذریعہ ہے، یہ حضور ﷺ کی سیرتِ طیبہ کا نمایاں وصف ہے اور اسوۂ حسنہ کے اتباع میں تمام صوفیاء کا معمول رہا ہے۔ حضور ﷺ خود یتیموں، مسکینوں اور ناداروں کا سہارا اور ملجا تھے۔

مشہور صحابی سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے دریافت فرمایا: یارسول اللہ ﷺ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جس کی بجا آوری سے میں جنت کا حق دار ٹھہر سکوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ضرورت مند کو کھانا کھلاؤ، سلام (سلامتی اور خیر خواہی) کو عام کرو، صلہ رحمی کرو اور دوسرے لوگ نیند کے مزے لے رہے ہوں تو تم اٹھ کر نماز (تہجد) پڑھا کرو (ان اعمال کے باعث تم) سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

”أَطْعِمِ الطَّعَامَ، وَ أَفْشِ السَّلَامَ، وَصِلِ الْأَرْحَامَ، وَصَلِّ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُ الجنَّةَ بِسَلَامٍ“(۲)

---

(۱) فتاویٰ محمودیہ ج/۲۱ ص/۲۰۷

(۲) صحیح ابن حبان حدیث نمبر۔ ۲۵۵۹ مستدرک حاکم حدیث نمبر۔ ۱۷۱۷۴

بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ کے متقی، پرہیزگار، مخلصین اور محبین، اللہ تعالیٰ سے قربت اور اخلاص کا دعویٰ کریں اور اس کے محبوب رسول ﷺ کی محبت واطاعت کا دم بھی بھریں لیکن ان کے ہاں مخلوقِ خدا کو خیر خواہی نہ ملے، بھوکوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب اور عملی مظاہرہ نہ ہو چنانچہ مقربین بارگاہِ ایزدی جب حیات ہوتے ہیں خود بھی مخلوق کے لیے سراپا خیر ہوتے ہیں، ان کے دوست دشمن، امیر غریب جاننے والے اور غیر سب کے لیے ان کا دست عطا کھلا رہتا ہے اور جب وہ دنیا سے چلے جاتے ہیں تو اس وقت بھی ان کے اس عمل خیر میں انقطاع نہیں ہوتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تمام مخلوق اللہ کی عیال ہے اور میں اللہ کے نزدیک وہ شخص زیادہ بہتر ہے جو اللہ کی مخلوق کے لیے زیادہ بہتر ہو۔ حضرت خواجہ صاحب اس حدیث کی عملی تفسیر تھے، آپ غریبوں اور محتاجوں پر اس قدر سخاوت فرماتے تھے کہ آپ کا لقب ہی ''غریب نواز'' پڑ گیا۔ دنیا میں جہاں جہاں ایسے مزارات ہیں وہاں قائم لنگر خانوں میں نادار، غریب اور مفلوک الحال لوگ پیٹ کی آگ بجھاتے ہیں، انہیں دو وقت کا کھانا مفت ملتا ہے تو یہ خود ایک بہت بڑی انسانی خدمت ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کی زندگی میں ان کے اخلاصِ عمل کو برکت سے نواز کر ان کے وصال کے بعد بھی ایصالِ ثواب کی یہ سبیل جاری رکھی ہوئی ہے، اس کو زمین پر مائدۃ الرحمن (الوہی دسترخوان) بھی کہا جاسکتا ہے، انسانی استطاعت وطاقت سے یہ ممکن نہیں ہوتا، بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کی توفیق اور عنایت سے ہی اس قدر وسیع اسباب ووسائل میسر آتے ہیں، برصغیر پاک وہند میں ایسے مزارات بکثرت موجود ہیں، مثلاً سیدنا علی بن عثمان الہجویری المعروف داتا صاحب، حضرت بابا فرید مسعود گنج شکرؒ پاک پتن شریف، حضرت معین الدین چشتی اجمیریؒ، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ، حضرت بہاؤ الدین ذکریا ملتانیؒ، حضرت مجدد الف ثانی، شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ بطور خاص قابل ذکر ہیں، اسی طرح کے سینکڑوں مراکز اور مقامات ہیں جہاں آج بھی ہزاروں اور لاکھوں ایسے لوگ کھانا کھاتے ہیں جو بے روزگار اور بے سہارا ہوتے ہیں۔ غریب اور

یتیم بچے، عورتیں، بوڑھے اور بیمار، سب بلاتمیز رنگ ونسل، عقیدہ ومذہب ان آستانوں پر آزادانہ کھاتے پیتے ہیں ایک محتاط اندازے کے مطابق حضرت داتا صاحب کے احاطۂ مزار میں ہر روز ۲۰/سے ۳۰/ہزار لوگ مختلف شکلوں میں ”لنگر“ سے کھانا حاصل کرتے ہیں، اتنی بڑی تعداد میں بھوکوں، بے روزگاروں اور ضرورت مندوں کو کھانا کھلانا کوئی معمولی بات نہیں، یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اس کی خصوصی عطاء سے ہی ممکن ہے ورنہ دنیا کا کوئی بادشاہ، دولت مند شخص یا تنظیم ایسا کرنے کی صلاحیت وقدرت نہیں رکھتی، پھر یہ سلسلہ دو چار دنوں یا مہینوں سے نہیں بلکہ صدیوں سے جاری وساری ہے۔

مزار پر چڑھائی ہوئی چیزیں کھانا

درگاہ پر چڑھائی جانے والی چیزوں کا استعمال حرام ہے۔(۱)

مکان پر پہنچے تو پتہ چلا کہ برسی یا چالیسواں کا کھانا ہے؟

بعض لوگ پوری تحقیق کے بعد دعوت قبول کرتے ہیں، مگر بعض مرتبہ جب اہلِ خانہ کے یہاں حاضری ہوتی ہے تو معلوم ہوتا ہے، یہاں تو مرنے والے کی برسی تھی یا چالیسواں تھا اور اِس وقت بعض مرتبہ قرآن خوانی پر بھی مجبور کیا جاتا ہے، ایسی حالت میں تیار دعوت چھوڑ آئیں یا بالجبر کھالیں؟ معلوم رہے کہ اگر دعوت قبول کرنے والے مقتداء ہوں تو وہ بالکل مجبور نہیں ہیں، وہ مقتدیٰ کی حیثیت رکھتے ہیں، اُن کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ ایسی جگہوں سے تیار دعوت چھوڑ کر واپس چلے آئیں؛ تاکہ غلط کار لوگوں کو عبرت ہو۔(۲)

لنگر کی بدعات

۱۔ لنگر کے کھانے سے متعلق بہت سی خود ساختہ باتیں گھڑ رکھی ہیں مثلاً لنگر کے

(۱) محمود الفتاوی ج/۸ ص/۱۶۱

(۲) فتاوی رشیدیہ ص/۱۵۴، امداد الفتاویٰ ج/۴ ص/۱۱۹

کھانے کو شفاء لکل داء کا مبالغہ آمیز تصور۔

۲۔ لنگر کا کھانا نہ استعمال کرنے پر انجام بد کا خوف کرنا۔

۳۔ لنگر کا کھانا ہر گناہ اور معصیت سے چھٹکارے کا ضامن سمجھنا۔

۴۔ اس عمل کو بے جا پابندیوں اور اضافی شرطوں کے ساتھ خاص کر دینا مثلاً شیرینی کے ساتھ مختلف تحریریں، مرادیں لکھ دینا، جن کے ذریعے زائرین پر نفسیاتی طور پر ترغیب و ترھیب سے اثر انداز ہونے کی کوشش بھی کی جاتی ہے کہ ''یہ کھانے سے اتنے پھیرے اور اسی طرح کی نیاز کی مزید تقسیم ضروری ہے۔'' وغیرہ۔

۵۔ فلاں دن کھلانے سے فلاں خاص مراد پوری ہونے کا تصور رکھنا۔

۶۔ عرس کی شیرینی کھانے کے فضائل بیان کرنا اور نہ کھانے والے کو محروم سمجھنا۔

یہ سب رسوم و رواج جہالت اور مزارات کے غلط استعمال کی مختلف شکلیں ہیں ایسی قباحتوں سے صاحب مزار کو یقیناً تکلیف پہنچتی ہے اس لئے ایسے امور سے ہر ممکن بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

قوالی اور عرسوں کا حکم

موجودہ دور میں قوالی کا سلسلہ بہت وسیع ہوتا جا رہا ہے اکثر گاڑیوں، بسوں وغیرہ میں صبح ہوتے ہی ڈرائیور حضرات قوالی کا سماع کرتے ہیں، بعض دفعہ یوں بھی ہوا کہ اگر کوئی ڈرائیور گاڑی چلاتے وقت گانے لگا دے اور اس کو منع کیا جائے تو وہ گانوں کی کیسٹ بند کر کے قوالی لگا دیتے ہیں، جب اس سے روکا جائے تو کہتے ہیں مولوی صاحب ہم نے گانے تو بند کر دیئے ہیں یہ تو قوالی ہے جو اسلام میں جائز ہے، حالانکہ قوالی گانے سے بھی بڑھ کر جرم ہے، اولاً اس لئے کہ قوالیوں میں شرکیہ باتیں بہت زیادہ ہوتی ہیں پیروں اور فقیروں کے متعلق ایسی ایسی لغو باتیں بیان کی جاتی ہیں جو سراسر شریعت اسلامیہ سے متصادم اور روح اسلام کے خلاف ہوتی ہیں اور اللہ وحدہ لا شریک کے ساتھ مخلوق کو برابر سمجھنا سب سے بڑا گناہ

ہے صحیح بخاری میں نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

تمام کبیرہ گناہوں سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک ہے۔(۱)

ثانیاً ان تمام قوالیوں میں ڈھول، سارنگی، مزامیر اور آلاتِ لہو ولعب وغیرہ بجائے جاتے ہیں جو شرعاً بالکل حرام ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے

اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو گانے بجانے کے آلات خریدتے ہیں، اس لئے کہ سمجھ بوجھ کے بغیر اللہ تعالیٰ کی راہ سے (لوگوں کو) بہکا دیں اور اس کو ہنسی مذاق بنا دیں۔ ایسے لوگوں کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہوگا اور جب (ان لوگوں میں سے) کسی کو ہماری آیتیں سنائی جاتی ہیں تو وہ اکڑتا ہوا پیٹھ موڑ کر چل دیتا ہے، گویا اس نے اس کو سنا ہی نہیں، گویا کہ اس کے دونوں کانوں میں بوجھ ہے۔ ایسے شخص کو دردناک عذاب کی بشارت دے دیجئے۔

”ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم ویتخذھا ھزواأولئک لھم عذاب الیم۔واذاتتلی علیه ایتناولی مستکبراکان لم یسمعھا کان فی اذنیه وقراًفبشرہ بعذاب الیم“(۲)

سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ سے سوال کیا گیا کہ اس آیت کریمہ میں (لھوالحدیث) سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اس سے مراد گانا ہے۔ آپ نے اس بات کو تین مرتبہ دہرایا۔(۳) یہی تفسیر سیدنا عبداللہ بن عباسؓ، جابرؓ، عکرمہؓ، سعید بن جبیر، مجاہد، مکحول، عمرو بن شعیب اور علی بن بذیمہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔

---

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر۔۶۹۱۹ اکبر الکبائر الاشراک باللہ

(۲) سورہ لقمان آیت نمبر۔۶۔۷

(۳) تفسیر ابن کثیر ج/۳ص/۴۸۶

مولانا احمد رضا خان صاحب مرحوم کی کتاب احکام شریعت ص ۶۰ حصہ اوّل پر ایک سائل کا سوال درج ہے:

کہ آج میں جس وقت آپ سے رخصت ہوا اور واسطے نماز مغرب کے مسجد میں گیا، بعد نماز مغرب میرے ایک دوست نے کہا کہ چلو ایک جگہ عرس ہے، میں چلا گیا، وہاں جا کر کیا دیکھتا ہوں، بہت سے لوگ جمع ہیں اور قوالی اس طریقے سے ہو رہی ہے کہ ایک ڈھول دو سارنگی بج رہی ہیں اور چند قوال پیران پیر دستگیر کی شان میں اشعار کہہ رہے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی نعت کے اشعار اور اولیاء اللہ کی شان میں اشعار گا رہے ہیں اور ڈھول سارنگیاں بج رہی ہیں، یہ باجے شریعت میں قطعی حرام ہیں کیا اس فعل سے رسول اللہ ﷺ اور اولیاء اللہ خوش ہوتے ہوں گے؟ اور یہ حاضرین جلسہ گناہ گار ہوئے یا نہیں اور ایسی قوالی جائز ہے یا نہیں اور اگر جائز ہے تو کس طرح؟

مولانا احمد رضا خان صاحب مرحوم اس سائل کا جواب یوں تحریر کرتے ہیں:

الجواب: ایسی قوالی حرام ہے۔ حاضرین سب گناہگار ہیں اور ان سب کا گناہ ایسا عرس کرنے والوں اور قوالوں پر ہے، اور قوالوں کا بھی گناہ اس عرس کرنے والے پر، بغیر اس کے کہ عرس کرنے والے کے ماتھے قوالوں کا گناہ جانے سے قوالوں پر گناہ کی کچھ کمی آئے یا اس کے اور قوالوں کے ذمہ حاضرین کا وبال پڑنے سے حاضرین کے گناہ میں کچھ کمی تخفیف ہوئی نہیں، بلکہ حاضری میں ہر ایک پر اپنا پورا گناہ اور قوالوں پر اپنا گناہ الگ اور سب حاضرین کے برابر جدا، اور ایسا عرس کرنے والے پر اپنا گناہ الگ اور قوالوں کے برابر جدا، اور سب حاضرین کے برابر علیحدہ، وجہ یہ کہ حاضرین کو عرس کرنے والے نے بلایا، ان کے لئے اس گناہ کا سامان پھیلایا اور قوالوں نے انہیں سنایا، اگر وہ سامان نہ کرتا، یہ ڈھول سارنگی نہ سناتے تو حاضرین اس گناہ میں کیوں پڑتے۔ اس لئے ان سب کا گناہ ان دونوں پر ہوا، پھر قوالوں کے اس گناہ کا باعث وہ عرس کرنے والا ہوا، وہ نہ کرتا نہ بلاتا تو یہ کیونکر آتے

بجاتے، لہٰذا قوالوں کا بھی گناہ اس بلانے والے پر ہوا۔

اس کے بعد آگے ص ۶۴، ۶۵ پر رقم طراز ہیں:

سید الاولیاء شریف میں ہے ایک آدمی نے سلطان المشائخ کی خدمت میں عرض کیا کہ ان ایام میں بعض آستانہ دار درویشوں نے ایسے مجمع میں جہاں چنگ و رباب اور دیگر مزامیر تھے رقص کیا، فرمایا : انہوں نے اچھا کام نہیں کیا، جو چیز شرع میں ناجائز ہے، ناپسندیدہ ہے، اس کے بعد ایک نے کہا: جب یہ جماعت اس مقام سے باہر تو آئی لوگوں نے ان سے کہا، تم نے یہ کیا کیا؟ وہاں تو مزامیر تھے، تم نے سماع کس طرح سنا اور رقص کیا، انہوں نے جواب دیا کہ : ہم اس طرح سماع میں مستغرق تھے کہ ہمیں معلوم ہی نہیں ہوا کہ یہاں مزامیر ہیں یا نہیں۔

سلطان المشائخ نے فرمایا: یہ جواب کچھ نہیں، اس طرح تو تمام گناہوں کے متعلق کہہ سکتے ہیں۔

مسلمانو! کیسا صاف ارشاد ہے کہ مزامیر ناجائز ہیں اور اس عذر کا کہ ہمیں استغراق کے باعث مزامیر کی خبر نہ ہوئی، کیا مسکت جواب عطا فرمایا کہ ایسا حیلہ ہر گناہ میں چل سکتا ہے۔ شراب پیئے اور کہہ دے شدت استغراق کے باعث ہمیں خبر نہ ہوئی کہ شراب ہے یا پانی، زنا کرے اور کہہ دے کہ غلبہ حال کے سبب ہمیں تمیز نہ ہوئی کہ جرو ا ہے یا بیگانی۔(۱)

مولانا احمد رضا خان صاحب مرحوم کی مذکورہ بالا عبارت سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ قوالی سننا، سنانا، عرسوں اور میلوں پر اس کا انعقاد کروانا حرام و ناجائز ہے، کیونکہ اس میں گانے بجانے کے آلات ڈھول، سارنگی وغیرہ بجائے جاتے ہیں جن کی شریعت اسلامیہ میں قطعاً کوئی گنجائش نہیں، ہاں اگر ایسے اشعار ہوں جو کتاب وسنت کے مطابق ہوں اور مذکورہ خرابیوں سے پاک ہوں تو انہیں پڑھنا جائز و درست ہے جیسا کہ سیدنا احسان رضی اللہ عنہ شاعر رسول

---

(۱) احکام شریعت ج رص ر ۶۴۔ ۶۵

اللہ ﷺ اشعار کہا کرتے تھے۔

قوالی اور عرسوں کا کھانا

اہل قبور کے لئے نذر و منت کی پکائی ہوئی دیگیں یا مردوں پر چڑھائے ہوئے چڑھاوے تو یاد رہے کہ سنن ابو داؤد میں حدیث ہے: ”ثابت بن ضحاک ؓ کہتے ہیں، ایک شخص نے (زمانہ جاہلیت میں) نذر مانی تھی کہ بوانہ مقام میں اونٹ ذبح کروں گا، اس نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا کیا وہاں جاہلیت میں کسی بت کی پرستش ہوتی تھی؟ لوگوں نے جواب دیا نہیں، آپ ﷺ نے پھر فرمایا وہاں تہوار یا میلہ لگتا تھا؟ انہوں نے کہا نہیں، پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنی نذر پوری کر، بلاشبہ جو نذر اللہ جل وعلی کی نافرمانی میں ہو، وہ پوری نہیں کی جائے گی اور نہ اس نذر کا پورا کرنا انسان پر واجب ہے جو اس کی وسعت سے باہر ہے“۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نذر و نیاز اللہ کے نام کی دینی چاہیے دوسری بات کہ کسی ایسی جگہ پر اللہ کے نام کی نذر پورا کرنا جائز نہیں جہاں کسی صنم کی پوجا کی جاتی رہی ہو اگر چہ وہ اب باقی نہ رہا ہو۔ اسی طرح وہاں بھی اللہ کے نام کی نذر پوری نہیں کی جائے گی جہاں اہل کفر و شرک کا کوئی میلہ یا تہوار منایا جاتا ہو۔ لہٰذا ایسے مقامات جہاں عرس و میلے لگائے جاتے ہیں۔ وہاں پر اللہ کے نام کی نذر و نیاز دینا یا کھانا بھی درست نہیں ہے۔(۱)

عرس میں شرکت کا حکم

مزار پر جو عرس ہوتے ان کے آخری دن قل نام کی رسم ادا کی جاتی ہے جس میں شرکت کرنے اور کچھ آیات پڑھ دینے کا کیا حکم ہے اور جبکہ آپس میں انتشار کا اندیشہ ہو اور عرس کرانے والے لوگ کہتے ہیں کہ اگر آپ لوگ نہیں آئیں گے تو پھر ہم بدعتی لوگوں کو دوسری

---

(۱) ماہنامہ دار العلوم شمارہ ۱۱ جلد ۹۵ ذی الحجۃ ۱۴۳۲ ہجری مطابق نومبر ۲۰۱۱ء

جگہ سے بلا لیں گے اور آپ کے کسی بھی کام میں شامل نہیں ہوں گے ایسے حالات میں کسی عالم کا قل کی مجلس میں شرکت کا کیا حکم ہے؟

مزار کے پاس کھڑے ہو کر کچھ آیات پڑھ کر اہل قبور کو ایصال ثواب کر دینا فی نفسہ منع نہیں ہے، ایصالِ ثواب جائز اور ثابت ہے لیکن مزاروں پر عرس منانا، پھول اور چادریں چڑھانا، اگر بتی جلانا وغیرہ یہ ممنوع اور بدعت ہیں، شریعت سے ان چیزوں کا ثبوت نہیں، عرس کے آخری دن جو قل کے نام سے رسم ادا کی جاتی ہے یہ بھی بدعت کا ایک حصہ ہے حتی الامکان اس سے بھی بچنا چاہیے، رسوم و بدعات کی مجلسوں میں علماء کی شرکت سے غلط چیزوں کی تائید ہوتی ہے، اس لیے علماء خود بھی بچیں اور دوسرے لوگوں کو بھی حکمت، موعظت، نرمی اور حسن تدبیر سے روکنے کی کوشش کریں، نیت میں اخلاص ہو اور ہر کام میں اتباع سنت وشریعت ہو تو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔(۱) دوسرے فتوی میں ہے کہ: مروجہ عرس نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے اور نہ صحابۂ کرامؓ، تابعین، تبع تابعینؒ اور ائمہ مجتہدینؒ سے ثابت ہے، یہ ایک بدعت اور قبیح رسم ہے، جس کو لوگوں نے ایجاد کر لیا ہے، نیز اس میں دیگر مفاسد (مثلاً مرد وزن کا اختلاط وغیرہ) بھی پائے جاتے ہیں؛ اس لیے عرس منانا اور اس میں شرکت کرنا درست نہیں ہے۔

” (البدعة) ما أحدث على خلاف الحق المتلقي عن رسول الله ﷺ من علم أو عمل أو حال بنوع شبهة واستحسان جعل دينا قويما وصراطا مستقيما“ (۲)
وقال النبي ﷺ من أحدث في أمرنا ہذا ما ليس منه فهو ردّ“(۳)

---

(۱) دار الافتاء دار العلوم دیوبند، فتویٰ نمبر ۱۴۳۹۸۰۹

(۲) فتاویٰ شامی ج ر ۲ ص ر ۲۹۹، باب الامامة

(۳) سنن ابن ماجة حدیث نمبر۔ ۱۴

عرس کی شیرینی کا حکم

اعلیٰ حضرت مرحوم سے پوچھا گیا کہ عرس کی شیرینی کے متعلق یہ کہنا کہ جوکوئی اِس کو کھائے گا اُس کا جنت مقام و دوزخ حرام ہے یہ کہنا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟

انہوں نے جواب دیا ''یہ کہنا غلط بات ہے، اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ کس کا جنت مقام اور کس پر دوزخ حرام ہے، عرس کی شیرینی کھانے پر اللہ و رسول کا کوئی وعدہ ایسا نہیں ثابت جس کے بھروسہ پر یہ حکم لگاسکیں، یہ تقول علی اللہ کے مترادف ہے اور وہ ناجائز ہے۔

''قال اللہ تعالی اَطَّلَعَ الْغَیبَ اَمِ اتخذَ عِنْدَ الرَّحمنِ عَھدًا (۱)''قال اللہ تعالی أَتَقُوْلُوْنَ عَلیٰ اللہ مَالَا تَعْلَمُوْنَ''(۲)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''وہ غیب پر مطلع ہے یااس نے (خدائے) رحمٰن سے (کوئی) عہد لے رکھا ہے؟ (اسی طرح) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم اللہ پر یونہی (وہ) بہتان باندھتے ہو جو تم خود بھی نہیں جانتے۔''(۳)

عرس کے موقع پر لنگر کے نام کا کھانا کھانا؟

لنگر کے نام پر عرس میں جو کھانا کھلایا جاتا ہے وہ دراصل مزار پر چڑھاوا ہے؛ اس لئے کہ اس سے اصل مقصود صاحب مزار کا تقرب حاصل کرنا ہوتا ہے، اگر یہ محض اللہ کے نام پر ہوتا تو اس میں کسی جگہ یا وقت یا زمانے کی تخصیص نہ کی جاتی، حالاں کہ اس میں ہر قسم کی تخصیص ہوتی ہے، کوئی عقیدت منداپنے گھر لنگر نہیں کرتا اور نہ عام دنوں میں لنگر کیا جاتا ہے بلکہ اس کے لئے صاحب مزار کے عرس کا التزام رائج ہے؛ لہٰذا یہ عمل ناجائز اور بدعت

---

(۱) سورہ مریم آیات نمبر ۱۹۔۷۸

(۲) سورہ البقرۃ آیت نمبر۔ ۸۰

(۳) فتاویٰ رضویہ ج ر ۴ ص ر ۲۱۹

ہے، اور لنگر کا کھانا مکروہ تحریمی ہے، جو لوگ اسے ناجائز بتا کر اس میں شرکت کرتے ہیں ان کا فعل مزید قابل مذمت ہے اور کتاب وسنت کی تعلیمات و ہدایات کے خلاف ہے۔

(۱) "وہذا الحول یسمونه أہل الهند عرساً وما عرفت به أصلاً؛ فإن العرس إنما یکون في الزواج، ومع ذٰلک فهذه الأحوال والأعراس لا تکاد تخلو عن ارتکاب المحرمات فضلاً عن المکروہات؛ فإن أہل الهند لهم الید الطولیٰ - قاتلهم الله - فإنهم یطوفون بقبر الولي الذي یعتقدون ویظنون أنه ہو المتصرف في الکون۔"(۲)

گیارہویں کی رسم شرعی احکام سے متصادم

گیارہویں کی ابتداء

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ چھٹی صدی میں پیدا ہوئے، انکی ولادت ۴۷۰ھ میں ہوئی اور نوے سال کی عمر میں ان کا انتقال ۵۶۱ھ میں ہوا ظاہر ہے کہ اس سے پہلے اسلام کی پانچ صدیوں میں "گیارہویں شریف" کی رسم یا تقریب کہیں نہ تھی، ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ، تابعین، آئمہ دین، خصوصاً امام ابوحنیفہؒ اور خود حضرت پیران پیر اپنی گیارہویں نہیں دیتے ہوں گے؟

آپ کے بعد یہ کب جاری ہوئی؟ اس کی تاریخی تحقیق نہایت ضروری ہے، جب ہم اس کی جستجو کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ تیرہویں صدی کے نصف اول تک اہل السنۃ والجماعۃ میں گیارھویں کے نام سے کوئی دینی تقریب یا مذہبی رسم قائم نہ ہوئی تھی، ہم تو اس کی تلاش

---

(۱) امداد المفتیین ص/۱۶۸

(۲) کتاب النوازل ج/۱ص/۶۱۲

کرتے کرتے تھک گئے؛ مگر افسوس! کہ ہمارے ان صاحبوں نے بھی جو کہ اسے بڑی دھوم دھام سے مناتے ہیں، اس سلسلہ میں ہماری کوئی مدد نہیں کی اور اس باب میں کوئی مستند حوالہ ہمیں نہیں دکھاسکے۔(۱) جس عمل سے اسلام کی کم از کم چھ صدیاں خالی ہوں کیا اسے اسلام کا جزء تصور کرنا اور اسے ایک اہم ترین عبادت کا درجہ دے ڈالنا صحیح ہوگا؟ اس بات پر بھی غور فرماسکتے ہیں کہ جو لوگ گیارہویں نہیں دیتے ہیں وہ آنحضرت ﷺ صحابہؓ، وتابعینؒ، ائمہ دینؒ، اور خود حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور کے نقش قدم پہ چل رہے ہیں یا وہ لوگ جو ان اکابر کے عمل کے خلاف کر رہے ہیں؟

یہی وجہ ہے کہ ہندوستان سے باہر عراق (جہاں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا مزار ہے) اور مصر وشام بلکہ ملیشیا اور انڈونیشیا تک کہیں یہ بات نہیں ملتی کہ کسی مسجد یا مدرسہ یا کسی قبرستان میں کوئی تقریب ’گیارہویں شریف‘ کے نام سے منعقد کی گئی ہو۔(۲)

’تحفۃ الہند‘ میں مولانا عبیداللہ سندھیؒ رقمطراز ہیں:

ہندوؤں کے ہاں میت کو کھانے کا ثواب پہنچانے کا نام ’’سرادھ‘‘ ہے اور جب سرادھ کا کھانا تیار ہو جائے تو پہلے اس پر پنڈت کو بلا کر کچھ ’بید‘ پڑھواتے ہیں اور مُردوں کے لیے ثواب پہنچانے کے لیے ان کے ہاں خاص دن مقرّر ہیں، خصوصاً جس دن (وہ) فوت ہو، ہر سال اسی دن ختم دلانا یعنی برسی یا موت کے تیرھویں دن، بعض کے نزدیک پندرھویں دن اور بعض کے نزدیک تیسویں یا اکتیسویں دن، ثواب پہنچانے کے لیے مقرر ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں نے بھی تیجہ، ساتواں، چالیسواں اور برسی مقرر کر لیے اور کھانا تیار کروا کر اس پر ختم پڑھوانا شروع کر دیا؛ حالاں کہ رسول اللہ ﷺ سے ان میں سے کوئی رسم بھی ثابت نہیں۔(۳)

---

(۱) مطالعۂ بریلویت ج/۶ ص/۳۱۳۔۳۱۵

(۲) مطالعۂ بریلویت ج/۶ ص/۳۱۳

(۳) مسلمانوں میں ہندوانہ رسوم ورواج ص/۲۳

رسمِ گیارہویں میں چند خرابیاں

اگر گیارہویں دینے سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی روح کو ثواب پہنچانا مقصود ہے تو بلاشبہ یہ مقصد بہت ہی مبارک ہے، لیکن اس میں چند خرابیاں ہیں۔

۱۔ ثواب پہنچانے کیلئے شریعت نے کوئی دن اور وقت مقرر نہیں فرمایا، گیارہویں رات کی پابندی کو ضروری سمجھتے ہیں اگر اسکے بجائے کسی اور دن ایصال ثواب کرنے کو کسی طرح راضی نہیں ہوں گے۔

۲۔ گیارہویں میں اس بات کا اہتمام کیا جاتا ہے کہ کھیر ہی پکائی جائے اگر ایصال ثواب مقصود ہوتا تو اتنی رقم بھی صدقہ کی جاسکتی تھی اور اتنی مالیت کا غلہ یا کپڑا کسی مسکین کو چپکے سے اس طرح دیا جاسکتا تھا کہ بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہوتی۔ اور یہ عمل نمود ونمائش اور ریا سے پاک ہونے کی وجہ سے مقبول بارگاہ الٰہی بھی ہوتا، کھیر پکانے یا کھانا پکانے ہی کو ایصال ثواب کے لئے ضروری سمجھنا اور یہ خیال کرنا کہ اس کے بغیر ایصال ثواب ہی نہیں ہوگا۔ یہ شریعت سازی ہے۔

۳۔ گیارہویں کا کھانا پکا کر لوگ زیادہ تر خود ہی کھا پی لیتے ہیں یا اپنے عزیز و اقارب اور احباب کو کھلا دیتے ہیں، فقراء ومساکین کا حصہ اسمیں بہت کم ہوتا ہے اس کے باوجود سمجھتے ہیں کہ جتنا کھانا پکایا گیا پورے کا ثواب پیران پیر کو پہنچ جاتا ہے۔ یہ بھی شریعت کے خلاف ہے۔ شرعاً ثواب تو اس چیز کا ملتا ہے جو بطور صدقہ کسی کو دے دی جائے۔

۴۔ گیارہویں کے کھانے کو تبرک سمجھتے ہیں، حالانکہ جو کھانا خود کھالیا گیا وہ اگر ایصال ثواب کا تو وہ صدقہ تھا جسکا کھانا بنانے والوں کے لئے جائز نہ تھا۔

۵۔ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ گیارہویں نہ دینے سے ان کے جان ومال کا {خدانخواستہ} نقصان ہو جاتا ہے یا مال میں بے برکتی ہو جاتی ہے، گویا نماز، روزہ، حج، زکاۃ، قطعی فرائض میں کوتاہی کرنے سے کچھ نہیں بگڑتا، مگر گیارہویں میں ذرا کوتاہی ہو جائے تو

جان ومال کے لالے پڑ جاتے ہیں ایک ایسی چیز جس کا شرع شریف میں اور ائمہ کے اقوال میں کوئی ثبوت نہ ہو، جب اسکا التزام فرائض شرعیہ سے بھی بڑھ کر کیا جائے اور اسکے ساتھ ایسا اعتقاد جم جائے کہ خدا تعالی کے مقرر کردہ فرائض کے ساتھ بھی ایسا اعتقاد نہ ہو تو اس کے مستقل شریعت ہونے میں کوئی شبہ رہ جاتا ہے؟

آنحضرت ﷺ حضرات صحابہ کرامؓ، تابعین عظام، ائمہ مجتہدین اور بڑے بڑے اکابر اولیاء اللہ رحمہم اللہ میں سے کسی کے بارے میں مسلمانوں کا یہ عقیدہ نہیں کہ اگر ان اکابر کیلئے ایصال ثواب نہ کیا جائے تو جان ومال کا نقصان ہو جاتا ہے، آخر حضرت پیران پیر کی گیارہویں نہ دینے ہی سے کیوں جان ومال کو خطرہ لاحق ہو جاتا ہے، اپنے اس غلو سے حضرت پیران پیر کی توہین کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ حضرت پیران پیر یا دوسرے اکابر کے لئے ایصالِ ثواب کرنا سعادت مندی ہے مگر گیارہویں کے نام سے جو کچھ کیا جاتا ہے وہ صحیح نہیں، بغیر تخصیص وقت کے جو کچھ میسر آئے اس کا صدقہ کرکے بزرگوں کو ایصال ثواب کردے۔

گیارہویں شریف اور اس کے کھانے کا حکم

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں

”غریبوں کو کھانا کھلانا، اور قراءتِ قرآن کے ذریعے مُردوں کو ثواب پہنچانے کو کسی نے منع نہیں کیا، اس باب میں جو منع ہے تو وہ اس طرح مخصوص ہئیت سے ایصال ثواب کرنے کو منع کرتے ہیں، جس میں تشبہ بکفّار لازم آجاوے، یا تقییدِ مطلق کی آجاوے کہ یہ دونوں (امور؛ تشبہ بالکفار اور مطلق کو مقید کرنا لازم آئے) کیوں کہ تمام امت کے نزدیک (یہ دونوں باتیں) حرام و بدعت ہیں۔(۱)

مولانا احمد رضا خاں صاحب ؒ بھی اسی کے قائل ہیں:

(۱) البراہین القاطعہ ص ر ۱۷

جو عامی شخص اس تعیین عادی کو توقیتِ شرعی جانے اور گمان کرے کہ ان کے علاوہ دنوں میں ایصالِ ثواب ہوگا ہی نہیں، یا جائز نہیں، یا ان ایام میں ثواب دیگر ایام سے زیادہ کامل و وافر ہے، تو بلا شبہ وہ شخص غلط کار اور جاہل ہے اور اس گمان میں خطا کار اور صاحب باطل ہے۔(۱)

گیارھویں شریف میں چراغاں کرنا: "گیارہ ربیع الاول کو چراغاں یا روشنی کرنا، بالکل ناجائز اور بدعت ہے اور دیوالی کی پوری نقل ہے۔ مساجد میں بھی نمازیوں کی ضرورت سے زیادہ رسماً و رواجاً روشنی کرنا اسراف وحرام ہے۔ اگر متولی مسجد کے مال میں سے ایسا کرے گا تو اس کو اس کا تاوان دینا ہوگا"۔(۲)

گیارہویں شریف 'اہلِ حدیث' کی نظر میں: مشہور اہلِ حدیث عالم مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں

"ختم گیارہویں کا رواج نہ زمانۂ رسالت میں تھا نہ عہدِ خلافت میں؛ اس لیے بدعت ہے۔ حدیث میں ہے،، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کام ہم نے نہ بتایا ہو، نہ کیا ہو، وہ مردود ہے؛ اس لیے ایسی بدعت کی مجلس میں شریک ہونا یا اس چیز کا کھانا گناہ ہے، خدا کے واسطے دینا منع نہیں؛ لیکن گیارہویں کے نام سے کرنا شرک یا کم سے کم بدعت ہے۔ ایسے افعال سے خود حضرت پیر صاحب نے منع فرمایا ہوا ہے"۔(۳)

مولانا مودودی صاحب کا موقف

"اگر کوئی مالی یا بدنی عبادت اللہ تعالیٰ کے لیے کی جائے اور بزرگانِ دین میں سے کسی کو اس غرض کے لیے اس کا ثواب ایصال کیا جائے کہ وہ بزرگ اس ہدیے سے خوش

---

(۱) فتاویٰ رضویہ جدید ج/۹ ص/۱۵۱

(۲) فتاویٰ رحیمیہ جدید ترتیب ج/۲ ص/۷۷

(۳) فتاویٰ ثنائیہ ج/۱ ص/۳۵۸

ہوں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ہدیہ بھیجنے والے کے سفارشی بن جائیں، تو یہ ایک ایسا مشتبہ فعل ہے، جس میں جواز وعدمِ جواز؛ بلکہ گناہ اور فتنے کی سرحدیں ایک دوسرے کے ساتھ خلط ملط ہو جاتی ہیں اور میں کسی پرہیزگار آدمی کو یہ مشورہ نہ دونگا کہ وہ اپنے آپ کو اس خطرے میں ڈالے۔ رہے وہ کھانے جو صریحاً کسی بزرگ کے نام پر پکائے جاتے ہیں اور جن کے متعلق بالفاظِ صریح یہ کہا جاتا ہے، فلاں بزرگ کی نیاز ہے اور جن کے متعلق پکانے والے کی نیت بھی یہی ہوتی ہے کہ یہ ایک نذرانہ ہے، جو کسی بزرگ کی روح کو بھیجا جارہا ہے اور جن سے متعلق ہمارے یہاں طرح طرح کے آداب مقرر ہیں اور بے حرمتی، کی مختلف شکلیں ممنوع قرار پاتے ہیں اور ان نیازوں کی برکات اور فوائد کے متعلق گہرے عقائد پائے جاتے ہیں تو مجھے ان کے حرام اور گناہ ہونے بلکہ عقیدۂ توحید کے خلاف ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔" (۱)

نیاز فاتحہ کا مروجہ طریقہ ہی ہے، شریعت کی رو سے درست نہیں ہے، ہاں اگر کسی بزرگ کی روح کو ایصال ثواب کرنا ہے تو کھانا پکا کر کسی کو صدقہ کر دیا جائے، اور یہ دعا کر لی جائے کہ اللہ تعالی اس صدقے کا ثواب فلاں کو پہنچا دے، یہ جائز ہے یہ نیت کرنے کے لئے نیاز اور فاتحہ کی ضرورت نہیں ہے، کھانا سامنے رکھ کر اس پر فاتحہ، درود وغیرہ پڑھنے کو نیاز کرنا کہا جاتا ہے، فاتحہ، نیاز کی وجہ سے کھانا حرام نہیں ہوتا، لیکن یہ عمل ثابت نہیں یعنی بدعت ہے، اگر یہ کھانا ایصالِ ثواب کی نیت سے پکایا گیا ہے تو یہ صدقہ کے حکم میں ہے، اور اس کا مصرف صرف فقراء ہیں، اغنیاء کے لئے اس کا استعمال جائز نہیں، اور اگر بطور نیاز وتقرب السید الغوث الاعظم کھانا پکایا گیا ہو یعنی اس عقیدے سے پکایا گیا کہ اس سے میت کی عظمت ہوگی، تو اس کا کھانا کسی کے لئے بھی جائز نہ ہوگا۔ (۲) جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کا فتوی ہے کہ "نیاز" کا ایک معنی عرف میں یہ بھی ہے کہ لوگ بزرگوں کے ایصالِ ثواب کے لیے

---

(۱) رسائل ومسائل ج ۲/ ص ۲۰۸/ ماہنامہ دار العلوم شمار ۲، جلد ۹۹: ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ مطابق فروری ۲۰۱۵ء

(۲) کفایت المفتی ج ۱/ ص ۲۱۱/ فتاوی رشیدیہ ص ۱۳۸/

یا اپنے فوت شدہ اقارب کے لیے کھانا وغیرہ بنوا کر اس پر فاتحہ وغیرہ پڑھ کر اسے تقسیم کرتے ہیں تو اس کا شرعی حکم یہ ہے کہ اگر یہ نیاز ان ہی بزرگوں کے نام کی ہو، یعنی اس سے ان بزرگوں کا تقرب مقصود ہو تو یہ حرام ہے، اس کا کھانا بھی حرام ہے؛ کیوں کہ یہ نذر لغیر اللہ ہے۔ اور اگر یہ نیاز اللہ کی رضا کے لیے ہو، صرف اس کا ثواب بزرگوں یا فوت شدگان کو پہنچایا جائے تو اس کے جائز ہونے کے لیے چند شرائط ہیں:

۱۔ اس کے لیے کوئی تاریخ ہمیشہ کے لیے مقرر نہ کی جائے، یعنی کسی دن کی تخصیص نہ کی جائے۔

۲۔ اس کو لازم اور واجب نہ سمجھا جائے، اور نہ کرنے والوں پر لعن طعن نہ کی جائے۔

۳۔ نذر مانی گئی ہو تو جو کھانا کھلانا ہو وہ صرف فقراء کو کھلائے، مال داروں کو نہ کھلائے۔

۴۔ قرض لے کر اپنی وسعت سے زیادہ خرچ نہ کرے۔

۵۔ اور بھی کوئی خلافِ شرع کام اس کے ساتھ نہ ملائے۔

۶۔ جن دنوں میں اہلِ بدعت وغیرہ کا شعار ہو ان دنوں میں بھی نہ کیا جائے۔

مذکورہ شرائط کے ساتھ نیاز جائز ہے، لیکن موجودہ زمانہ میں اس کے جو طریقے رائج ہیں، ان میں مذکورہ شرائط کی رعایت نہیں کی جاتی، اور اس میں دیگر بھی کئی مفاسد شامل ہو گئے ہیں، لہٰذا اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔(۱)

حضرت شیخ جیلانیؒ کی ہی گیارہویں کیوں؟

ہر قمری مہینے کی گیارہویں رات شیخ عبد القادر جیلانی کے نام جو کھانا بنایا جاتا ہے، وہ 'گیارہویں شریف' کے نام سے مشہور ہے۔(۲) گویا ہر مہینے کی گیارہ تاریخ کو چھوٹی

---

(۱) دار الافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ۱۴۴۴۰۱۱۰۱۸۸۵

(۲) دیوبندی بریلوی اختلافات ص/۴۶

گیارہویں اور سالانہ، ربیع الثانی کی گیارہ تاریخ کو بڑی گیارہویں شریف منائی جاتی ہے، بے شک حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ ایک بڑے بزرگ ہیں، جن کی عظمت مسلّم ہے، ان کی شان میں بے ادبی وگستاخی گمراہی کی علامت ہے لیکن اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے کہ تمام مخلوق میں انبیاء علیہم السلام کا مرتبہ سب سے بڑا ہے، اور انبیاء علیہم السلام میں سب سے افضل نبی اکرم ﷺ ہیں، پھر خلفاء راشدین اور ان کے بعد عشرہَ مبشرہ و باقی ماندہ صحابہَ کرام ؓ کا درجہ بدرجہ مقام ہے۔ بہ غور سوچئے کہ انبیاء اور صحابہ ؓ جیسی مقدس ہستیوں کا 'یوم وفات' منانے کی شریعت نے کوئی تاکید نہیں کی تو شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ایک ولی کا یوم وفات منانے کا کیا مطلب؟ ویسے بھی دن منانا ہر ایک کے لیے ممکن نہیں، کیوں کہ مراتب و درجات کا لحاظ کر کے سب سے پہلے حضرات انبیاء کرام علیہ السلام اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہ ہزاروں کی تعداد میں ہیں اور سال کے کل ایام تین سو چون یا تین سو ساٹھ ہیں، تو سب کے ایام وفات منانے کے لیے مزید دن کہاں سے لائیں گے؟ اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام و حضرات صحابہ کرام ؓ کو چھوڑ کر ان سے کم اور نیچے کے درجے والے بزرگوں کے دن منائے جائیں تو یہ حضرات انبیاء علیہم السلام و حضرات صحابہَ کرام ؓ کے مراتب میں رخنہ اندازی ہے۔ اس کے علاوہ واقعہ یہ ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ کی تاریخِ وفات میں بڑا اختلاف ہے۔ ''تفریح الخاطر فی مناقب شیخ عبدالقادر'' میں آٹھ اقوال بیان کیے گئے ہیں ساتویں، آٹھویں، نویں، دسویں، گیارہویں اور سترہویں ربیع الاول اور اس کے بعد لکھا ہے کہ صحیح دسویں ربیع الاول ہے، اس اختلاف سے معلوم ہوا کہ حضرت شیخ جیلانی ؒ کے خلفاء و مریدین و متبعین نے بھی آپ کی تاریخِ وفات اور دن و ماہ کی تعیین کے ساتھ برسی اور یوم وفات منانے کا اہتمام نہیں کیا ہے، ورنہ تاریخِ وفات میں اتنا شدید اختلاف نہ ہوتا۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ بزبانِ خود فرماتے ہیں:

اپنے آقا کی خوشنودی سے محروم ہے وہ شخص جو اس پر تو عمل نہ کرے جس کا اسے حکم دیا

گیا ہے اور اس میں مشغول رہے، جس کا حکم نہیں دیا گیا، یہی اصل محرومی ہے۔(۱)

کیا گیارھویں کی نیاز کا کھانا (ما أهل لغير الله) میں داخل ہے؟

مٹھائی کھانا وغیرہ جن کو غیر اللہ کے نام پر نذر کے طور پر جاہل مسلمان بزرگوں کے مزارات پر چڑھاتے ہیں، حضراتِ فقہاء نے اس کو بھی اشتراک علت یعنی تقرب الی غیر اللہ کی وجہ سے ما اُہل لغیر اللہ بہ کے حکم میں قرار دے کر حرام کہا ہے۔(۲)

"وأما النذر الذي ينذره أكثر العوام على ما هو مشاهد - إلى قوله - فهذا النذر باطل وحرام"(۳)

شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی وفات کے دن بکرا ذبح کرنا

بزرگوں کے نام ذبح کرنا جیسے بعض جگہ حضرت عبد القادر جیلانیؒ کی وفات کے دن خصوصاً چند لوگ چندہ کر کے ایک بکرا خریدتے ہیں، اور اس کو بسم اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرتے ہیں، پھر اس کو پکا کر سب لوگ کھاتے ہیں اور لوگوں کو بھی کھلاتے ہیں، اور نیت حضرت کے لئے ایصال ثواب کی ہوتی ہے اور یہ سب گیارہ ربیع الثانی کو ہوتا، اس میں قابل تحقیق یہ ہے کہ اگر صرف ایصال ثواب مقصود ہے تو اس کے لئے بکرے کی جان ہی لینے پر کیوں اصرار ہے؟ اور بازار سے اتنی مقدار گوشت خرید لینا، یا اور کوئی چیز لے کر صدقہ کر دینا کیوں کافی نہیں سمجھا جاتا؟ بکرے ہی کے لئے کیوں چندہ کیا جاتا ہے؟ اگر یہ ایک اتفاقی امر ہے تو اس میں تبدیلی لازم ہے اور اگر بکرے کی جان ہی لینے پر اصرار ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ بکرے کے ذبح کئے جانے کو غیر اللہ یعنی حضرت شاہ عبد القادر جیلانیؒ کی تعظیم کا ذریعہ سمجھ

---

(۱) فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص ۷۶-۷۷

(۲) معارف القرآن ج ۱ ص ۳۶۸

(۳) الدر المختار مع الشامی زکریا ج ۳ ص ۴۲۸، البحر الرائق ج ۲ ص ۲۹۸

رہے ہیں ۔اور شریعت کا اصول یہ ہے کہ جب بھی کسی جانور کو اللہ کے علاوہ کسی ذات یا شخصیت کے لئے ذبح کیا جائے گا، تو اگر چہ اس پر ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیا گیا ہو پھر بھی وہ جانور مردار قرار پائے گا؛ لہٰذا صحیح صورتحال کے مطابق حکم معلوم کر کے آپ خود فیصلہ کر لیں ۔ نیز کسی کے لئے ایصال ثواب کو کسی خاص تاریخ یا وقت یا خاص طریقہ کے ساتھ مخصوص کرنا بجائے خود بدعت ہے، اس کی شرعاً اجازت نہیں ۔(۱)

رجب کے کونڈوں کی دعوت

شیعہ حاسدین معاویہؓ کے لیے اس سے بڑھ کر خوشی کی بات اور کیا ہو سکتی تھی کہ ان کا جانی دشمن دنیا میں نہیں رہا، اس لیے انھوں نے وفاتِ معاویہؓ کی خبر سن کر خوب خوشیاں منائیں اور اظہار مسرت کے طور پر کونڈوں کی پوریاں بنائیں اور ایک دوسرے کو کھلا کر اپنے جذبۂ عناد کو تسکین دی، اور یہ ساری کارروائی سنیوں سے چھپ کر اور پوشیدہ طریقہ سے انجام دی گئی ، رہا یہ سوال کہ انھوں نے وفاتِ معاویہؓ پر اپنی خوشی کا اظہار کھلم کھلا کیوں نہیں کیا؟ مولانا عبدالعلی صاحب فاروقیؒ اس کی وجہ لکھتے ہیں کہ : اس وقت اہل سنت و جماعت کا غلبہ تھا وہ صحابیٔ رسول کی توہین اور ان کی وفات پر اظہارِ مسرت کو برداشت نہیں کر سکتے تھے اس لیے رافضیوں نے چھپ چھپا کر اپنے اپنے گھروں میں ہی ٹکیاں بنا لیں اور انہیں آپس میں تقسیم کر کے خفیہ طور پر اظہار مسرت کر کے دشمنیٔ اصحاب کا ثبوت فراہم کیا، بعد میں جب اس کا چرچا شروع ہوا تو نہایت ہی شاطرانہ انداز میں حضرت امام جعفر صادقؒ کی طرف منسوب کر دیا حالانکہ ۲۲؍رجب نہ سیدنا جعفر صادقؒ کا یوم ولادت ہے اور نہ ہی یومِ وفات، بلکہ یہ کاتب سیدنا معاویہ بن ابی سفیانؓ کا یوم وفات ہے ۔(۲) یہی وجہ ہے کہ اس رسم میں آج تک اس بات کی پابندی ہے کہ کونڈوں کی ٹکیاں کسی خفیہ جگہ پر پکائی جاتی ہیں، پھر

---

(۱) کفایت المفتی ج ؍۱ص ؍۲۱۰ـ ۲۱۸ معارف القرآن ج ؍۱ص ؍۳۶۵ فتاوی محمودیہ ج ؍۳ص ؍۲۳

(۲) الکاشف ج ؍۱ص ؍۱۳۰ احسن الفتاوی ج ؍۱ص ؍۳۶۸ تعارف مذہب شیعہ ص ؍۱۵۸

بڑے اہتمام سے انھیں ڈھک کر رکھا جاتا ہے اور فاتحہ بھی کسی اندھیری جگہ پر دلائی جاتی ہے، اور پھر پردے کے ساتھ ہی انھیں کھایا کھلایا جاتا ہے،(۱) اور ہندوستان میں یہ رسم ۱۹۰۶ء میں رام پور(یوپی ہند) سے شروع ہوئی، اس کی ابتدا کرنے والا مشہور رافضی مینائی تبرائی ملعون ہے، انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے سنی بھائی بلا تحقیق رافضی وسبائی پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر اس رسم کو (جوکہ سراسر صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے) اختیار کر چکے ہیں، خصوصاً ہماری مائیں، بہنیں اپنی کم علمی کی وجہ سے اور دیکھا دیکھی اس مرض کا زیادہ شکار ہیں، یاد رہے کہ سیدنا جعفر صادقؒ کی یوم ولادت ۸ / رمضان المبارک اور وفات ۱۵ / شعبان ہے؛ لہٰذا سیدنا جعفر صادقؒ کی ولادت یا وفات سے اس غلط رسم کا کوئی تعلق نہیں، یہ محض بغضِ معاویہ رضی اللہ عنہ ہے۔(۲) اس تفصیل سے معلوم ہوگیا کہ رجب کے کونڈوں کی دعوت بدعت ہے، تو یہ دعوت کرنا اور قبول کرنا دونوں درست نہیں ہوگا۔

حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''کونڈوں کی مروجہ رسم مذہب اہلِ سنت والجماعت میں محض بے اصل، خلافِ شرع اور بدعتِ ممنوعہ ہے؛ کیوں کہ بائیسویں رجب نہ حضرت اِمام جعفر صادقؒ کی تاریخ پیدائش ہے اور نہ تاریخ وفات، حضرت اِمام جعفر صادقؒ کی وِلادت ۸ مضان ۸۰ھ یا ۸۳ھ میں ہوئی اور وفات شوال ۱۴۸ھ میں ہوئی پھر بائیسویں رجب کی تخصیص کیا ہے اور اِس تاریخ کو حضرت اِمام جعفر صادقؒ سے کیا خاص مناسبت ہے؟ ہاں بائیسویں رجب حضرت معاویہؓ کی تاریخِ وفات ہے۔ اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اِس رسم کو محض پردہ پوشی کے لیے حضرت اِمام جعفر صادقؒ کی طرف منسوب کیا گیا، ورنہ دَرحقیقت یہ تقریب حضرت معاویہؓ کی وفات کی خوشی میں منائی جاتی ہے، جس وقت یہ رسم اِیجاد ہوئی اہلِ سنت والجماعت کا غلبہ تھا، اِس لیے

(۱) ماہنامہ دارالعلوم شمارہ/۷ جلد/۹۳ جولائی ۲۰۰۹ء

(۲) جواہر المناقب

یہ اہتمام کیا گیا کہ شیرینی بطورِ حصہ اِعلانیہ نہ تقسیم کی جائے، تاکہ راز فاش نہ ہو، بلکہ دُشمنانِ حضرت معاویہؓ خاموشی کے ساتھ ایک دُوسرے کے یہاں جا کر اُسی جگہ یہ شرینی کھالیں جہاں اُس کو رکھا گیا ہے اور اِس طرح اپنی خوشی ومسرت ایک دُوسرے پر ظاہر کریں۔ جب کچھ اِس کا چرچا ہوا تو اِس کو حضرت اِمام جعفر صادقؒ کی طرف منسوب کر کے یہ تہمت اِمام موصوف پر لگائی کہ اُنہوں نے خود خاص اِس تاریخ میں اپنی فاتحہ کا حکم دیا ہے، حالانکہ یہ سب من گھڑت باتیں ہیں، لہٰذا برادرانِ اہلِ سنت کو اِس رسم سے بہت دُور رہنا چاہیے، نہ خود اِس رسم کو بجالائیں اور نہ اِس میں شرکت کریں۔"(۱) جب رجب کے کونڈے کرنا بدعت ہے، اگر کسی کے گھر کونڈے کا کھانا بھیجا جائے تو اسے قبول نہیں کرنا چاہئے، لیکن اگر کسی وجہ سے قبول کرلیا گیا تو اسے خود نہ کھائے؛ بلکہ فقراء کو تقسیم کردے، بریں بنا اگر آپ فقراء میں داخل ہوں تو مسئولہ صورت میں آپ کے لئے مذکورہ کھانا جائز ہے، ورنہ نہیں، خواہ پہلے سے اس کا علم ہو یا نہ ہو۔(۲)

پندرہویں شعبان کی دعوت

پندرہویں شعبان (شبِ برات) میں بعض لوگ حلوہ بناتے ہیں اور بعض لوگ مزیدار کھانا تیار کرتے ہیں، جو لوگ حلوہ تیار کرتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دندان مبارک شہید ہو گئے تھے تو آپ ﷺ نے حلوہ تناول فرمایا تھا، نبی کی اتباع میں ہم لوگ بھی حلوہ کھاتے ہیں" جبکہ یہ روایت بالکل جھوٹی اور من گھڑت ہے، پورے ذخیرۂ احادیث میں اِس کا کہیں ثبوت نہیں ہے، اگر یہ بات مان بھی لی جائے کہ آپ ﷺ کے دندان مبارک کی شہادت کی وجہ سے حلوہ پکایا جاتا ہے تو آپ کے دندان مبارک ماہ شوال غزوۂ احد میں شہید ہوئے تھے، نہ کہ پندرہ شعبان کو، علاوہ ازیں دندان مبارک شہید ہونے

---

(۱) فتاویٰ محمودیہ ج/۳ ص/۲۸۲

(۲) کفایت المفتی ج/۹ ص/۷۹

کے بعد حلوہ تناول کرنا تو نہ شوال میں ثابت ہے نہ شعبان میں، البتہ دندان کی شہادت ثابت ہے، سچی محبت ہے تو کسی ایک مہینہ میں کسی نہ کسی دانت کو شہادت کا مقام دیں، امید ہے کہ چند سال بعد پورا منہ مبارک مقامِ شہادت کو پالے گا، پھر زندگی حلوے پر ہی گذرے گی صاحب احسن الفتاویٰ نے صراحۃً اس بات کو لکھا ہے کہ پندرہویں شعبان کو حلوہ بنانے کی رسم کھلی ہوئی بدعت ہے، قرآن وسنت اور سلفِ صالحین سے اس کا کوئی ثبوت نہیں، اور یہ دعویٰ کہ اس دن اور اس تاریخ کو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دندانِ مبارک شہید ہونے کی وجہ سے حلوہ نوش فرمایا تھا، تاریخی اعتبار سے قطعاً جھوٹ ہے؛ کیوں کہ دندانِ مبارک کی شہادت کا واقعہ غزوۂ احد میں پیش آیا تھا، جو شوال ۳ھ میں واقع ہوا (۱) اس کا شعبان کے مہینہ سے کوئی تعلق نہیں، نیز یہ بات کہ آپ ﷺ نے اس موقع پر حلوہ نوش کیا ہے، یہ بھی بے دلیل اور بے ثبوت ہے، دراصل اپنی من گھڑت بات کو لوگوں میں رائج کرنے کے لئے یہ جھوٹا افسانہ گھڑا گیا ہے، تمام مسلمانوں کو ایسی بدعات ورسومات سے دور رہنے کی ضرورت ہے۔(۲)

کسی کو زخم لگے کھائے دوسرا حلوہ
یہودیوں کی طرح یہ ہے من اور سلویٰ

حلوہ پکانے اور کھانے سے بھلا کسی کو منع نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ توفیق دے تو ہر روز پکا کر کھائیں، لیکن شب برأت کو مخصوص عمل سمجھ کر حلوہ پکانا اور اہتمام والتزام کرنا جائز نہیں ہے۔

پندرھویں شب کے تعلق سے لوگوں کا عقیدہ

جو لوگ لذیذ کھانوں کے شیدائی ہوتے ہیں، ان کا عقیدہ ہے کہ پندرہ شعبان کی رات

---

(۱) عمدۃ القاری ج/۷ اص/۱۳۸ فتح الباری ج/۷ ص/۳۴۶

(۲) احسن الفتاوی ج/۱ ص/۳۸۵ فتاوی محمودیہ ج/۳ ص/۲۶۸

میں ہمارے بزرگوں اور گھر کے مردہ لوگوں کی روحیں آتی ہیں اور ساری رات گھر میں گذار کر صبح عالم ارواح کی طرف رختِ سفر باندھتی ہیں، گھر آنے والے مہمان کا اکرام کرنا ایک مسلمان کا فریضہ ہے، اس لیے ہم ان روحوں کے استقبال میں گھروں کو سنوارتے ہیں، روشنیوں سے سجاتے ہیں اور ان کا پسندیدہ کھانا جو ان کو زندگی میں پسند رہا ہو تیار کرتے ہیں، اور اُسکا ایصال ثواب کرتے ہیں اور ارواح اپنے عزیزوں کی جانب سے فاتحہ و نذور کے منتظر ہوتے ہیں، ایصالِ ثواب کے تحفے وصول کر کے خوش ہوتے ہیں اور بارگاہ الٰہی میں اپنے زندہ عزیزوں کے حسنِ خاتمہ و آخرت کے لیے سفارش بھی کرتے ہیں، اسلئے باوضو حلوہ پکا کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ کی خصوصیت کے ساتھ نیز دیگر صالحین، اولیائے کاملین، سلاسل تصوف و طریقت کے بزرگان دین، اپنے آباؤ اجداد، اعزاو اقربا (جو حالتِ ایمان پر رحلت کر گئے ہوں) اور عام مومنین کی حلوے پر فاتحہ دلائیں اور ہمسایوں میں تقسیم کرتے ہیں، ظاہر ہے (۱) روحوں کے آنے کا عقیدہ رکھنا بلا دلیل جائز نہیں ہے اور شرعی دلیل سے روحوں کا آنا ثابت نہیں ہے، بلکہ نہ آنا ثابت ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان (مردوں) کے ورے ایک پردہ ہے، جو قیامت تک رہے گا" وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ "(۱) اور "مرقاۃ" شرح مشکاۃ میں لکھا ہے کہ: جو کہے کہ اولیاء و بزرگوں کی روحیں حاضر و ناظر ہیں وہ کافر ہو جاتا ہے۔

"من قال ارواح المشائخ حاضرة تعلم يكفر "(۲)

(۲) دوسری قابل غور بات یہ ہیکہ مومنین کی روحیں علّیین اور کافروں کی روحیں سجّین میں رہتی ہیں، مومنین کی روحیں جنت کے عیش و آرام کو چھوڑ کر یہاں کے حلوہ پوری کھانے کیوں آئیں اور جہنمیوں کو اگر وہ آنا بھی چاہیں تو جہنم کے عذاب سے چھٹکارا کہاں؟ پتہ چلا کہ

---

(۱) سورۃ المومنون آیت نمبر ۔ ۱۰۰

(۲) فتاوی بزازیہ ج ۲ ص ۳۲۶

مومنین یا کافروں کی روحیں دنیا میں واپس نہیں آتیں، لہذا یہ عقیدہ درست نہیں ۔

(۳) تیسری بات اگر روحوں کو ایصالِ ثواب کرنا ہی ہے تو نصف شعبان کی خصوصیت کیوں؟ دوسرے مہینوں میں کیوں نہیں؟ اور کھانے کے ذریعہ ہی کیوں؟ صدقہ خیرات اور نفل روزوں سے کیوں نہیں؟ فاتحہ دلا کرہی کیوں بغیر فاتحہ کے کیوں نہیں؟ کیا اگر غرباء میں تقسیم کر دیں تو ثواب نہیں ملے گا؟ رہی یہ بات کہ میٹھا آپ ﷺ کو پسند تھا تو اس سلسلہ میں تفصیل ہے چنانچہ آن لائن دارالافتاء دارالعلوم دیوبند میں ہے کہ: آپ ﷺ کا کھانے کے بعد میٹھا کھانا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے، اِسی طرح کھانا میٹھے سے شروع کرنے کے سلسلے میں بھی کوئی صراحت نہیں ہے، البتہ فقہاءؒ نے یہ صراحت کی ہے کہ "نمکین سے کھانے کی ابتداء اور انتہاء مسنون ہے"۔ اِسی وجہ سے اطباء بھی اِس سلسلے میں مختلف آراء رکھتے ہیں، بعض میٹھے اور بعض نمکین کے شروع اور آخر میں کھانے کے قائل ہیں البتہ حدیث سے یہ ثابت ہے کہ آپ ﷺ کو میٹھا پسند تھا اور میٹھے میں اُس وقت اکثر و بیشتر کھجور ہی دستیاب ہوتی تھی؛ بلکہ اکثر غریب لوگوں کا کھانا ہی کھجور اور پانی ہوتا تھا مختلف قسم کے کھانے، پھر اُس کے ساتھ میٹھے کی نوبت بہت ہی کم آتی تھی "كان رسول الله ﷺ يحب الحلواء والعسل" (۱)

(۲) آن لائن دارالافتاء دارالعلوم کراچی میں ہے کہ: میٹھا کھانے سے پہلے ہو یا درمیان میں یا بعد میں، اس کا تعلق امور عادیہ سے ہے نہ کہ سنن شرعیہ سے، اللہ کے رسول ﷺ میٹھا کھایا کرتے تھے، آپ ﷺ کو میٹھا پسند بھی تھا۔ "كان رسول الله ﷺ: يحب الحلواء والعسل" (۳) لیکن آپ ﷺ کا کھانے کے بعد میٹھا کھانے کا معمول ہو یہ کسی صحیح حدیث

---

(۱) مشکوۃ المصابیح ص / ۳۶۵، ومن السنۃ أن یبدأ بالملح ویختم بالملح الھندیہ ج / ۵ ص / ۳۳۷

(۲) مشکوۃ ص / ۴۲۲ دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند

(۳) مشکاۃ المصابیح ص / ۳۶

سے ثابت نہیں ہے، وہاں تو مہینوں چولہا نہیں جلتا تھا، دو وقت لگا تار کبھی آپ ﷺ کو روٹی دستیاب نہ ہوئی، جب جو میسر آتا نوش فرما لیتے البتہ ایک موقع پر کھانے کے بعد میٹھی چیز نوش فرمانا بھی آپ ﷺ سے ثابت ہے، حضرت عکراش بن ذویب ؓ کی روایت ہے کہ انھوں نے حضور ﷺ کے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔ آپ ﷺ نے کھانے کے آخر میں کھجور تناول فرمائی، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کھانے کے آخر میں آپ ﷺ نے میٹھی چیز کھائی ہے (۱) لیکن ایک آدھ مرتبہ کھانے کے بعد میٹھی چیز تناول فرمانے کی بنا پر کھانے کے بعد میٹھے کو سنت نہیں کہا جائے گا۔ فقط واللہ اعلم (۲)

الحاصل اس میٹھے کو شب برات کے حلوے سے کوئی نسبت نہیں ہے، لہذا شب برات کے حلوے کو سنت کہنا سنت سے ناواقفیت ہے، شب برات کے حلوے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

بعض لوگوں کا عقیدہ ہے کہ جو شخص شب برأت سے پہلے مرجاتا ہے اس کی روح روحوں میں نہیں ملتی بلکہ بھٹکتی رہتی ہے، اسے روحوں کے ساتھ ملانے کے لئے شب برات کا انتظار کرنا چاہئے، جب شب برأت آتی ہے تو روح کو روحوں میں ملانے کا ختم کرایا جاتا ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ عمدہ قسم کے کھانے، میوے پھل وغیرہ مجلس میں رکھ کر امام مسجد ختم پڑھتے ہیں اور روحوں کو روحوں میں ملا دیتے ہیں اور کھانے، میوے، پھل اور قیمتی کپڑے بغل میں دبا کر گھر لے جاتے ہیں، اس پر میت کے گھر والے شکر ادا کرتے ہیں کہ ان کے مرنے والے رشتہ دار کی روح روحوں میں شامل ہوگئی اور اگر نہ ہوتی تو اس کی بددعا سے گھر والوں پر تباہی آجاتی ہے۔

”یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ

(۱) جامع الترمذی ابواب الاطعمۃ باب ماجاء فی التسمیۃ فی الطعام ج ۲ ص ۱۱
(۲) آن لائن دارالافتاء دارالعلوم کراچی

لَیَاکُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (۱)

یہی شیخ حرم ہے جو چرا کر بیچ کھاتا ہے
گلیمِ بوذر و دلق اویس و چادرِ زہرا (۲)

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ میت کی روح چالیس دن تک گھر آتی ہے، مومنین کی روحیں جمعرات اور شب برات کو آتی ہیں اور مغالطہ قرآن کی اس آیت ''تنزل الملائکۃ والروح سے ہوا کہ اس روح سے مراد مردوں کی روحوں کا اترنا ہے جبکہ اس روح سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہیں اس سے مردوں کی روح مراد لینا تحریف فی القرآن ہے، اور مردے برزخی زندگی سے وابستہ ہیں، عالم برزخ کا عالم دنیا سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں بھی شب برات آئی، صحابہؓ کا زمانہ بھی گزرگیا، تابعین وائمہ اربعہ کا زمانہ بھی گزرگیا، لیکن کسی سے بھی شب برات کا حلوہ، مردوں کی فاتحہ خوانی وغیرہ ثابت نہیں؛ لہٰذا مسلمانوں کو ان بدعات سے اجتناب کرنا ضروری ہے، شب برات کا حلوہ یا دعوت کرنا یا کھانا درست نہیں، اگر کوئی عقیدہ نہ بھی ہو تو بھی احتراز لازم ہے، کیونکہ فسادِ عقیدہ سے مشابہت بہرصورت ہے۔

شبِ براءت کے موقع پر خصوصی کھانے کا اہتمام کرنا

شبِ براءت یا پندرہ شعبان کے دن میں خاص طور پر کھانے پینے کی اشیاء بنانا اور تقسیم کرنا چوں کہ ثابت نہیں اس لیے اس کا اہتمام اور التزام کرنا (ثواب کا باعث سمجھنا، اور نہ کرنے والوں کو اچھا نہ سمجھنا) بدعت ہے، اگر مقصود مرحومین کو ایصالِ ثواب کرنا ہو تو اس کے لیے کسی مہینے یا دن کا انتظار نہیں کرنا چاہیے، بلکہ کسی بھی دن جو میسر ہو صدقہ کر کے اس کا ثواب بخش دیا جائے، اگر شبِ براءت سے قطع نظر کوئی شخص فقط اپنے گھر میں کھانے کے لیے کوئی

(۱) سورۃ التوبۃ آیت نمبر۔ ۳۴

(۲) محدث فورم

مخصوص چیز بنائے تو یہ منع نہیں ہے۔(۱)

انجان آدمی کی دعوت افطار

رمضان المبارک احباب روزہ داروں کو افطار کرانے کی خاطر کوئی چیز پکوا کر تقسیم کرواتے ہیں، اور کھانے والے احباب ان حضرات سے بالکل واقف نہیں کہ وہ کون ہیں؟ اور ان کے روپیوں کی کیا حیثیت ہے؟ تو واضح رہے کہ حرام مال کھانا یا استعمال کرنا حرام ہے، خواہ رمضان ہو یا غیر رمضان، افطار ہو یا سحری، اس لئے دعوت قبول کرنے میں دیکھا جائے گا کہ دعوت کرنے والا مال حرام سے دعوت کر رہا ہے یا مال حلال سے اگر بتحقیق معلوم ہو جائے کہ حلال مال سے ہے تو دعوت قبول کرنا جائز ہے اور یہ معلوم ہو جائے کہ حرام مال سے ہے دعوت حرام ہے، اور اگر تحقیق نہ ہو تو محض بدگمانی سے کسی کے مال کو حرام کہہ کر اسے بدنام کرنا حرام ہے، اور اگر یقین سے معلوم وہ کہ فلاں کا مال حرام ہے، تو یہ دیکھا جائے گا کہ اس کا اکثر مال حلال ہے یا اکثر حرام ہونے کا یقین ہو تو دعوت قبول کرنا جائز ہے۔

”عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ :جَاءَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ :إِنَّ لِي جَارًا يَأْكُلُ الرِّبَا، وَإِنَّهُ لَا يَزَالُ يَدْعُونِي، فَقَالَ مَهْنَؤُهُ لَكَ وَإِثْمُهُ عَلَيْهِ، قَالَ سُفْيَان فَإِنْ عَرَفْتَهُ بِعَيْنِهِ فَلَا تُصِبْهُ“(۲)

---

(۱) دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، فتوی نمبر ۱۴۱۰۵۲۰۰۸۹۱

(۲) مصنف عبدالرزاق ج ر ۸ ص ر ۱۵۰ احدیث نمبر ۱۴۶۷۵

باب

بعدوفات کی دعوتیں

اسلام نے خوشی اور غم کے موقع پر کیا امور کرنے کے ہیں اور کیا نہیں کرنے کے ہیں اس سے متعلق تفصیلی رہنمائی فرمائی ہیں لیکن بعض جہلا کی کذب بیانی اور ہندوانہ رسم ورواج کو دیکھ کر ان دو موقعوں پر بہت سی ایسی باتیں مسلمانوں میں در آئیں ہیں جن کا اسلام اور شریعت سے کوئی علاقہ نہیں ان میں سے چند باتوں کی نشان دہی اس باب میں کی گئی ہے تفصیل کیلئے حضرت تھانویؒ کی کتاب اصلاح الرسوم بہت مفید ہے۔

جنازہ کے ساتھ میٹھے چاول پکا کر لے جانا

جب کسی شخص کا انتقال ہو جاتا ہے تو میت کے گھر والے کچھ میٹھے چاول پکا کر بطور توشہ کے جنازہ کے ساتھ قبرستان تک لے جاتے ہیں اور وہاں جا کر تقسیم کر دیتے ہیں، اور اگر کوئی ایسا نہ کرے تو اس پر ملامت کرتے ہیں، بہشتی زیور میں ہے کہ ”یہ طریقہ شریعت میں ثابت نہیں ہے، بدعت ہے“۔(۱) لہذا اس چاول کو کھانے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

تدفین کے بعد مرحوم کے گھر فاتحہ پڑھنا اور شیرینی تقسیم کرنا؟

میت کو دفن کرنے کے بعد اس کے گھر آ کر فاتحہ پڑھنا اور شیرینی تقسیم کرنا محض ایک رسم بے اصل ہے، جس کا ترک کرنا لازم ہے۔(۲)

تین دن کے بعد زیارت کے کھانے کا حکم

عام طور پر زیارت قبور کے بعد شیرینی وغیرہ کھانے کی چیز تقسیم کرنے کا جو رواج ہے وہ بدعت ہے جو واجب الترک ہے لہذا زیارت قبور کے لئے جاتے وقت کوئی کھانے کی چیز لے جانا پھر زیارت کے بعد تقسیم کرنا اور کھلانا درست نہیں ہے۔(۳)

مرنے کے بعد ”کوند“ کا کھانا کھلانا

بعض علاقوں میں کسی کا انتقال ہو جاتا ہے، تو مردے کے قریبی رشتے دار کڑھائی میں کھانا بناتے ہیں، جنازہ میں شریک سب لوگوں کو مردے کے گھر بلاتے ہیں، اور کھانا کھلاتے ہیں، اس کو ”کوند“ کا کھانا کہتے ہیں یہ بے اصل اور خلافِ شریعت ہے، دورِ نبوت، دورِ صحابہؓ

---

(۱) بہشتی زیور اختری ج/۶ ص/۵۳

(۲) فتاویٰ رحیمیہ ج/۳ ص/۱۰۰

(۳) آن لائن فتوی دارالعلوم دیوبند فتوی نمبر ۱۴۴۳/۰۲ H=۱۰۲/

اور سلفِ صالحینؒ سے اس کا کہیں ثبوت نہیں ملتا؛ البتہ صرف اس قدر ثبوت ملتا ہے کہ وفات والے دن میت کے گھر والوں کے لئے کھانا پکا کر بھیج دیا جائے جسے صرف گھر والے یا دور دراز سے آئے ہوئے مہمان کھائیں محلہ والوں یا جنازہ میں شریک سب لوگوں کو اہتمام سے کھانا کھلانا محض رسم ہے، اس کو ترک کرنا لازم ہے۔(۱)

مرنے کے بعد چنوں پر کلمہ پڑھوا کر کھلانا؟

بعض علاقوں میں یہ رواج ہے کہ جب کسی شخص کا انتقال ہو جاتا ہے تو اس کے گھر والے چھوٹے چھوٹے مکاتب میں چنے خرید کر بھیج دیتے ہیں، بچے ان چنوں پر کلمہ ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ پڑھتے ہیں، پھر پڑھنے کے بعد وہ چنے انہیں بچوں پر تقسیم کر دئے جاتے ہیں اور بچے ان کو کھا جاتے ہیں، اگر یہ چنے کلمہ طیبہ ”لا الہ الا اللہ“ پڑھنے کا معاوضہ ہے تو ان کا تقسیم کرنا اور پڑھنے والوں کا انہیں کھانا جائز نہیں کیوں کہ یہ نفسِ طاعت پر اجرت کی شکل ہے جو ممنوع ہے، اور اگر اسے کلمہ پڑھنے کا معاوضہ نہ مانا جائے تو بھی کیوں کہ یہ معاشرہ میں بے اصل رسم بن چکی ہے اور کلمہ پڑھنے کے لئے چنوں ہی کو ضروری قرار دیا گیا ہے، اس لئے یہ طریقہ بے اصل اور قابل ترک ہے، اس پر نکیر کرنی چاہئے، اور بہر صورت مکاتب کے بچوں کو یہ چنے نہیں کھلانا چاہئے۔(۲)

وفات کے بعد کے جمعہ میں چنے پر کلمہ خوانی کی دعوت

بعض علاقوں میں کسی شخص کے انتقال کے بعد جو جمعہ آئے اس جمعہ میں چنے کے ذریعہ کلمہ خوانی ہوتی ہے، جس کے بعد کبھی میٹھائی دی جاتی ہے، اس کے لئے تین دن ،سات دن، کوئی متعین نہیں، جمعہ کے دن محض لوگوں کی کثرت کی وجہ سے کیا جاتا ہے، کتاب

---

(۱) کتاب النوازل ج ۱/ ص ۵۹۱/

(۲) کفایت المفتی ج ۴/ ص ۴۹/

النوازل میں ہے کہ ”بلا کسی حدود قیود کے میت کے لئے ایصالِ ثواب شریعت میں منع نہیں؛ لیکن آج کل ایصالِ ثواب کے لئے خود ساختہ طور پر رسمیں گڑھ لی گئیں، مثلاً دنوں کی تعیین اور اس کے اجتماعی مجلسوں کا اہتمام وغیرہ، تو ان رسومات کی وجہ سے ایسی مجلسوں سے منع کیا جاتا ہے، مزید یہ کہ چنوں اور کھیلوں پر کلمہ خوانی اور بعد میں مٹھائی کی تقسیم کی وجہ سے اس عمل میں دنیا کی لالچ بھی شامل ہو جاتی ہے، بہت سے لوگ اسی مقصد سے کلمہ خوانی میں شریک ہوتے ہیں کہ بعد میں پڑھے ہوئے چنے ہاتھ آئیں گے؛ بل کہ کہیں کہیں تو ان چنوں کو تبرکاً تقسیم کیا جاتا ہے، ایسی صورت میں جب کہ خود پڑھنے والوں کا ثواب خطرہ میں پڑ جاتا ہے، تو میت کو ثواب کہاں سے پہنچ سکتا ہے؟ بریں بنا کھانے کی چیزوں پر کلمہ خوانی سے احتراز کرنا چاہئے، اگر شمار ہی کی ضرورت ہے تو گٹھلیوں وغیرہ پر شمار کر لیا جائے اور ہر ممکن طور پر بدعات اور رسومات سے احتراز کیا جائے۔(۱)

مُردوں کے نام پر مسجد میں دئے گئے کھانے کا حکم

بعض شہروں میں رواج ہے کہ مسجد کے امام اور مؤذن کا کھانا محلہ سے آتا ہے، لیکن خاص جمعرات کی شام میں بعض عورتیں اپنے مردوں کے نام سے مسجد میں کھانا بھیجتی ہیں، مثلاً دادا کے نام سے یا اپنی نانی نانا کے نام سے وغیرہ، یہ کھانا صدقہ نافلہ کے طور پر ہوتا ہے، اس لئے مستحق امام اور موذن کو فی نفسہ اس کا کھانا جائز ہے، البتہ عوام کو یہ سمجھانا چاہئے کہ اس صدقہ کو جمعرات یا کسی اور دن کے ساتھ خاص کرنا شریعت سے ثابت نہیں ہے، اس لئے اس التزام سے بچنا چاہئے۔(۲)

---

(۱) فتاوی احیاء العلوم ج ر۱ص ر ۱۳۲

(۲) کتاب النوازل ج ر۱ص ر ۶۳۳

ایصال ثواب کا کھانا خود گھر والے کھاسکتے ہیں یا نہیں؟

ایصال ثواب کی نیت سے جو کھانا تیار کیا گیا ہے اس کے حق دار محتاج، غریب و مسکین لوگ ہیں، گھر والے یا غنی و مالدار کو وہ کھانا کھانا درست نہیں ہے، اگر کھالیا تو اس کا کوئی ثواب کھلانے والے کو نہیں ملے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔(۱)

چنے اور الائچی دانوں پر کلمہ طیبہ پڑھنا اور ان کو کھانا؟

صبح کو فاتحہ میں جو مرنے والے کے لئے قرآن شریف پڑھا جاتا ہے اس وقت کچھ لوگ پنج آیات پڑھتے ہیں، ان کا پڑھنا کیسا ہے؟ اور اس وقت کچھ لوگ بغیر پڑھے لکھے چنوں پر کلمہ پڑھتے ہیں اور پھر ان چنوں میں الائچی دانے ملا کر سب کو تقسیم کر دیا جاتا ہے نفسِ قرأت قرآنِ کریم کے ذریعہ ایصالِ ثواب مستحسن ہے؛ لیکن اس کے لئے وقت کی تعیین اور الائچی دانوں اور فاتحہ کا التزام وغیرہ رسومات بلاشبہ بدعت ہیں، ان کا ترک لازم ہے، پڑھے ہوئے چنے اگر نذر ومنت کے ہیں تو مالداروں کو ان میں سے کھانا جائز نہیں ہے اور بہر صورت ان چیزوں کا کھانا بہتر نہیں ہے۔(۲)

چوپہر کا کھانا

بعض علاقوں میں انتقال کے بعد تین دن تک مردے کے گھر نہ کچھ پکایا جاتا ہے اور نا ہی کوئی حکم الٰہی (تعزیت) کرنے کے لئے آتا ہے؛ بل کہ اعزاء واقربا ''چوپہر'' کی تیاری کرتے ہیں، چوپہر یعنی مردے کے انتقال کے چوتھے دن بستی والے آتے ہیں، اور آس پاس گاؤں والے بھی آتے ہیں اور حکم الٰہی یعنی تعزیت کرتے ہیں، اور ان کے لئے میٹھا اور نمکین کھانے کا انتظام کرنا پڑتا ہے، جس کو یہ کھا کر گھر کو چلتے جاتے ہیں، جب کہ مرنے کے بعد

(۱) آن لائن دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند

(۲) امداد الفتاویٰ ۵/ ۳۶۳

تیجہ چوپہر، چوتھی، پانچویں وغیرہ سب جاہلانہ باتیں ہیں، اور ہندوانہ رسومات ہیں اسلام کا ان سے کوئی تعلق نہیں، کسی مسلمان کے لئے ایسی لغو اور بے اصل باتوں کو اختیار کرنا قطعاً جائز نہیں ہے۔(۱)

اور رضاخانی عالم مولوی امجد علی ''بہارِ شریعت'' میں لکھتے ہیں کہ ''میت کے گھر والے تیجا وغیرہ کے دن دعوت کریں تو ناجائز اور بدعتِ قبیح ہے کہ دعوت تو خوشی کے وقت مشروع ہے نہ کہ غمی کے وقت''۔(۲)

میت کے ایصالِ ثواب کے لے ختم قرآن کی دعوت

ختم کسی میت کے ایصال ثواب کے لیے ہوتو کسی قسم کی قیود اور وقت کی تخصیص اور کسی خاص اہتمام کے بغیر اپنے مخلص احباب جمع ہوجائیں اور قرآن کریم ختم کر کے میت کو اس کا ثواب بخش دیں تو یہ جائز بل کہ باعث ثواب ہے، البتہ ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کے بعد کھانا کھلانے میں ایک گونہ اجرت ہونے کا شائبہ پایا جاتا ہے اس لیے اس سے اجتناب کیا جائے۔علامہ محمد بن شہاب المعروف بابن البزاز الحنفیؒ لکھتے ہیں

''فالحاصل ان اتخاذالطعام عن قراء ۃ القرآن لاجل الاکل یکرہ''(۳)

دسویں، گیارہویں اور چہلم وغیرہ کی دعوت

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں صحابہؓ وصحابیاتؓ کی وفات ہوئی کسی مرنے والے کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی سوم، دسویں، چہلم وغیرہ کا حکم نہ صراحۃً فرمایا نہ اشارۃً، خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

(۱) فتاوی محمودیہ ج/ ۹ ص/ ۲۷۵

(۲) بہارشریعت ج/ ۴ ص/ ۱۵۹،بحوالہ حاضراتِ علمیہ برموضوع رضاخانیت ص/ ۱۷۳

(۳) بزازیہ بہامش الہندیہ ص/ ۴۸۱

کی صاجزادیاں فوت ہوئیں؛ لیکن آپ ﷺ نے کسی کے لئے ایصال ثواب کا مخصوص طریقہ نہیں اپنایا، قرآن وسنت میں میت کے تعلق سے فاتحہ خوانی، قل خوانی، قرآن خوانی، سوم اور چہلم کے الفاظ یا اصطلاحات کا ذکر تک نہیں، اگر یہ اسلامی امور ہوتے تو ان الفاظ یا تقریبات کا قرآن وحدیث میں یا سلف صالحین سے ان کا ثبوت ہوتا، اور حضور اکرم ﷺ کے ایک جلیل القدر صحابی حضرت جریر بن عبداللہ ؓ فرماتے ہیں کہ: ہم صحابہ رسول ﷺ اہل میت کے ہاں لوگوں کے جمع ہونے اور اہل میت کا ان کے لئے کھانا تیار کرنے کو نوحہ سمجھتے تھے۔ "کنانری الاجتماع الی اہل المیت و صنعہم الطعام من النسیاحۃ"(۱)
اس کے برعکس رسول اکرم ﷺ نے اہل میت کو کھانا کھلانے کی تاکید فرمائی، حدیث میں ہے کہ جب حضرت جعفر بن ابی طالب ؓ کی وفات کی خبر آپ کو پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جعفر کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کرو کیوں کہ وہ مصیبت وغم میں مبتلا ہیں، یہاں تو معاملہ ہی الٹا ہے کہ یتیم ہو یا غریب بیوہ عورت ہو یا مقروض، گھر میں کسی کی موت ہو جائے تو اسے اہل محلہ کو دعوت کرانا ضروری ہے، ورنہ میت کو روح ایسے ہی بھٹکتی پھرے گی، اور مسجد کے امام صاحب سمیت کھانے والوں کی ایک لمبی قطار لگی رہتی ہے، قرآنی خوانی محض ایک بہانہ ،ایصال ثواب برائے نام ہے اصل غرض کھانا ہے، مذکورہ قباحتوں سے اجتناب کی صورت میں ان اعمال کے لئے خصوصی مجالس خصوصی دن، خصوصی شکل مقرر کرنا اور خصوصی آیات کا انتخاب کرکے پڑھنا کسی سے ثابت نہیں، اور شارع علیہ السلام کے علاوہ کسی کو اختیار نہیں کہ وہ اپنی طرف سے کسی عبادت کی شکل بنائے یا دن اور کیفیت کا تعین کرے، محض ایصال ثواب کے لئے کسی تعیین کی ضرورت نہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ؒ فرماتے ہیں کہ ماتم کے موقع پر یہ بری رسومات اور اسراف کے کام ہیں اور رسوم چہلم ششماہی اور فاتحہ وغیرہ کا اول عربوں میں وجود ہی نہیں

(۱) ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ماجاء فی النہی عن الاجتماع الی اہل المیت وصنعۃ الطعام حدیث نمبر۔ ۱۶۱۲ ج ۱ / ص ۷۹۸

تھا، تعزیت میت کے ورثاء کے لئے تین دن تک کےعلاوہ کسی کھانے کا کوئی وجود نہیں،’’دیگر از عادات شنیعہ ما مردم اسراف است درما تمہاد سیوم وچہلم وشش ماہی و فاتحہ سالینہ وایں ہمہ رادرعرب اول وجود نبود مصلحت آن است کہ غیر تعزیت وارثان میت تاسہ روز وطعام ایشاں یک شبانہ روز رسمے نباشد‘‘۔حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے تین باتوں کی شرعی حیثیت متعین فرمادی ہے:

۱۔میت کے گھر فاتحہ خوانی وقرآن خوانی کے لئے اہتمام کے ساتھ جمع ہونا ثابت نہیں ہاں جب مسجد میں نماز کے لئے جمع ہوتو اس وقت دعا کر دینا الگ بات ہے اور یہ جائز ہے۔

۲۔ سوم کی رسم بھی بے ثبوت اور بدعت ہے۔

۳۔ پھر کھانے پینے میں اہتمام وتکلف کرنا یہ بھی ناجائز ہے۔

۴۔ اور اگر سب کچھ یتیموں کے اموال سے کیا جارہا ہے تو یہ حرام ہے،امام حافظ الدین محمد بن شہاب حنفیؒ لکھتے ہی تین دن تک ضیافت مکروہ ہے اور اس طرح اس کا کھانا بھی کیوں کہ ضیافت تو خوشی کے موقع پر ہوتی ہے اور پہلے دوسرے اور تیسرے دن طعام تیار کرنا بھی مکروہ ہے اس طرح سات دنوں کے بعد اور عیدین کے موقع پر اور اس طرح موسم بموسم قبروں پر کھانا اور جانا بھی مکروہ ہے اور قرأت قرآن کے لئے اور علماء وقراء کو جمع کر کے ختم قرآن کے لئے دعوت کرنا بھی مکروہ ہے اور علی ہذا القیاس سورہ انعام یا سورہ اخلاص کے قرأت کے لئے کھانا تیار کرنا بھی مکروہ ہے۔حاصل یہ ہے کہ قرأت قرآن کے وقت کھانا تیار کرنا مکروہ ہے۔(۱)

الغرض فقہاء نے تصریح کی ہے کہ قرآن خوانی کے لئے دعوت کرنا اور صلحاء وقراء کو ختم کے لئے یا سورۂ انعام یا سورۂ اِخلاص کی قرأت کے لئے جمع کرنا مکروہ ہے۔(۲)

---

(۱) فتاویٰ بزازیہ ص ر ۴

(۲) آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ر ۴ ص ر ۲۹ ۴ فتاوی عثمانی ج ر ۱ ص ر ۶۹

علاوہ ازیں آج کل یہ تقریبات نام ونمود کا ذریعہ ہیں، شادی کی طرح اس کی تشہیر کی جاتی ہے، پورے اہتمام کے ساتھ انواع و اقسام کے کھانے تیار کئے جاتے ہیں، کھانے والے اپنے عزیز واقارب یا مذہبی لوگ ہوتے ہیں، ان میں غریب و مسکین کا گذر تک بھی نہیں ہوتا اور جس عمل میں ریاء اور دکھلاوا آجائے وہ تو ویسے ہی اللہ کے ہاں مقبول نہیں، گو ظاہر میں وہ کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو،اس لئے یہ دعوتیں بدعت ہیں ،شرکت سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔

۵۔ چوں کہ تیجہ و چالیسواں بدعت اور ناجائز ہے؛اس لیے اسے جائز سمجھتے ہوئے اس میں شریک ہونے والا گناہ گار ہے اور بدعتی ہے، نیز بدعتی امام کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی ہے؛ اس لیے کسی صالح اور متبع سنت امام کے پیچھے نماز پڑھنالازم ہے۔البتہ اگر کہیں اور باجماعت نماز کا موقع میسر نہ ہوتو مذکورہ امام کی اقتدا میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھناا کیلے نماز پڑھنے سے بہتر ہے،اسی طرح اگر کوئی دوسراامام میسر ہونے کے باوجود اس کی اقتدا میں نماز ادا کی تو نماز کراہت کے ساتھ ادا ہو جائے گی،اس کا اعادہ لازم نہیں ہوگا۔(۱)

برسی کی دعوت

برسی کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے، یہ سب انسانوں کی ایجاد کردہ بدعات ہیں ،جن سے پرہیز لازم ہے۔(۲) تاریخِ اسلام میں چھ سو سال گذرنے کے بعد یہ رسمِ بد ایجاد ہوئی ہے، اس کے ایجاد کرنے والے بھی عیسائی ہیں، جاہل مسلمانوں نے اس میں خوب رنگ روغن لگا کر اُسے خوب فروغ دیا اور طرح طرح کے منکرات و بدعات کو ایجاد کیا، مثلاً میلہ لگانا، قبروں پر چادر ہے۔

---

(۱) دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، فتوی نمبر ۱۴۴۱۰۶۲۰۱۳۰۸

(۲) فتاوی عثمانی ج/۱ص/۵۳

دعوت میت کا شرعی حکم

جس گھر میں میت ہو جائے تو محلہ والوں کے لئے سنت طریقہ یہ ہے پہلے دن کا کھانا پکا کر میت والوں کو دیں اور اگر نہ کھائیں تو باصرار کھلائیں یہ کھانا اتنا ہو کہ میت کے گھر والوں کو پورا ہو جائے اور باقی لوگ جو محلہ والے میت کے گھر جمع ہیں انہیں اور جو میت کو دفن کرنے کے بعد واپس آئیں انہیں میت کے گھر کا کھانا منع ہے۔

مولانا احمد رضا خان صاحب مرحوم فرماتے ہیں کہ "اگر چہ صرف ایک دن یعنی پہلے ہی روز عزیزوں کو ہمسایوں کو مسنون ہے کہ اہل میت کے لیے اتنا کھانا پکوا کر بھیجیں جسے وہ دو وقت کھا سکیں اور باصرار انہیں کھلائیں، مگر یہ کھانا صرف اہل میت ہی کے قابل ہونا سنت ہے اس میلے کے لیے بھیجنے کا ہر گز نہیں اور ان لیے بھی فقط روز اول کا حکم ہے، آگے نہیں"(۱)

اہل میت کے علاوہ جو وہاں موجود ہوں جیسے عام رواج ہے کہ میت کے گھر خاص طور پر عورتیں بہت جمع ہوتی ہیں اور منہ بنا بنا کر روتی ہیں اور چیخ چیخ کر ایک دوسرے کے گلے لگتی ہیں اور کہتی ہیں ہائے او فلاں ہائے او میرا فلاں وغیرہ یہ سب حرام ہے لہذا ایسے مجمع کو یا جو میت کو دفن کرنے کے بعد واپس میت کے گھر آئیں تو کھانا کھلانا ضیافت ہے اور اہل میت کی طرف سے ضیافت ناجائز ہے بل کہ دفن کرنے والوں کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ کھانا کھائے بغیر میت کے وارث سے اجازت لے کر چلے جائیں اور اپنے اپنے گھر جا کر کھانا کھائیں۔

مولانا احمد رضا خان صاحب مرحوم مزید فرماتے ہیں "یہ عورتیں کہ جمع ہوتی ہیں اور افعالِ منکرہ کرتی ہیں، مثلاً چلا کر رونا پیٹنا، بناوٹ سے منہ ڈھانکنا، الی غیر ذالک۔ یہ سب نیاحت (نوحہ) ہے اور نیاحت حرام ہے۔ ایسے مجمع کے لئے میت کے عزیزوں اور دوستوں کو بھی جائز نہیں کہ کھانا بھیجیں کہ گناہ کی امداد ہوگی "ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان" یعنی

---

(۱) فتاوی رضویہ ج ۹/ص ۶۶۲/

گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔(۱) اہل میت کے علاوہ کو کھانا کھلانا خواہ میت والوں نے تیار کیا ہو یا محلہ والوں نے یہ دعوت خود ناجائز و بدعت شنیعہ قبیحہ ہے مسند احمد بن حنبل اور ابن ماجہ سنن میں بہ سند صحیح حضرت جریر بن عبداللہ بجلی سے راوی۔

"کنا نعد الاجتماع الی اھل المیت و صنعۃ الطعام من النیاحۃ"

یعنی "ہم گروہ صحابہ اہل میت کے یہاں جمع ہونے اور ان کے کھانا تیار کرانے کو مردے کی نیاحت سے شمار کرتے تھے"۔(۲)

امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں،

"یکرہ اتخاذ الضیافۃ من الطعام من اھل المیت لانہ شرع فی السرور لا فی الشرور وھی بدعۃ مستقبحۃ"

یعنی "اہل میت کی طرف سے کھانے کی ضیافت تیار کرنی منع ہے کہ شرع نے ضیافت خوشی میں رکھی ہے نہ کہ غمی میں، اور یہ بدعت شنیعہ ہے (۳) میت کے ایصال ثواب کے لے جو تیار کیا جاتا ہے وہ صرف غریبوں کا حق ہے، مالدار کے لیے کھانا درست نہیں، مولانا احمد رضا صاحبؒ لکھتے ہیں جو کچھ تقسیم کیا جائے، محتاجوں کو دیا جائے کہ یہ بھی ثواب کی بات ہے، غنی لوگ اس میں سے نہ لیں (۴)

دوسری جگہ لکھتے ہیں "مردے کا کھانا صرف فقراء کے لئے ہے، عام دعوت کے طور پر جو کرتے ہیں یہ منع ہے، غنی نہ کھائے میت کی طرف سے جو صدقہ ہو غنی کو نہ دے، نہ غنی

---

(۱) فتاوی رضویہ ج/۹ص/۶۶۵

(۲) سنن ابن ماجہ باب ماجاء فی النھی عن الاجتماع ص/۱۱۷

(۳) فتح القدیر فصل فی الدفن ج/۲ص/۱۰۲

(۴) الحجۃ الفائحہ ص/۳

لے‘‘(۱) جب غریبوں کو کھلانا ہے تو کھلانے کا طریقہ بھی لکھتے ہیں کہ ’’محتاجوں کو چھپا کر دے یہ جو عام رواج ہے کہ کھانا پکایا جاتا ہے اور تمام اغنیاء و برادری کی دعوت ہوتی ہے ایسا نہ کرنا چاہیے‘‘ (۲) میت کے کھانوں کا نقصان میت کا کھانا کھانے سے دل مردہ اور سیاہ ہو جاتا ہے جو طعام میت کے متمنی رہتے ہیں، ان کا دل مرجاتا ہے، ذکر و اطاعت الٰہی کے لئے حیات و چستی ان میں نہیں رہتی کہ وہ اپنے پیٹ کے لقمہ کے لئے موت مسلمین کے منتظر رہتے ہیں اور کھانا کھاتے وقت موت سے غافل اور اس کی لذت میں شامل (۳)

میت کے پہلے یا تیسرے دن یا ہفتہ کے بعد (جمعرات کو) جو کھانے تیار کئے جاتے ہیں، سب مکروہ و ممنوع ہیں، علامہ شامیؒ درمختار میں فرماتے ہیں، یہ سب ناموری اور دکھاوے کے کام ہیں، ان سے احتراز کیا جائے، اس دعوت کا کھانا بھی منع ہے، غالباً ورثہ میں کوئی یتیم اور نابالغ ہوتا ہے یا بعض ورثاء موجود نہیں ہوتے، نہ ان سے اس کی اجازت لیا جاتا ہے جب تو امر سخت شدید پر متضمن ہوتا ہے اگر ان میں کوئی یتیم ہوا تو آفت سخت تر ہے (۴)

دن مقرر کرنے کی حیثیت

کسی بھی کام کے لیے دن اور وقت کی تعیین دو وجہ سے ہوتی ہے۔

سہولت کے پیشِ نظر عظمت کے پیشِ نظر:

سہولت کے پیشِ نظر دن کی تعیین میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اہل سنت کے نزدیک بالاتفاق جائز ہے، اس میں عظمت و عبادت کا تصور نہیں پایا جاتا ہے، جس دن سہولت ہو خود سے متعین کر کے کام کرلیں اگر دن بدل جاتا ہے تو بھی سہولت دیکھی جاتی ہے، عظمت کے

---

(۱) احکام شریعت ص/ ۸۸۔ ۱۵۳

(۲) ملحوظات مولانا احمد رضا صاحبؒ حصہ سوم/ ۵۶

(۳) فتاویٰ رضویہ ج ۴/ ص ۲۲۳

(۴) (جلی الصورت ۳۔ ۴)

فوت ہونے کا افسوس نہیں ہوتا، نبی اکرم ﷺ ہر ہفتہ روز مسجد قباء میں کبھی پیدل اور کبھی سوار ہو کر تشریف فرما ہوتے اور عبداللہ ابن عمرؓ بھی ایسا ہی کرتے تھے، حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ ہر جمعرات کے دن لوگوں کو وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے۔(۱)

مذکورہ دلائل میں سہولت کو بتایا گیا نہ کہ ان دنوں میں قباء جانے کی کوئی عظمت مضمر ہے، اور نہ اس دن وعظ میں عبادت کا خاص پہلو پوشیدہ ہے، اس زمانہ میں سہولت کسی کو اتوار کے دن ملنے پر وہ قباء جائے، کسی کو سہولت جمعہ میں بیان کرنے پر کرلے، کوئی حرج نہیں ہے۔

دوسری صورت ہے ''عظمت کے پیشِ نظر دن کی تعیین'' یہ شرعاً منع ہے، جس عبادت کے لیے شریعت نے کوئی دن متعین نہیں کیا آپ کو یہ حق حاصل نہیں کہ اس عبادت کو کسی دن کے ساتھ خاص کردے، چنانچہ نفل روزہ کا کوئی خاص نہیں متعین نہیں ہے، اگر کوئی صرف جمعہ کو ہی نفل روزہ کا اہتمام کرے تو منع ہے۔

" قال لاتختصو ا ليلة الجمعة بقيام من بين الليالى
ولاتخصوا يوم الجمعة بصيام من بين الايام الاان يكون
فى صوم يصومها احدكم (۲)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: کسی مستحب کام پر اصرار کرلینا، رخصت کے پہلو کو فراموش کر کے اس میں عزیمت پیدا کر دینا شیطانی حصہ ہے، اب اگر کوئی شخص کسی بدعت پر مصر ہو جائے یا کسی گناہ پر مصر ہو جائے تو اس کا شیطانی حصہ ہونے میں کا شک باقی رہ جاتا ہے۔

" من اصر على امر مندوب وجعله عزما ولم يعمل
بالرخصة فقد اصاب منه الشيطان من الاضلال فكيف

---

(۱) صحیح بخاری باب من جعل لاہل العلم ایاما معلومۃ ج ۱ ص ۱۶

(۲) صحیح مسلم حدیث نمبر ۱۱۴۴

من اصر علی بدعة او منکر "(۱)

علامہ شاطبیؒ لکھتے ہیں

جب امور دینیہ کے متعلق مباح ،استحباب، التزام کی حیثیت واضح ہوگئی تو پھر دین میں کوئی بھی کام اہتمام اور التزام کی نیت سے کرنا خواہ وہ عادۃ ہی کیوں نہ ہو اس طور پر کہ آدمی کو اس میں دوام اور ہمیشگی حاصل ہو جس سے شرعی عمل میں خلل پیدا ہونے یا اس بات کہ اعتقاد کا اندیشہ ہو کہ یہ بھی شریعت کا حصہ ہو حکم واجب ہے تو پھر اس کام کی ابتدا ہی کرنا مکروہ ہے، کیوں کہ مباح کام بھی التزام کے ساتھ کرنے کی صورت میں کئی ممنوع امور کا ارتکاب لازم آتا ہے جس میں سے ایک یہ ہیکہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ نے اس دین میں بڑی آسانی اور سہولت رکھی ہے اور کسی مباح چیز کو اس درجہ اہتمام سے کرنے میں اندیشہ رہتا ہے کہ اللہ نے جو آسانی بندہ کو دی ہے وہ بندہ اس آسانی کو قبول کئے بغیر اپنے لئے کوئی مشقت لازم کر لینا چاہتا ہے اور ایک بندہ کو اپنے آقا کے ساتھ یہ رویہ نامناسب ہے، اور دوسری بات یہ ہے کہ اس طرح کہ مباح امر کا التزام کرنے کی صورت میں دین میں غلو بھی لازم آتا ہے اور دین کا غلو وہ ہے جو آدمی حد سے آگے بڑھا دیتا ہے، اور اسراف کی حد میں داخل کر دیتا ہے جو دین کے مخالف شمار ہوتا ہے۔(۲)

(۱) مرقاۃ المفاتیح ج/۳ص/۲۶ا السعایہ علی شرح الوقایہ ج/۲ص/۲۶۵

(۲) "اذا ثبت هذا فالدخول فی عمل علی نية الالتزام له ان كان فی المعتاد بحيث اذا داوم عليه اورث مللا ينبغی ان يعتقد ان هذا الالتزام مكروه ابتداء اذ هو مود الی امور جميعها منهی عنه:احدها ان الله ورسوله اهدی فی هذاالادين التسهيل والتيسير وهذا الملتزم يشبه من لم يقبل هديته وذالک يضاهی ردها علی مهديها وهو غير لائق بالمملوک مع سيده، فيكف يليق بالعبد مع ربه؟ والثانی :الخوف من الدخول تحت الغلو فی الدين، فان الغلو هی البالغة فی الامر ومجاوزة الحد فيه الی حيز الاسراف"

كتاب الاعتصام ج/۱ ص/۱۶۴

جو حضرات دن کی تعیین کے ساتھ ایصال ثواب کرتے ہیں ان کے پیشِ نظر کیا چیز ملحوظ ہے، اگر سہولت ہے تو پورے ہندوستان میں ہر اہلِ میت کو تیسرے دن، دسویں دن، گیارہویں دن، چالیسویں دن ہی سہولت مل رہی ہے، اور سب کی سہولت ایک ہی طریقہ کے ایصالِ ثواب میں محدود ہے؟ ایسا اتفاق یا تو کرامت ہے یا بدعت، اگر عظمت مضمر نہیں ہے تو دن بدلنے پر افسوس کیوں کیا جاتا ہے، کہ ''دسواں نہیں ہوا'' چالیسواں نہیں ہوا'' لہذا ایصالِ ثواب کے لیے دن کی تعیین شرعاً بدعت ہے، جس سے احتراز لازم ہے۔

اگر کوئی شخص دن اور تاریخ کی تخصیص نہیں کرتا اور نہ ہی وہاں ایسا عرف ہے، اور اس کو لازم اور ضروری نہیں سمجھتا، بل کہ کبھی ایک آدھ بار کر لیتا ہے تو اس کی گنجائش ہوگی، لیکن آج کل ایسا ہوتا نہیں ہے، بل کہ عوام الناس نے ان دنوں کی تعیین کی ہوئی ہے، اور پھر ہر سال اس کا اہتمام خود اس کی تعیین کی دلیل ہے، پھر اس میں بسا اوقات مخلوط اجتماعات ہوتے ہیں۔

جو شخص جس وقت جس دن چاہے، کوئی بھی نفلی عبادت کر کے اُس کا ثواب میت کو بخش سکتا ہے، مرحوم کے ایصالِ ثواب کے لیے عزیز و اقارب کا نفسِ قرآن کریم پڑھنا اور میت کے لیے دعا کرنا جائز ہے، لیکن مروجہ طریقہ پر دن متعین کر کے اجتماعی طور پر تعزیت کے لیے جمع ہونا اور اجتماعی قرآن خوانی کرنا، جس میں میت کے یہاں کھانے پینے کا التزام ہو اور لوگوں کو باقاعدہ دعوت دے کر جمع کرنا، نہ آنے والوں سے ناراضی کا اظہار کرنا اور ان سب باتوں کو باعثِ ثواب اور شریعت کا حصہ سمجھنا بدعت ہے اور ناجائز و ممنوع ہے، ایک مزید خرابی اس میں یہ بھی ہے کہ تعزیت کے لیے آنے والوں کو اہلِ میت کے یہاں ضیافت و دعوت بھی نہیں کھانی چاہیے، کیوں کہ دعوت کا کھانا تو خوشی کے موقع پر مشروع ہے نہ کہ غم کے موقع پر، اسی لیے فقہاء نے تعزیت کے موقع پر کھانے کی دعوت کو مکروہ اور بدعتِ مستقبحہ قرار دیا ہے، اور اگر کوئی اسی کھانے اور اجرت کی لالچ و امید میں قرآنِ مجید ختم کرتا ہے تو اس

پر ثواب نہیں ہے، بل کہ یہ عمل اور اس کا معاوضہ ناجائز ہوگا۔

لہٰذا دن متعین کر کے التزام کے ساتھ ختمِ قرآن کی تقریب نہ رکھی جائے، اگر متعینہ دن کے علاوہ کسی دن اتفاقاً خاندان کے کچھ افراد جمع ہو جائیں اور وہ بغیر کسی دباؤ، شرم یا لالچ کے از خود خوشی سے قرآنِ مجید پڑھ کر ایصالِ ثواب کریں اور ختمِ قرآن پر کھانے کی طمع و امید بھی نہ ہو تو ایسے موقع پر کھانا کھالینے میں حرج نہیں ہے، بشرطیکہ یہ ضیافت میت کے ترکے میں سے نہ ہو۔(۱)

اہل میت کے لئے ہوٹل سے کھانا منگوا کر دینا

اہل میت کیلئے اقرباء، پڑوسیوں، اور دوستوں کی طرف سے کھانا تیار کرنا مستحب ہے، کیوں کہ سوگواران کو کھانا بنانے کی فرصت نہیں ملتی جیسے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا جعفر کے اہل خانہ کیلئے کھانا بناؤ، انہیں فوتیدگی نے کھانے کے بندوبست سے مشغول کر دیا ہے۔(۲)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب کسی گھر میں کسی کی وفات ہو جاتی اور اس کی وجہ سے عورتیں جمع ہوتیں اور پھر وہ چلی جاتیں، صرف گھر والے اور خاص خاص عورتیں رہ جاتیں تو آپ ہانڈی میں تلبینہ پکانے کا حکم دیتیں، وہ پکایا جاتا پھر ثرید بنایا جاتا اور تلبینہ اس پر ڈالا جاتا، پھر ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتیں کہ اسے کھاؤ کیوں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ تلبینہ مریض کے دل کو تسکین

---

(۱) قوله: وباتخاذ طعام لهم قال في الفتح ويستحب لجيران أهل الميت والأقرباء الأباعد تهيئة طعام لهم يشبعهم يومهم وليلتهم؛ لقوله ﷺ اصنعوا لآل جعفر طعاماً فقد جاءهم ما يشغلهم حسنه الترمذي وصححه الحاكم، ولأنه بر ومعروف، ويلح عليهم في الأكل، لأن الحزن يمنعهم من ذلك فيضعفون. اهـ. مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت'' فتاوی شامی کتاب الصلاۃ باب صلاۃ الجنازۃ ج ر۲ ص ر۲۴۰

(۲) ترمذی حدیث نمبر۔ ۹۹۸ ابوداود حدیث نمبر۔ ۳۱۳۲ ابن ماجہ حدیث نمبر۔ ۱۶۱۰

دیتاہے اور اس کا غم دور کرتا ہے۔

"عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا كَانَتْ إِذَا مَاتَ المَيِّتُ مِنْ أَهْلِهَا، فَاجْتَمَعَ لِذَلِكَ النِّسَاءُ، ثُمَّ تَفَرَّقْنَ إِلَّا أَهْلَهَا وَخَاصَّتَهَا، أَمَرَتْ بِبُرْمَةٍ مِنْ تَلْبِينَةٍ فَطُبِخَتْ، ثُمَّ صُنِعَ ثَرِيدٌ فَصُبَّتِ التَّلْبِينَةُ عَلَيْهَا، ثُمَّ قَالَتْ: كُلْنَ مِنْهَا، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: التَّلْبِينَةُ مُجِمَّةٌ لِفُؤَادِ المَرِيضِ، تَذْهَبُ بِبَعْضِ الحُزْنِ" (۱)

تلبینہ: یہ ایک غذا ہے جو سوپ کی طرح ہوتا ہے، جو آٹے اور چھان سے بنایا جاتا ہے، بسا اوقات اس میں شہد ملایا جاتا ہے، اسے تلبینہ اس لئے کہتے ہیں کہ اسکا رنگ دودھ جیسا سفید اور دودھ ہی کی طرح پتلا ہوتا ہے۔ بعض لوگ اسے جو کی کھیر بھی کہہ سکتے ہیں۔

امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ

"اہل میت کے پڑوسیوں، اور رشتہ داروں سے میں یہ پسند کرتا ہوں کہ جس دن فوتیدگی ہو اس دن اور رات کا شکم سیری کھانا اہل میت کیلئے تیار کریں، بلاشبہ یہ سنت ہے، اور نیک نامی کا باعث ہے، ہم سے پہلے بھی اور بعد میں بھی اہل خیر یہ کام کرتے آئے ہیں" (۲)

اور اس سنت پر کسی بھی طریقہ سے اہل میت کے لئے کھانا پہنچا کر عمل کر سکتے ہیں، چاہے گھر میں کھانا بنائیں، یا ہوٹل وغیرہ سے آرڈر دیکر تیار کروائیں؛ کیوں کہ یہاں پر اصل مقصد انہیں کھانا کھلانا، اور انکے ساتھ اظہار ہمدردی ہے، اور اس مقصد کیلئے آپ گھر کے بنے ہوئے کھانے یا بازار سے خریدے گئے کھانے میں فرق نہیں کر سکتے، الّا کہ کسی علاقے کا کوئی خاص عرف ہو تو اس عرف کا خیال کرنا چاہئے، کسی علاقے کے لوگ ہوٹل کا کھانا ایسی صورت

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر۔ ۵۴۱۷

(۲) کتاب الأم ج/۱ص/۳۱۷

حال میں ارسال کرنا اچھا نہیں سمجھتے۔وغیرہ وغیرہ۔

یہ کہنا کہ ”اہل میت کے لئے آجکل کھانا بنانے کی ضرورت نہیں ہے؛ کیوں کہ ہوٹل موجود ہیں، اور ماضی کی طرح آج کے دور میں میت کیساتھ اتنی زیادہ مصروفیت بھی نہیں ہوتی“ مناسب بات نہیں، ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں. ”اہل میت کیلئے کھانا تیار کرنا مستحب ہے، انکا تعاون کرتے ہوئے، کھانا تیار کر کے انکی طرف بھیج دیا جائے گا، تا کہ انکے دل کو دلاسہ ملے کیونکہ عین ممکن ہے کہ اہل میت سوگ اور تعزیت کے لئے آنے والوں میں اتنے مشغول ہو جائیں کہ انہیں اپنے لئے کھانے کا بندوبست کرنے کیلئے موقع ہی نہ ملے۔(۱)

سیوم کی حقیقت اور اس کی دعوت

قریبی میت پر تین دن خاص سوگ کیا جانا شرعاً ثابت ہے دفن کے بعد قبرستان میں اعلان کیا جاتا ہے کہ زیارت (سوئم) کی فاتحہ دوسرے دن یا تیسرے دن ہوگی، زیارت میں چنے پر سب لوگ کلمہ پڑھتے ہیں، اور ایصال ثواب کرتے ہیں، کہیں انتقال کے بعد رشتہ داروں کی طرف سے بھاتی روٹی کی جاتی ہے، جس میں تمام رشتہ داروں کی دعوت ہوتی ہے، کہیں میت کے دفن سے دوسرے یا تیسرے دن قل خوانی کا اعلان کروایا جاتا ہے اور پھر کسی عالم سے بیان کروایا جاتا ہے اور پھر میت کے لیے دعائے مغفرت کی جاتی ہے، اس کا نام سیوم تیجہ یا زیارت مشہور ہے، مولانا احمد رضا خان صاحبؒ لکھتے ہیں کہ ”اگر یہ سمجھتا ہے کہ ثواب تیسرے دن پہنچتا ہے، اس دن زیادہ پہنچے گا اور دوسرے روز کم، تو یہ عقیدہ بھی اس کا غلط ہے، اسی طرح چنوں کی بھی ضرورت نہیں (۲) ایک صاحب نے اعلیٰ حضرتؒ سے سوال کیا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ” اہل میت کے عزیز واقارب میت کے گھر جمع ہوتے ہیں اور اہل میت ان کے کھانے پینے وغیرہ کا اہتمام کرتے ہیں، بعض تین دن تک رہتے ہیں، بعض

---

(۱) المغنی ج ر ۳ ص ر ۴۹۶

(۲) الحجۃ الفائحہ ص ر ۱۳

۴۰ دن تک یہ رسم جائز ہے؟

الجواب ..... سبحان اللہ !اے مسلمان یہ پوچھتا ہے کہ کیا یہ جائز ہے؟ یوں پوچھ کہ یہ ناپاک رسم کتنے قبیح اور شدید گناہوں، سخت وشنیع خرابیوں پر مشتمل ہے، اولاً یہ دعوت خود ناجائز و بدعت شنیعہ اور قبیحہ ہے، امام احمدؒ اپنے اسناد اور ابن ماجہ سنن میں بہ سند صحیح حضرت جریر بن عبد اللہؓ سے مروی ہے، ہم گروہ صحابہؓ اہل میت کے یہاں جمع ہونے اور ان کے کھانا تیار کرانے کو مردے کی نیاحت سے شمار کرتے تھے جس کی حرمت پر متواتر حدیثیں ناطق ہیں۔

۱۔ فتح القدیر میں ہے کہ ”اہل میت کی طرف سے کھانے کی ضیافت تیار کرنا منع ہے کہ شرع نے ضیافت خوشی میں رکھی ہے نہ کہ غمی میں اور یہ بدعت شنیعہ ہے“

”ویکره اتخاذ الضیافة من الطعام من أهل المیت لأنه شرع في السرور لا في الشرور، وهي بدعة مستقبحة“(۱)

۲۔اسی طرح مرعاۃ شرح مشکاۃ میں فرمایا ”اہل میت کی طرف سے دعوت مکروہ ہے

”یکره اتخاذ الضیافة من أهل المیت“(۲)

۳۔فتاوی ہندیہ میں باالفاظ متقاربہ ہے: ”غم کے ایام میں یہ تین دن کی دعوت جائز نہیں“ ولا یباح اتخاذ الضیافة ثلاثة أیام في أیام المصیبة“ (۳)

۴۔سنن ابن ماجہ میں ہے کہ ”اہل میت کی طرف سے تین دنوں میں دعوت مکروہ ہے کیونکہ دعوت تو خوشی (کے موقع) پر ہوتی ہے نہ کہ غم کے موقع پر اس لئے کہ یہ ناپسندیدہ بدعت ہے۔

”ویکره اتخاذ الضیافة من أهل المیت لأنه شرع في

---

(۱) فتح القدیر باب الشہید ج ۲/ص ۱۴۲/

(۲) مرعاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح الفصل الثانی حدیث نمبر۔ ۱۷۵۲ ج ۵/ص ۴۸۰/

(۳) الفتاوی الہندیہ الباب الثانی عشر فی الہدایا والضیافات ج ۵/ص ۳۴۴/

السرور لا في الشرور وهي بدعة مستقبحة انتهى"(۱)

۵۔امام بزازیؒ الوجیز میں فرماتے ہیں یعنی میت کے پہلے یا تیسرے دن یا ہفتہ کے بعد جو کھانے تیار کرائے جاتے ہیں، سب مکروہ وممنوع ہیں۔(۲)

"عرفان ہدایت" میں ہے کہ "فی زمانہ سوم، دہم، چہلم وغیرہ میں عوام مثل شادی بیاہ کے اعزاء، اقربا، احباء کی بلالحاظ اس کے وہ غنی نہ ہوں، دعوتیں کرتے ہیں اور یہ فعل مذموم و نامحمود ہے جو کچھ بھی تقسیم ہو غرباء ومساکین کو جھڑک کر دینا نہایت برا ہے"(۳)

علامہ ابن عابدینؒ لکھتے ہیں:

فتاوی بزازیہ میں لکھا ہے کہ انتقال کے پہلے دن یا دوسرے دن یا تیسرے دن یا ایک ہفتہ تک کھانے کا اہتمام کرنا مکروہات شرعیہ میں داخل ہے، اسی کسی خاص موقع پر اپنی طرف سے دن کی تعیین کر کے قبر کے پاس کھانا لے جا کر وہاں تقسیم کرنا یا میت کی ایصال ثواب کیلئے قرآن پڑھاتے ہوئے نیک لوگوں کو جمع کرنا اور قرات قرآن پر اور اسکے ختم پر کھانا تقسیم کرنا چاہے وہ پورا قرآن پڑھایا جائے یا مخصوص سورتیں سورہ انعام، سورہ اخلاص وغیرہ پڑھائی جائیں تو خلاصہ یہ ہیکہ قرآن خوانی اور قرآن ایصال ثواب کیلئے پڑھانے کی صورت میں کھانا کھلانے پر اور قرآن اس نیت سے پڑھنا کہ کھانا کھلایا جائے گا یہ مکروہات میں داخل ہے۔(۴)

---

(۱) شرح سنن ابن ماجہ باب ماجاء فی التقلیس التقلیس الضرب بالدف ج ر ۱ ص ر ۱۱۶

(۲) احکام شریعت ص ر ۲۹۲، جلی الصوت ص ر ۲

(۳) عرفان ہدایت ص ر ۷ ۳ صدقہ مولانا مصطفی رضا، جماعت مبارکہ رضائے مصطفی بریلوی نے چھپوایا

(۴) وفی البزازیة :ویکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث بعد الاسبوع، ونقل الطعام الی القبر فی المواسم واتخاذ الدعوة للقراء ة القرآن وجمع الصلحاء والقرآء للختم او لقراء ة سورة الانعام او الاخلاص، والحاصل ان اتخاذ الطعام عند قراء ة القرآن لاجل الاکل یکرہ رد المحتار کتاب الصلاة ج ر ۳ ص ر ۱۷۶

سیوم کا کھانا عرف میں ایصال ثواب کی نیت سے تیار کیا جاتا ہے اس لئے اسے سیوم کی فاتحہ کہتے ہیں، اگر کوئی یہ سمجھے کہ ہم نے لوگوں کو بطور دعوت اس میں بلایا ہے، ایصالِ ثواب مقصود نہیں ہے، یاد رہے کہ اس کو دعوت کا نام دینے سے دعوت نہیں ہو جائے گی، بل کہ ایصال ثواب کے لئے ہی رہے گا؛ لیکن اگر نیت ہی دعوت اور مہمان داری ہو تو یہ بدعت سیۂ ہے۔

امام اہلسنت امام احمد رضا خان صاحب مرحوم لکھتے ہیں ''مدار کار نیت پر ہے ''انما الاعمال بالنیات'' تو جو کھانا فاتحہ کے لئے پکایا گیا ہے بلاتے وقت اسے بلفظِ دعوت تعبیر کرنا اس نیت کو باطل نہ کرے گا، جیسے کسی نے اپنے محتاج بھائی بھتیجوں کو عید کے اور کچھ روپیہ دل میں زکوٰۃ کی نیت زبان سے عیدی کا نام کر کے دیئے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی، عیدی کہنے سے وہ نیت باطل نہ ہو گی۔ مع ہذا اپنے قریبوں عزیزوں کے مواسات بھی صلہ رحمی موجب ثواب ہے، اگر چہ وہ اغنیاء ہوں ''قد عرف ذلک فی الشرع بحیث لا یخفی الاعلی جاھل'' (جیسا کہ شریعت میں یہ ایسا معروف ہے کہ کسی جاہل ہی سے مخفی ہو گا) اور آدمی جس امر پر خود ثواب پائے وہ کوئی فعل ہو اس کا ثواب میت کو پہنچا سکتا ہے، کچھ خاص تصدق ہی کی تخصیص نہیں یوں بھی اس نیتِ محمود میں کچھ خلل نہیں، اگر چہ افضل وہی تھا کہ صرف فقراء پر تصدق کرتے کہ جب مقصود ایصال ثواب تو وہی کام مناسب تر جس میں ثواب اکثر ووافر، پھر بھی اصل مقصود مفقود نہیں جب کہ نیت ثواب پہنچانا ہے، ہاں جسے یہ مقصود ہی نہ ہو بلکہ دعوت ومہمان کی نیت سے پکائے، جیسے شادیوں کا کھانا پکاتے ہیں تو اسے بیشک ثواب سے کچھ علاقہ نہیں، نہ ایسی دعوت شرع میں پسند نہ اس کو قبول کرنا چاہئے کہ ایسی دعوتوں کا محل شادیاں ہیں نہ کہ غمی، ولہذا علماء فرماتے ہیں کہ یہ بدعت سیۂ ہے، جس طرح میت کے یہاں روزِ موت سے عورتیں جمع ہوتی ہیں اور ان کے کھانے دانے، پان، چھالیا کا اہتمام اہل میت کو کرنا پڑتا ہے، وہ کھانا فاتحہ وایصالِ ثواب کا نہیں ہوتا بل کہ وہی دعوت ومہمان داری

ہے کہ غمی میں جس کی اجازت نہیں ۔(۱)

مزید امام اہلسنت امام احمد رضا خان صاحبؒ فرماتے ہیں ''میت کے گھر کا کھانا (جو بطور مہمان کے پکایا گیا ہو) تو البتہ بلا شبہ ناجائز ہے جیسا کہ فقیر نے اپنے فتوی میں مفصلاً بیان کیا، اور سوئم کے چنے بتاشے کہ بفرض مہمانی نہیں منگائے جاتے بلکہ ثواب پہنچانے کے قصد سے ہوتے ہیں، یہ اس حکم میں داخل نہیں، نہ میرے فتوی میں ان کی نسبت کچھ ذکر ہے، یہ اگر مالک نے صرف محتاجوں کے دینے کے لئے منگائے اور یہی اس کی نیت تو غنی کو ان کا بھی لینا جائز نہیں، اور اگر اس نے حاضرین پر تقسیم کے لئے منگائے تو اگر غنی بھی لے لے تو گنہگار نہ ہوگا اور یہاں بحکم عرف ورواج عام حکم یہی ہے کہ وہ خاص مساکین کے لئے ہوتے تو غنی کو بھی لینا ناجائز نہیں اگرچہ احتراز زیادہ پسندیدہ، اور اسی پر ہمیشہ سے اس فقیر کا عمل ہے''۔(۲) خلاصہ کلام یہ ہے کہ سوئم کے کھانے پکانے میں لوگوں کا عرف یہی ہے کہ یہ ایصالِ ثواب کی نیت سے پکاتے ہیں اس میں اصل تصدق کے مستحق فقراء ہیں، اگر سوئم کے کھانے سے مقصود ایصالِ ثواب نہیں بل کہ بطور دعوت پکانا ہو اور اس کے لئے لوگوں کو دعوت دینا ہو تو یہ کھانا پکانا اور دعوت دینا اور اس دعوت کو قبول کرنا ناجائز اور گناہ ہے۔

(۱) فتاوی رضویہ ج/۹ ص/۷۰

(۲) فتاوی رضویہ ج/۹ ص/۶۷۲

باب

غیر مسلموں کی دعوتوں کے اقسام واحکام

اسلام میں رواداری کی پھر بھی گنجائش ہے مگر مداہنت کی اجازت نہیں ہے غیر مسلم بھائیوں سے نہ اتنی دوری کہ نفرت میں بدل جائے اور اتنی قربت کہ حرام رشتہ قائم ہو جائیں حفاظت نسل خطرہ میں آجائے جائز نہیں ہے موجودہ نفرتوں کو ختم کرنے ''اطعام الطعام'' بہت اہم ذریعہ ہے مذہبی علامت کے ساتھ یہ خدمت انجام دینا چاہئے البتہ دوستانہ طور پر برادران وطن کی دعوت قبول کرنے میں حدود کی رعایت ضروری ہے،حتی الامکان غیر اللہ کے نام پوجا کیا گیا کھانا لازماً ترک کرنا ضروری ہے،اس باب میں غیر مسلم کی دعوت کے اہم مسائل مذکور ہیں۔

غیر مسلم کے ساتھ کھانا

چمار، ہندو عیسائی وغیرہ مذاہب کے افراد کے ساتھ بیٹھ کر کھانے میں مسلمان کو احتیاط کرنا چاہئے، کیونکہ ایسے افراد کے ساتھ کھانا مکروہ ہے، اگر کسی مجبوری سے کہیں ایک دو دفعہ مبتلا ہو جائیں تو گناہ نہیں، یہ اس وقت جب کھانا و برتن ان کے پاک ہوں، یا ان کا علم نہ ہو، اگر یہ علم ہو کہ برتن ان کے ناپاک ہیں یا کھانا حرام مردار ہے تو ہرگز درست نہیں نہ ان کے ساتھ نہ ان کے برتنوں میں۔(۱) قرآن مجید میں اللہ نے ارشاد فرمایا:

"یایها الذین امنوا لاتتخذوا الذین التخذوا دینکم هزواولعبانم الذین اوتوالکتاب من قبلکم والکفا راولیاء(۲) قال محمد عليه الرحمة يكره الأكل والشرب في أواني المشركين قبل الغسل ومع هذا لو أكل أو شرب فيها جاز إذا لم يعلم بنجاسة الأواني وإذا علم حرم ذلك عليه قبل الغسل"(۳)

خلاصہ یہ ہے کہ بلا ضرورت کفار سے ربط ضبط رکھنا منع ہے۔

ہندو کے گھر کی چیزیں کھانا

جب تک ناپاکی کا علم نہ ہو کھانا درست ہے، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیر مسلموں

---

(۱) فتاوی محمودیہ ج ۱۸ ص ۳۰

(۲) سورہ المائدہ آیت نمبر۔ ۵۷

(۳) البحر الرائق شرح کنز الدقائق ج ۸ ص ۲۳۲

کے ہدایا کو قبول فرمایا ہے،اور نوش فرمایا ہے۔(۱)

غیر مسلم کی دعوت

غیر مسلم کی دعوت میں اگر ان کا کوئی ایسا مفاد مضمر ہو جو اسلام اور اہل اسلام کے لئے مضر ہو مثلاً ان کے مذہبی معاملات میں شرکت کرنی پڑتی ہو یا ان کے مذہبی امور میں اعانت کرنی پڑتی ہو تو حسن تدبیر سے انکار کر دیں یا انہیں کی برادری کے محتاج لوگوں میں خرچ کرنے کی ترغیب دیکر خود بھی اس کارِ خیر میں حصہ لیں تاکہ برادرانِ وطن سے ہمدردی حدودِ شرع میں رہ کر کر سکیں۔

غیر مسلم کے یہاں ان کے عقیدہ اور دھرم کے اعتبار سے شراب، رشوت، سود وغیرہ کا پیسہ حلال ہے چونکہ وہ اسلامی احکامات کے تفصیلاً مکلف اور حلال وحرام کے مخاطب نہیں ہوتے، اسلئے ان کے مال کے سلسلے میں ذریعہ معاش کی تحقیق ضروری نہیں ہے، لہذا غیر مسلم کی ملکیت میں موجود مال مسلمان کو تحفہ دے اگر پیسے کی شکل میں دے یا کھانے کی شکل میں دے تو حلال ہے۔(۲) البتہ کوئی ایسی چیز نہ ہو جو بذاتِ خود حرام ہو جیسے مردار یا غیر مسلم کا ذبیحہ وغیرہ تو یہ قبول کرنا حرام ہے، نظام الفتاوی میں مفتی نظام الدین شامزیؒ نے لکھا ہے کہ: غیر مسلم آپس میں سودی کاروبار اور سودی لین دین بھی کرتے ہیں، بہت سی بیع باطل و فاسد بھی کرتے ہیں، شراب بھی بناتے اور بیچتے ہیں اور اس کی قیمت لیتے ہیں، خنزیر بھی بیچ کر اس کی قیمت لیتے ہیں، پھر مسلمانوں کو یہ پیسے مزدوری میں انعام وغیرہ میں دیتے ہیں، اور ان سب پیسوں کا حرام ہونا معلوم ہونے کے باوجود ان پیسوں کا لینا اس وقت تک شرعاً جائز و غیر مکروہ شمار ہوتا ہے جب تک کہ یہ یقین نہیں ہوتا کہ یہ چیز جس کو فروخت کر رہا ہے یہ بعینہ وہی چیز ہے جس کو چرا کر یا ڈاکہ ڈال کر لایا ہے، جو قیمت دے رہا ہے یہ بعینہ

(۱) فتاوی محمودیہ ج/۱۸ ص/۳۳

(۲) فتاوی عالمگیری ج/۵ ص/۳۴۷

وہی روپیہ ہے جس کو چرا کر یا ڈاکہ ڈال کر لایا ہے، غرض ان سب کا لے لینا اور استعمال کر لینا سب درست رہتا ہے، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حکم جواز کیوں ہے؟ تو اس کی وجوہ متعدد ہیں۔ متعدد شرعی ضوابط اس کی بنیاد ہیں۔ مثلاً

الف : تبدیل ملک سے حکماً تبدل عین ہو جاتا ہے۔

ب : خلطِ استہلاک کا ضابطہ جو مسلم ہے۔

ج : جزئیات کے مخاطب نہ ہونا کہ کفار ابتداءً صرف ایمان کے اور حدود وعقوبت مشروعہ کے مخاطب ہوتے ہیں، باقی معاملات و جزئی احکامات کے مخاطب بعد میں ہوتے ہیں، اس لئے ان کے آپس کے معاملات برقرار اور نافذ رکھے جاتے ہیں، جب تک کہ وہ حرام بعینہ کا ارتکاب نہ کریں، حتیٰ کہ زوجین کے ایک ساتھ اسلام لانے میں، ان کے زمانہ کفر کے نکاح کو بھی جو شرعی ضابطہ کے مطابق اکثر نہیں ہوتا بلکہ بسا اوقات شرعی احکام کے خلاف ہوتا ہے برقرار و باقی رکھا جاتا ہے، ہاں اگر حقیقی بہن یا ماں بیٹی کسی کے نکاح میں ہو تو اس صورت میں تفریق کرا دیتے ہیں، اس لئے کہ حرام بعینہ وقبیح لعینہ ہونے کے ساتھ ساتھ ان کی حرمت اور قباحت عقلی بھی ہے، پس یہی حکم یہاں بھی ہوگا کہ محکمہ جس کے اصحاب حل وعقد خالص غیر مسلم ہوں یا مشترک ہوتے ہوں مگر اقتدار اعلیٰ غیر مسلم کے ہاتھ میں ہو اور وہ اپنے طور پر سودی کاروبار نفع حاصل کر کے کوئی رقم جمع کرے اور بطور تبرع کسی مسلمان ملازم کو دے تو اس کا لینا جائز رہے گا اور بمد انعام داخل ہو کر طیب وحلال شمار ہوگا، اس کے علاوہ پہلی دونوں وجوہ (تبدل ملک سے حکماً تبدل عین ہو جاتا ہے) اور (الخلط استہلاک کا ضابطہ) بھی صادق آ کر حرمت کا حکم ختم ہو جاتا ہے''۔(۱)

لیکن بہتر یہ ہے کہ مسلمان بالخصوص علماء ومقتدیٰ حضرات ایسے شخص کی دعوت قبول کرنے سے احتراز کریں، کیونکہ آپ ﷺ بعض مشرکوں کا ہدیہ قبول کئے ہیں اور بعض کا

(۱) منتخبات نظام الفتاویٰ بحوالہ رمضان المبارک معروفات ومنکرات

قبول نہیں کئے، جہاں قبول کئے ہیں وہاں توجیہ یہ ہے کہ مشرک کا ہدیہ لینے سے عزت نفس وثقتِ دین میں کمی یا مداہنت کا اندیشہ نہیں تھا اور جہاں قبول نہیں کئے وہاں یہ احتمال تھا، لہٰذا موجودہ دور میں مقتدیٰ حضرات کا ایسی دعوتوں سے دور رہنا بہتر ہے۔(۱)

غیر مسلم کو دعوت دینا

غیر مسلم کو دعوت دینا نہ صرف جائز ہے، بلکہ اگر یہ نیت رکھی جائے کہ اس طرح وہ اسلام سے مانوس ہوسکیں گے اور اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو کم سے کم اسلام اور مسلمانوں کے تئیں انکارویہ نرم ہوگا، تو ان کو دعوت دینا بہتر ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب اس بات کا حکم دیا گیا کہ آپ قریشی رشتہ داروں کو اسلام کی طرف متوجہ کریں "انذر عشیرتک الاقربین" (۲)

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنو ہاشم کو جمع فرمایا اور انکے لئے کھانے کا اہتمام بھی فرمایا، پس معلوم ہوا کہ بہتر نیت کے ساتھ غیر مسلموں کو مدعو کیا جائے تو یہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔(۳)

غیر مسلم کے افطار کی دعوت

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ اگر غیر مسلم اپنے پیسے سے مسلمان کو افطار کرائے تو جائز

---

(۱) "روى محمد رحمه الله تعالىٰ في السير الكبير أخبارًا متعارضةً، في بعضها: أن رسول الله ﷺ قبل هدايا المشرك. وفي بعضها: أنه ﷺ لم يقبل' فلا بد من التوفيق. واختلفت عبارة المشايخ رحمهم الله تعالىٰ في وجه التوفيق... ومن المشايخ من وفق من وجهٍ آخر، فقال :لم يقبل من شخص علم أنه لو قبل منه يقلّ صلابته وعزته في حقه ويلين له بسبب قبول الهدية، وقبل من شخص علم أنه لا يقلّ صلابته وعزته في حقه ولا يلين بسبب قبول الهدية، كذا في المحيط."

الفتاویٰ الہندیۃ، الباب الرابع عشر فی أہل الذمۃ ج/۵ ص/۳۴۷-۳۴۸

وکذا فی المحیط البرہانی / الفصل السادس عشر فی معاملۃ أہل الذمۃ ۶/ ۱۰۴

(۲) سورۃ الشعراء آیت نمبر۔ ۲۱۴

(۳) کتاب الفتاویٰ ج/۶ ص/۲۰۲

ہے؛البتہ بہتر یہی ہے کہ افطار کرنے کیلئے غیر مسلم کے گھر نہ جایا جائے؛ بلکہ افطار کے سامان کا انتظام کر کے مسلمان کے گھر بھیج دے، رہی یہ بات کہ غیر مسلم اکثر و بیشتر اپنی سیاست کی کرسی چمکانے اور الیکشن کے موقع پر مسلمانوں سے ووٹ وصول کرنے کے لئے کرتے ہیں ان کی دعوت خلوص کی وجہ سے نہیں ہوتی، بھلا اس دعوت کو کیوں کر قبول کرنا درست ہوگا؟ یہ بات تو ہر دعوت کرنے والے کے متعلق ہے کہ وہ صرف رضائے الٰہی کے لئے کھلائے یا کم ازکم کسی دنیوی غرض سے دعوت نہ کرے، لیکن اسکی نیت کا علم کس کو ہے؟ اگر تحقیق سے ثابت ہے کہ فلاں شخص غرضِ فاسد سے دعوت کر رہا ہے تو بھی حسن تدبیر سے اسکو منع کر دیں لیکن خدا کے واسطے! محض اپنے سیاسی آقاؤں کو راضی کرنے کے لئے مسلمانوں میں سیاسی فرقہ بندی کو ہوا نہ دیں، اسکے لئے علماء کرام وائمہءمساجد کو استعمال نہ کریں، کون نہیں جانتا کہ سیاسی قائد یا غالب پارٹی اس قسم کی افطار پارٹیوں سے اپنا ووٹ بنک مضبوط کرنا چاہتے ہیں، بہت کم وہ ہیں جو بھگوان کو خوش کرنے یا قومی یکجہتی اور مسلمانوں سے اظہار یگانت کے لئے کرتے ہیں، اسلئے بصد احترام آپ کی سیاست آپ کو سلامت ہماری عبادت ہم کو سلامت، اپنی سیاست کی خاطر ہماری عبادت غارت نہ کی جیئے!

ایک صاحب نے حضرت تھانویؒ سے دریافت کیا کہ ہندو اگر افطار میں مٹھائی بھیجے تو اسکا کھانا کیسا ہے؟ فرمایا: فتوی کی رو سے جائز ہے مگر مجھ کو غیرت آتی ہے کہ کل کو یوں کہنے لگیں کہ اگر ہم مدد نہ کرتے تو کیسے بہار ہوتی (۱) یہ بالکل درست نہیں کہ رمضان کے مبارک مہینہ میں غیر مسلم کی دعوت کی وجہ سے مسلمانوں میں دو گروہ ہو جائیں اور آپس میں لڑتے رہیں اور غیبتوں میں لگے رہیں، حاصل یہ کہ دعوت قبول کرنے کے لئے مالِ حلال شرط ہے، طیب نفس (خوش دلی) شرط ہے، ریا کاری یا کوئی غرض فاسد نہ ہونا شرط ہے، تاہم مسلمانوں کو ایسی دعوتوں میں شرکت نہ کرنا ہی بہتر ہے

---

(۱) احکام رمضان المبارک ص ر ۱۵۷ بحوالہ اغلاط العوام ص ر ۲۷

"ولاباس بطعام الیهود والنصاری من اهل الحرب او من غیر اہل الحرب ......ولاباس بطعام المجوس کلھا الا الذبیحة فان ذبیحتھم حرام"۔(۱)

رہا یہ سوال کہ کیا غیر مسلم کو افطاری کرانے پر ثواب ہوگا؟ واضح رہے کہ اعمال پر اخروی اجر وثواب کے لیے ایمان شرطِ اولین ہے، ایمان کے بغیر اعمالِ صالحہ مقبول نہیں ہوتے، لہٰذا مسلمان گناہ گار کو تو بسببِ ایمان افطار کرانے پر اجر وثواب حاصل ہوگا، البتہ غیر مسلم کو افطاری کرانے پر اخروی اجر نہیں ملے گا، تاہم اللہ رب العزت اس عمل کا بدلہ دنیا میں ہی عطا فرمادیں گے۔

غیر مسلم کی شادی کی دعوت قبول کرنا

اگر کوئی خلاف شرع امر نہ پایا جائے، کوئی مذہبی موقع نہ ہو، اسی طرح کسی مفسدہ کا خطرہ نہ ہو تو اگر کھانا حلال ہے تو دعوت میں جانا بھی درست ہے اور دعوت دے کر اپنے گھر مہمان نوازی کرنا بھی درست ہے، مسلمانوں کو غیروں سے بھی معاملات اچھے رکھنے چاہئیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔(۲)

غیر مسلم کی افطار پارٹی قبول کرنا

غیر مسلم کی دعوت افطار میں اگر کوئی مفاد مضمر ہے، جو اسلام یا مسلمانوں کیلئے مضر ہے، تو نرمی سے معذرت کردے، اسی طرح موجودہ سیاست دان عموماً سیاسی اثر ورسوخ حاصل کرنے کی نیت سے یا مسلمانوں کے ووٹ حاصل کرنے کی نیت سے افطار پارٹی کرواتے

---

(۱) الفتاوی التاتارخانیة ج ۱ ص ۲۶۶ / فتاوی محمودیہ ج ۶ ص ۴۹۴ / کفایة المفتی ج ۴ ص ۱۲۴۹ / فتاوی قاسمیہ ج ۹ ص ۵۷۰ بحوالہ رمضان المبارک معروفات ومنکرات۔

(۲) دار الافتاء دار العلوم وقف دیوبند

ہیں، ان کی دعوت خلوص کی وجہ سے نہیں ہوتی بھلا اس دعوت کو کیوں کر قبول کرنا درست ہوگا، واضح رہے کہ یہ بات تو ہر دعوت کرنے والے سے متعلق ہے کہ وہ صرف رضائے الٰہی کیلئے کھلائے یا کم از کم کسی دنیوی غرض سے نہ کرے۔(۱)

حرام پیشہ ور غیر مسلم کی دعوت کھانا؟

دعوت غیر مسلم کی بھی قبول کی جاسکتی ہے، اور خود رسول اللہ ﷺ نے بھی غیر مسلموں کی دعوت اور ان کا تحفہ قبول کیا ہے، پھر یہ کہ غیر مسلم جب تک مسلمان نہ ہوجائے احکام شرعیہ کی تفصیلات کا مکلف نہیں، تجارت اور حلال وحرام کے جو احکام ہیں، ایمان لانے کے بعد انسان اس کا مخاطب بنتا ہے، جب تک ایمان نہ لے آئے یہ احکام اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتے، اس لئے غیر مسلموں کی دعوت کے بارے میں ذریعۂ معاش کی تحقیق وتفتیش ضروری نہیں، ہاں کوئی ایسی چیز نہیں کھائی جاسکتی جو بذاتِ خود حرام ہو، لہٰذا حرام پیشہ کرنے والے غیر مسلم کے یہاں دعوت کھانے کی اُصولاً گنجائش ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ مسلمان بالخصوص علماء ومقتدیٰ حضرات ایسے شخص کی دعوت قبول کرنے سے احتراز کریں۔(۲)

ایسے لوگ بدلیل شرعی فاسق ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے دعوت قبول کرنے فاسقوں کے یہاں سے منع فرمایا ہے، جیسا کہ مشکاۃ میں بروایت عمران بن حصینؓ کے ثابت ہوا: عمران بن حصینؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فاسقوں کے کھانے کی دعوت قبول کرنے سے منع فرمایا ہے۔

---

(۱) رمضان المبارک معروفات ومنکرات ص/۱۵۸

(۲) "روى محمد رحمه الله تعالىٰ في السير الكبير أخبارًا متعارضةً، في بعضها أن رسول الله ﷺ قبل هدايا المشرك۔ وفي بعضها: أنه ﷺ لم يقبل۔ فلا بد من التوفيق۔ واختلفت عبارة المشايخ ؒ ومن المشايخ من وفق من وجهٍ آخر، فقال لم يقبل من شخص علم أنه لو قبل منه يقلّ صلابته وعزته في حقه ويلين له بسبب قبول الهدية، وقبل من شخص علم أنه لا يقلّ صلابته وعزته في حقه ولا يلين بسبب قبول الهدية، كذا في المحيط۔"

الفتاوى الهندية الباب الرابع عشر في أهل الذمة ج/۵ ص ۳۴۷۔۳۴۸

"عن عمران بن حصين رضي الله عنه قال: نهي رسول الله ﷺ عن اجابة طعام الفاسقين"(۱)

کیا غیر مسلم کا جھوٹا نجس ہے؟

ایک مسلمان کے لیے غیر مسلم کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانا، غیر مسلم کے ہاتھ سے منگوایا ہوا اور پکوایا ہوا کھانا بھی جائز ہے، جبکہ غیر مسلم کے ہاتھ یا منھ میں کوئی نجاست وناپاکی نہ ہو، جیسے شراب وغیرہ تو اس کا جھوٹا کھانا یا پینا جائز ہے بشرطیکہ وہ کھانے یا پینے کی چیز فی نفسہ حلال و جائز ہو، حرام وناپاک نہ ہو؛ اس میں غیر مسلم کتابی (یہودی اور مسیحی) یا غیر کتابی (ہندو، سکھ، بدھ، جین اور دھریے وغیرہ) کا کوئی فرق نہیں کیوں کہ غیر مسلم فی نفسہ ناپاک نہیں ہوتا، اگر اس کے جسم وغیرہ پر کوئی ناپاکی ہو تبھی اس پر ناپاکی کا حکم لگتا ہے ورنہ نہیں، اور قرآن پاک میں جو غیر مسلموں کو ناپاک کہا گیا ہے، اس سے کفریہ وشرکیہ اعتقاد کی ناپاکی مراد ہے، ظاہری ناپاکی مراد نہیں ہے؛ اس لیے کسی غیر مسلم کے ساتھ بیٹھنے سے مسلمان ناپاک نہیں ہوتا بشرطیکہ غیر مسلم کے جسم یا کپڑے پر کوئی ناپاکی نہ ہو یا مسلمان کے جسم یا کپڑے میں اس کی کوئی ناپاکی نہ لگے، غیر مسلم کے استعمال شدہ برتن دُھلنے کے بعد مسلمان کے لیے قابل استعمال ہوتے ہیں، البتہ بلا ضرورت ومجبوری غیر مسلموں کے ساتھ کھانے پینے یا ان کا جھوٹا کھانے یا مشروب لینے کی عادت ٹھیک نہیں ہے، اس سے مسلمانوں کو بچنا چاہیے۔

"فسؤر آدمي مطلقاً ولو كافراً طاهر الفم طاهر (۲)

قوله "أو كافراً" لأن عليه الصلاة والسلام أنزل بعض المشركين فى المسجد على ما فى الصحيحين، فالمراد بقوله تعالى ﴿إنما المشركون نجس﴾ النجاسة فى

---

(۱) المعجم الكبير ج۱۸/ص۱۶۸/ شعب الايمان ج۵/ص۶۸

(۲) الدر المختار مع رد المحتار

اعتقادھم بحر (۱)

غیر مسلم کے گھر جا کر دعوت کھانا

غیر مسلموں کو اسلام کی طرف مائل کرنے کی غرض سے ان کے گھر جانے یا انہیں اپنے گھر بلانے کی اجازت ہے، اسی طرح ان کی دعوت میں شرکت کرنے کی بھی اجازت ہے، بشرطیکہ دعوت کسی مذہبی تہوار کی مناسبت سے نہ ہو، یا دعوت میں حرام اشیاء (شراب، خنزیر یا حرام ذبیحہ وغیرہ) نہ ہوں، تاہم کفار کے ساتھ دوستانہ تعلقات (دلی محبت یا ان کی طرف میلان) رکھنا جائز نہیں ہے۔(۲)

فتاوی ہندیہ میں ہے:

"الاكْلَ مَعَ المجوسيِ وَمَعَ غَيْرِهِ مِنْ أَهْلِ الشِّرْكِ أَنَّهُ هَلْ يحلُّ أَمْ لَا؟ وَحُكِيَ عَنْ الحاكِمِ الْإِمَامِ عَبْدِ الرَّحمنِ الْكَاتِبِ أَنَّهُ إنْ أبتُلِي بِهِ المسْلِمُ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ فَلَا بَأْسَ بِهِ، وَأَمَّا الدَّوَامُ عَلَيْهِ فَيُكْرَهُ، كَذَافِي المحِيطِ"(۳)

اسی طرح اگر ہندو کے برتن پاک ہوں اور یقین ہو کہ وہ کھانے میں کوئی حرام استعمال نہیں کرتا تو اس کے ہاں کھانا جائز ہے، البتہ اس کی عادت بنانا شرعاً درست نہیں ہے۔اور اگر ان کی مذہبی تقریب ہو (خواہ خوشی کی ہو یا غمی کی) تو اس میں شرکت کرنا یا دوستانہ کے طور پر شرکت کرنا قطعاً ناجائز ہے۔

"قال محمد رحمه الله ويكره الأكل والشرب في أواني المشركين قبل الغسل، ومع هذا لو أكل أو شرب فيها

---

(۱) دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند فتوی نمبر۔ Fatwa ID: 909-895/N=9/1437

(۲) دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، فتوی نمبر ۱۴۴۱۰۵۲۰۱۰۱۸

(۳) فتاوی الہندیہ الْبَابُ الرَّابِعَ عَشَرَ فِي أَهْلِ الذِّمَّةِ وَالْأَحْكَامِ الَّتِي تَعُودُ إلَيْهِمْ ج ۵ ص ۳۴۷

قبل الغسل جاز، ولا یکون آکلاً ولا شارباً حراماً، وهذا إذا لم یعلم بنجاسة الأواني، فأما إذا علم فإنه لا یجوز أن یشرب ویأکل منها قبل الغسل، ولو شرب أو أکل کان شارباً وآکلاً حراما''(۱)

ہندو کے ارسال کردہ کھانے کا حکم

جب کوئی غیر مسلم اہل تعلق آپ کے یہاں کھانا یا تحفہ بھیجے تو اسکو قبول کرنا چاہئے، ہاں اگر یہ درجہ یقین میں ہو جائے اسمیں گائے وغیرہ پیشاب ہے تو اسکو کھانا ناجائز ہے، البتہ محض ظن وتخمین پر یہ فیصلہ کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ جب حضرات صحابہ کرامؓ نے پنیر سے متعلق یہ اشکال ظاہر کیا کہ شاید یہ جانور مردہ سے بنایا گیا ہو ''نحن نری انه یجعل فیها میة'' تو آپ ﷺ نے فرمایا'' اطعنوا فیها طالسکین واذکروا اسم الله وکلوا'' یعنی شاید کا اعتبار نہیں کیا جائے گا، اسی طرح اگر کسی غیر مسلم کے پاس سے گوشت آجائے تو اسکا کھانا درست نہیں (۲) موجودہ حالات میں جہاں شدت ہو وہاں متشدد بددین کی ہوٹل سے کھانے میں بھی احتیاط لازم ہے، اور اگر کھانا گھر آجائے تو قبول کرلے مگر کسی محتاج کو کھلادے شدت ونفرت علامت ہے ناپاکی ملانے کی شرارت عین ممکن ہے عمل میں آتی ہو۔

مسجد کی انتظامیہ افطار میں غیر مسلم کی دعوت قبول کرنا

مسلمانوں کے لئے رمضان میں غیر مسلموں کی جانب سے پیش کیے گئے افطاری کے کھانے کو قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، ایسے ہی افطاری کا انتظام کرنے کے لئے غیر مسلم سے رقم وصول کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ زیادہ سے زیادہ اس کھانے

---

(۱) دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن فتوی نمبر ۱۴۴۰۱۲۲۰۰۹۸۰

(۲) فتاوی دارالعلوم زکریا ج/۶ ص/۷۰۱

کے بارے میں کہہ سکتے ہیں کہ یہ تحفہ یا ہدیہ ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے کچھ کافروں سے تحائف قبول فرمائے تھے۔

ابو حمید ساعدی ؓ کہتے ہیں ”ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوہ تبوک میں تھے، تو ایلہ کے بادشاہ نے نبی ﷺ کو سفید خچری تحفے میں دی اور انہیں جوڑا بھی پہنایا۔(۱)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے جنگ حنین کے متعلق بتلایا رسول اللہ ﷺ اس دن اپنی سفید خچری پر تھے جو کہ آپ کو فروہ بن نفاثہ جذامی نے دی تھی (۲)

سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں دومۃ کے بادشاہ اکیدر نے نبی ﷺ کو ریشم کا کپڑا تحفے میں دیا تو آپ ﷺ نے یہ کپڑا حضرت علی ؓ کو تھما دیا اور فرمایا یہ فاطمہ نامی خواتین میں چادریں بنا کر تقسیم کر دو (۳) امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں اس حدیث میں اس چیز کی دلیل ہے کہ کافر سے تحفہ قبول کیا جا سکتا ہے۔(۴)

حضرت انس بن مالک ؓ کہتے ہیں کہ ”ایک یہودی عورت رسول ﷺ کے پاس زہر آلود بکری کا گوشت لے کر آئی تو آپ ﷺ نے اس میں سے تناول فرمایا“ (۵)

دائمی فتوی کمیٹی کے فتاوی میں ہے کہ اگر غیر مسلم افراد مسلمانوں کو دینی خوشی کے موقع پر مٹھائی دیں تو وہ مت لیں البتہ دنیاوی خوشی مثلاً بچے کی پیدائش وغیرہ کے موقعوں پر دیں تو اسے کھانا جائز ہے، کیونکہ یہ کافر سے تحفہ قبول کرنے کے زمرے میں آتا ہے، اور نبی ﷺ سے یہ ثابت ہے کہ آپ نے مشرکوں سے تحائف قبول فرمائے ہیں۔

---

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر۔ ۲۹۹۰

(۲) صحیح مسلم حدیث نمبر۔ ۱۷۷۵

(۳) صحیح بخاری حدیث نمبر۔ ۲۴۷۲ صحیح مسلم حدیث نمبر۔ ۲۰۷۱

(۴) شرح مسلم ج ۱۴ ص ر ۵۰۔ ۵۱

(۵) صحیح بخاری حدیث نمبر۔ ۲۴۷۴ صحیح مسلم حدیث نمبر۔ ۲۱۹۰

ہندو کی دوکان سے گوشت خرید کر استعمال کرنا

جب کوئی مسلم نگران وہاں موجود نہیں تو مدار اس غیر مسلم کے قول پر رہ گیا کہ یہ حلال گوشت ہے اور حلت وحرمت میں غیر مسلم کا قول شرعاً قبول نہیں، البتہ معاملات میں اس کا قول بھی قبول ہے جب کہ صدق کا ظن ہو، پس اگر وہ یہ کہے کہ یہ وہ گوشت ہے کہ جسکو فلاں شخص (مسلم) نے ذبح کیا اور دل گواہی دے کہ یہ صحیح کہتا ہے اور اس نے اس میں کوئی ناجائز گوشت نہیں ملایا تو اس کا قول قبول کر لینا درست ہے۔(۱)

غیر مسلم کے ہوٹل کا کھانا

فتاوی محمودیہ میں لکھا ہیکہ وہاں کا کھانا نہیں کھانا چاہئے (۲)

"قال رسول اللہ ﷺ دع مایریبک الی مالا یریبک" (۳)

غیر مسلم ممالک سے درآمد شدہ بند ڈبوں کے گوشت کا حکم

ایسا گوشت نہ کھائیں، جو ذاتی تحقیق کے بعد جائز وحلال ہونے کی بناء پر اس کا کھائیں ان سے تعرض نہ کریں، ان کو یہ نہ کہیں کہ آپ نے حرام کھایا ہے، نہ ان کے ساتھ ایسا معاملہ کریں جیسا حرام کھانے والوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ (۴)

غیر مسلموں کی دعوت اور مشرکانہ رسم کا شبہ

اگر معلوم نہ ہو کہ یہ کھانا یا مٹھائی پوجا کی ہے اور کوئی واضح قرینہ بھی ایسا نہ ہو جس سے شبہ

---

(۱) فتاوی محمودیہ ج/۱۸ص/۳۸

(۲) فتاوی محمودیہ ج/۱۸ص/۳۹

(۳) جامع ترمذی، ابواب صفۃ القیامہ ج/۲ص/۷۸

(۴) فتاوی محمودیہ ج/۱۸ص/۳۹

کی تصدیق ہوتی ہو تو ایسی صورت میں شرکت درست ہے، کیونکہ شریعت میں احکام کی بنیاد یقین یا یقین کے قریب گمان پر رکھی جاتی ہے، محض شبہ پر عام مسائل میں فیصلہ نہیں کیا جاتا، معمولی درجے کا شبہ تو ہر جگہ موجود ہے، حضور ﷺ اور صحابہ کرام ؓ نے غیر مسلموں کی دعوتیں قبول کی ہیں اور اس سلسلے میں تجسس کئے بغیر کھانا کھایا ہے۔(۱)

گردوارے پر تیار کیا ہوا حلوہ کھانا کیسا ہے

گردوارہ یا کھنڈ پاتھ پر تیار کیا ہوا اور کرپان نکال کر متبرک بنایا ہوا حلوہ چاول لینا اور کھانا سب ناجائز ہے۔(۲)

---

(۱) کتاب الفتاوی ج ۶ ص ۲۰۲

(۲) فتاوی قاسمیہ ج ۲۴ ص ۲۸۹

باب
مختلف ہندوانہ تہواروں
اور
تقاریب کی دعوتوں کے احکام

غیر مسلم بھائیوں سے تعلق کا ایسا دور گذرد رہا ہے کہ مسلمانوں کی شادیوں میں ہندو برادری کے لوگ بھی ۳۰ رفیصد رہتی تھی، اپنائیت اور تعلق کا بہت خوشگوارار اماحول ملا تھا، اب صرف نفرتوں کا راج ہے مگر افسوس کہ مسلمانوں ہندوانہ تہوار میں بہت دلچسپی لینے لگا ہے بڑی بے شرمی سے گنیش کا لڈو بھی لینگے دام میں خریدا جاتا ہے، پوجا پرشاد بھی قبول کیا جاتا ہے لقمے جب شرکیہ وکفریہ ہوجائیں تو کفر بھی اچھا لگنے لگتا ہے (العیاذ باللہ) اس باب میں ہندو مذہبی تہوار کی دعوتوں کا اہم احکام بیان کئے گئے ہیں۔

دیوالی کے موقع پر دی جانے والی مٹھائی کھانے کا حکم

دیوالی کے موقع پر ہندوؤں کی جانب سے دی گئی مٹھائی وغیرہ کے متعلق اگر یہ یقین ہو کہ انہوں نے اپنے باطل معبودوں کے نام پر نہیں چڑھائی ہے اور نہ ہی اس میں کسی حرام وناپاک چیز کی آمیزش ہے، تو اس کا استعمال جائز ہے، البتہ پھر بھی احتیاط بہتر ہے۔

"ولو أهدى لمسلم ولم يرد تعظيم اليوم بل جرى على عادة الناس لايكفر، وينبغي أن يفعله قبله أو بعده نفياً للشبهة"(۱)

فتاویٰ محمودیہ کا سوال وجواب ملاحظہ فرمائیں" اگر کسی مسلمان کے رشتہ دار ہندو کے گاؤں میں رہتے ہوں اور ہندو کے تہوار ہولی دیوالی وغیرہ پکوان، پوری، کچوری وغیرہ پکاتے ہیں، ان کا کھانا ہم لوگوں کے لئے جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جو کھانا کچوری وغیرہ ہندو کسی اپنے ملنے والے مسلمان کو دیں اس کا نہ لینا بہتر ہے، لیکن اگر کسی مصلحت سے لے لیا تو شرعاً اس کھانے کو حرام نہ کہا جائے گا۔(۲)

مورتی یا گنیش پر رکھی پرساد کھانے کا حکم

اسلام نے ہر ایسے کھانے کو جو غیر اللہ کی طرف منسوب ہو یا مورتی وغیرہ کا چڑھاوا ہو، کھانے سے سختی سے منع کیا ہے، آن لائن فتاوی دار العلوم میں ہے مورتی اور دیوی، دیوتاؤں کے اوپر چڑھائی ہوئی مٹھائی وغیرہ مسلمان کے لئے کھانا جائز نہیں، اگر کوئی غیر مسلم دے تو مناسب طریقے پر معذرت کر دینی چاہئے، اگر انکار کر دینے میں فتنہ اور نقصان کا خطرہ محسوس ہو اور گنجائش ہی نہ ہو تو لے لے اور کسی جانور وغیرہ کو کھلا دے۔(۳)

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار ج ۶/ ص/ ۷۵۴

(۲) فتاوی محمودیہ ج/۱۸ ص/۳۴

(۳) آن لائن دار الافتاء دار العلوم دیوبند فتوی نمبر ۱۴۳۲/ ۲۔ ۲۷۶

سرادھ کھانا جائز نہیں

کافر کا کھانا اگر حلال ہو تو فی نفسہ اس کا کھانا منع نہیں ہے، البتہ وہ کھانا جو ان کی خاص مذہبی رسومات کے تحت بنایا گیا ہو اس میں شرکت جائز نہیں ہے، ہندو اپنی میت کو ثواب پہنچانے کے لیے خاص دنوں میں کھانا بنواتے ہیں جیسے وہ "سرادھ" کہتے ہیں، اور اس پر ان کا پنڈٹ ان کے کچھ خاص مذہبی بید بھی پڑھتا ہے، اور پھر وہ اس کے ایصالِ ثواب کے لیے اس کو تقسیم کرتے ہیں اس لیے مسلمانوں کے لیے ان کی اس تقریب میں شرکت اور اس کا کھانا کھانا جائز نہیں ہے۔

تحفۃ الہندؔ میں مولانا عبید اللہ سندھی ؒ رقم طراز ہیں ہندوؤں کے ہاں میت کو کھانے کا ثواب پہنچانے کا نام 'سرادھ' ہے اور جب سرادھ کا کھانا تیار ہو جائے تو پہلے اس پر پنڈت کو بلا کر کچھ 'بید' پڑھواتے ہیں اور مُردوں کے لیے ثواب پہنچانے کے لیے ان کے ہاں خاص دن مقرر ہیں، خصوصاً جس دن (وہ) فوت ہو، ہر سال اسی دن ختم دلانا یعنی برسی یا موت کے تیرھویں دن بعض کے نزدیک پندرھویں دن اور بعض کے نزدیک تیسویں یا اکتیسویں دن، ثواب پہنچانے کے لیے مقرر ہیں۔

اسی طرح مسلمانوں نے بھی تیجہ، ساتواں، چالیسواں اور برسی مقرر کر لیے اور کھانا تیار کروا کر اس پر ختم پڑھوانا شروع کر دیا؛ حالانکہ رسول اللہ ﷺ سے ان میں سے کوئی رسم بھی ثابت نہیں۔(۱)

کرسمس کی مٹھائی یا دعوت کا حکم

۲۵ دسمبر کو عیسائی قوم کرسمس کے نام سے تہوار مناتی ہے جو ان کا مذہبی تہوار ہے، اور

---

(۱) مسلمانوں میں ہندوانہ رسوم ورواج ص ر ۲۳ بحوالہ ماہنامہ دارالعلوم دیوبند شمارہ ۲، جلد ۹۹ فروری ۲۰۱۵ء
دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیۃ بنوری ٹاؤن، فتوی نمبر ۱۴۴۰۵۲۰۰۴۰۲

غیر مسلموں کے مذہبی تہوار میں شرکت کرنا اور اس دن ان سے ہدیہ، تحفہ کی لین دین جائز نہیں ہے، لہٰذا مسلمانوں کے ملک میں رہتے ہوئے عمومی احوال میں کرسمس کے موقع پر عیسائیوں سے تحفہ لینا بھی درست نہیں ہے، البتہ اگر نہ لینے میں فتنے کا اندیشہ ہو یا وصول کرنے میں کوئی مصلحت ہو تو وصول کرنے کی اجازت ہوگی، پھر اگر وہ چیز فی نفسہ حلال ہو (جیسے مٹھائی) تو اس کے استعمال کی بھی گنجائش ہوگی، تاہم فقراء کو دے دینا بہتر ہے۔(۱)

نوراتری کی دعوت

کبھی کبھار ہندو دوست نوراتری ختم ہونے پر دعوت کرتے ہیں جس کو لنگر بھی کہتے ہیں، اس میں مسلم دوستوں کو دعوت دی جاتی ہے، دوستی میں مسلمان وہاں جا کر کھانا کھاتے ہیں جب کہ وہاں جس جگہ پر کھانے کا انتظام ہوتا ہے کبھی پوجا ہوتی کبھی پوجا نہیں ہوتی۔

دالافتاء دارالعلوم دیوبند کا فتوی ہے کہ ''ہندو کی دعوت کبھی کبھار قبول کی جا سکتی ہے، البتہ اگر کوئی مخصوص کھانا ہو جو دیوی، دیوتاؤں کے نام چڑھایا گیا ہو، یا کھانے میں حرام وناپاک چیزیں شامل ہوں تو اس کا کھانا جائز نہیں۔

اسی طرح ہندوؤں کی مذہبی تقریبات میں شرکت درست نہیں، ہاں اگر کھانا پوجا پاٹ

---

(۱) ”والإعطاء باسم النيروز والمهرجان لايجوز أي الهدايا باسم هذين اليومين حرام بل كفر، وقال أبو حفص الكبير - رحمه الله - :لو أن رجلاً عبد الله تعالى خمسين سنةً ثم جاء يوم النيروز وأهدى إلى بعض المشركين بيضةً يريد تعظيم ذلك اليوم فقد كفر وحبط عمله، وقال صاحب الجامع الأصغر إذا أهدى يوم النيروز إلى مسلم آخر ولم يرد به تعظيم اليوم ولكن على ما اعتاده بعض الناس لايكفر، ولكن ينبغي له أن لايفعل ذلك في ذلك اليوم خاصةً ويفعله قبله أو بعده؛ لكي لايكون تشبيهاً بأولئك القوم، وقد قال ﷺ »من تشبه بقوم فهو منهم.« وقال في الجامع الأصغر رجل اشترى يوم النيروز شيئاً يشتريه الكفرة منه وهو لم يكن يشتريه قبل ذلك إن أراد به تعظيم ذلك اليوم كما تعظمه المشركون كفر، وإن أراد الأكل والشرب والتنعم لايكفر“

البحرالرائق ج/۸ ص/۵۵۵ مسائل متفرقة في الاكراه، بحوالہ دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، فتوی نمبر ۱۴۴۰۰۴۲۰۰۵۸

والا نہیں ہے اور نہ حرام ونجس چیز کی آمیزش ہے تو کھانے میں مضائقہ نہیں، البتہ عادت بنالینا کراہت سے خالی نہیں"۔(۱)

دسہرہ کی مٹھائی کا حکم

ایسی مٹھائی جو بتوں اور معبودان باطلہ کے نام پر چڑھائی گئی ہو اسکا کھانا جائز نہیں ہے البتہ اگر اسے بتوں پر چڑھایا نہ گیا ہو لیکن اپنے تہوار کی خوشی میں دوست احباب کے لئے میٹھائی بنوائی ہو تو اسکا قبول کرنا اور کھانا درست ہے۔(۲)

غیر مسلموں کے مذہبی تہوار میں شرکت

اسلام چھوت چھات کا قائل نہیں، اور نہ ہی اسکی تعلیمات میں اونچ نیچ اور ذات پات کی کوئی جگہ ہے، کافروں سے دوستانہ تعلقات کی متعین حد تک ڈھیل دی ہے، اور تجارتی معاملات کی گنجائش رکھی ہے؛ لیکن جہاں تک غیر مسلموں کے خوشی اور غم کے مواقع میں شرکت کی بات ہے حسن سلوک اور اخلاقی تقاضہ کی بنیاد پر اجازت دی گئی، تاہم غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جانے والا جانور اور ایسے ہی خالص ہندوانہ مذہبی غرض سے کی جانے والی دعوت میں شرکت جائز نہیں؛ کیوں کہ یہ اسلام کے آئینی احکام کے مخالف، اور خدا کے بالمقابل غیر اللہ کو ترجیح دینے کے مترادف ہے، جو کہ قطعاً حرام ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ جس شخص نے کسی قوم کے مجمع کو بڑھایا وہ انہی میں شمار ہوگا۔

"عن عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول من کثر سواد قوم فھو منھم ومن رضی عمل

---

(۱) دار الافتاء، دار العلوم دیوبند، فتوی نمبر۔ ۱۴۳۱/۴۔ ۵۲۴۔ ۵۲۴

(۲) کتاب الفتاوی ج/۶ ص/۱۹۸

قوم کان شریکالمن عمله"(۱)

آن لائن دار الافتاء دار العلوم دیو بند میں ہے کہ پوجا کی ہوئی مٹھائی کا کھانا جائز نہیں ہے،البتہ اگر مٹھائی چڑھائی نہ جائے بلکہ صرف تہوار کی خوشی میں تقسیم کی جائے تو اس کو لے کر کھالینے کی گنجائش ہے۔(۲)

(۱) المطالب العالیہ ج ر ۲ ص ر ۴۲ بحوالہ آپ کے مسائل اور انکا حل ج ر ۲

(۲) آن لائن فتوی نمبر ۱۵۴، جواب نمبر۔ ۳۰۳۵

باب

منکرات ضیافت

امر منکر بہر صورت قابل ترک ہے اور جب اسکا گناہ تعدی ہو اور دوسروں کو اس سے تکلیف پہنچتی ہے جس کو اسلام نے کمال ایمان منافی کہا ہے، ان امور سے ہر حال میں اپنی قوم کو بچانا از حد ضروری ہے، موجودہ زمانہ میں جہاں نکاح جیسے مقدس اور بابرکت عمل کو سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عین مطابق ہونی چاہئے، وہاں غیر شرعی رسومات کے علاوہ فضولیات مال کا بے دریغ خرچ بہت سی خرابیوں کو جنم دے رہی ہیں، انہی میں سے چیزوں کی نشاندہی اس باب میں کی گئی ہے۔

یہاں تک دعوت کی مختلف قسموں کے احکام نقل کئے گئے ہیں ان کے علاوہ مزید دعوتیں پائی جاتی ہوں تو انہیں مذکورہ دعوتوں میں جس سے مشابہت ہو قیاس کر کے حکم مرتب کرنا اہل علم کے لئے آسان ہے، کہ اگر کسی دعوت میں بے پردگی ہو، حرام غذائیں ہوں، میوزک، ویڈیو گرافی، پٹاخے بازی، فخر ومباہات، ایذارسانی، اسراف وفضول خرچی، مسلمان مالِ حرام سے دعوت کررہا ہو، مطالبہ واصرار کے بعد دعوت دی جارہی ہو، تحفہ تحائف کا التزام ہو، رسمیت کا احیاء ہو، مدعو سے زیادہ تعداد شریک ہوتی ہوں، جانے والی عورتیں بناؤ سنگار اور خوشبو لگا کر جاتی ہوں، تو بعض مرتبہ فی نفسہ مسنون دعوت میں بھی شرکت حرام ہو جاتی ہے۔

معصیت کے کاموں پر مشتمل تقاریب میں شرکت

دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور اس میں غمی وخوشی ہر طرح کے حالات کے لیے مستقل احکامات دیے گئے ہیں، اور ایک مسلمان کا فرض ہے کہ غمی ہو یا خوشی کسی حال میں بھی اپنے دین کے احکامات سے روگردانی نہ کرے، بلکہ اپنی ہر خوشی وغم کے موقع پر اللہ تعالیٰ کے حکم کو سامنے رکھ کر اس پر چلنے کی پوری کوشش کرے، چنانچہ شادی بیاہ وغیرہ کے موقع پر شرعی پردے کا خیال نہ رکھنا، مخلوط اجتماع کرنا، موسیقی اور شور وہنگامہ کرنا وغیرہ یہ سب ناجائز امور ہیں، اور جن تقریبات میں ناجائز اور گناہوں کا ارتکاب ہو وہ خلافِ شرع ہیں۔

لہٰذا ایسی تقریبات جو فی نفسہ تو جائز ہوں، لیکن ان میں غیر شرعی امور (مثلاً مخلوط اجتماع، بے پردگی، موسیقی وغیرہ) کا ارتکاب کیا جارہا ہو ان میں شرکت کا حکم یہ ہے کہ اگر پہلے سے یہ بات معلوم ہو کہ تقریب میں غیر شرعی امور کا ارتکاب ہوگا تو اس صورت میں ہر گز اس تقریب میں شرکت کے لیے نہیں جانا چاہیے، البتہ اگر مدعو شخص کوئی عالم ومقتدا ہو اور اسے امید ہو کہ وہ اس تقریب میں جا کر معصیت کے ارتکاب کو روک سکتا ہے تو اسے جانا چاہیے؛ تاکہ اس کی وجہ سے دوسرے لوگ بھی گناہ سے بچ جائیں۔

اور اگر پہلے سے معلوم نہ ہو کہ وہاں کسی معصیت کا ارتکاب ہو رہا ہے، بل کہ وہاں جا کر ہو تو معلوم ہو تو اگر اندر جانے سے پہلے معلوم ہو جائے تو واپس لوٹ آئے، اندر نہ جائے، البتہ اگر اندر جا کر اس معصیت کو بند کرنے پر قادر اندر جا کر اس معصیت کو بند کروادے۔

اور اگر اندر داخل ہونے کے بعد معصیت کے ارتکاب کا علم ہو اور معصیت کو بند کرنے پر قدرت بھی نہ ہو تو مدعو شخص اگر عالم ومقتدا ہو تو وہ وہاں نہ بیٹھے، بل کہ اٹھ کر واپس چلا جائے، کیوں کہ اس کے وہاں بیٹھنے میں علم اور دین کا استخفاف (اہانت اور توہین) ہے، البتہ اگر مدعو شخص عام آدمی ہو تو وہاں بیٹھ کر کھانا کھانے کی گنجائش ہے۔(۱)

دیررات کی دعوتیں

مسلمانوں کی شادیاں ضیاع اوقات کا ایک سامان ہوتا ہے، ۱۲ر بجے سے قبل نوشہ کا شادی خانہ میں پہنچنا ہونا ناممکن ہے، شادی کے رقعہ میں بعد عشاء درج ہوتا ہے، کوئی وقت کا قدرداں اس وقت پہنچ جاتا ہے تو شادی خانہ اسے چڑانے لگتا ہے، مساجد میں نکاح کا رواج بڑھ رہا ہے جو ایک خوش آئند بات ہے اور اس سے نکاح تو وقت پر ہو جاتا ہے، لیکن شادی خانہ پہنچ کر ساری خرافات اپنائی جاتی ہیں، رات دیر گئے نکاح کی تقریب منعقد کرنا ایک فیشن بنتا جارہا ہے، جب کہ یہ چیز نہ عقلاً درست ہے اور نہ ہی شریعت میں اس کی گنجائش ہے،

---

(۱) ”رجل دعي إلى وليمة أو طعام وهناك لعب أو غناء جملة الكلام فيه أن هذا في الأصل لا يخلو من أحد وجهين إما أن يكون عالماً أن هناك ذاك وإما إن لم يكن عالماً به، فإن كان عالماً فإن كان من غالب رأيه أنه يمكنه التغيير يجيب؛ لأن إجابة الدعوى مسنونة قال النبي ﷺ إذا دعي أحدكم إلى وليمة فليأتها«، وتغيير المنكر مفروض، فكان في الإجابة إقامة الفرض ومراعاة السنة، وإن كان في غالب رأيه أنه لا يمكنه التغيير لا بأس بالإجابة، لما ذكرنا أن إجابة الدعوة مسنونة، ولا تترك السنة لمعصية توجد من الغير، ألا ترى أنه لا يترك تشييع الجنازة وشهود المأتم وإن كان هناك معصية من النياحة وشق الجيوب ونحو ذلك؟ كذا ههنا. الدر المختار وحاشية ابن عابدين“

ردالمحتار ج ر ۶ ص ر ۳۴۷ دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن فتوی نمبر ۱۴۴۰۰۴۲۰۱۴۲۹

احادیث شریفہ میں عشاء کے بعد غیر ضروری گپ شپ میں لگنے اور دیر سے سونے سے منع کیا گیا ہے، دنیا کا کوئی ترقی یافتہ ملک رات میں دیر تک نہیں جاگتا، چھوٹے چھوٹے ترقی یافتہ ملک بھی جلدی سوجاتے ہیں، چائینا میں شام چھ بجے کاروبار سے فارغ ہو جاتے ہیں، عرب وایشیاء میں یہ فیشن داخل کیا گیا، ایک ہی شہر میں رہتے ہوئے مسلمان اور کافروں کے محلہ میں بہت بڑا فرق ہے۔

ایک پڑھے لکھے مسلمان صاحب حیثیت اپنے بلڈنگ میں مسلمانوں کو کرایہ پر نہیں دیتے ہیں وجہ پوچھنے پر بتایا کہ: اللہ نے مجھے پیسہ بہت دیا ہے مجھے سکون چاہئے، ہماری بلڈنگ میں جتنے غیر مسلم ہیں سب دس بجے سوجاتے ہیں اور ہمارا بھی یہی معمول ہے، صبح پانچ بجے سے ہماری زندگی شروع ہوجاتی ہے، اگر کوئی مسلمان کرایہ پر آتا ہے تو روزانہ ۱۲ر بجے تک تو شو مچتا رہتا ہے، اور اگر شادی یا کوئی تقریب ہو تو پورا ہفتہ دو دو بجے تک سکون غارت رہتا ہے، میرے دوست مجھے منع کرتے ہیں کہ مسلمان ہو کر مسلمان کے ساتھ یہ سلوک؟ میں کہتا ہے میں اللہ سے معافی مانگ لوں گا مگر بدچلن مسلمانوں نے ذریعہ اسلام کی شبیہ اور سکون ختم نہیں کرلوں گا، یہاں ہندؤوں کے محلہ میں مسلمانوں نے ایک ہوٹل کھولی جب سے وہ ہوٹل کھلی ہے غیر مسلم کوستے ہیں کہ انہوں نے ہمارے سکون کو غارت کردیا ہے ورنہ پہلے دس بجے پورے محلہ کے لوگ سوجاتے تھے اب ۱۲ر بجے بھی چہل پہل نظر آتی ہے، اب بتائے غلطی پر کون ہے؟ میں یا اسلامی رویہ کے خلاف چلنے والے مسلمان، ہندو مسلم کے فرق سے مت پچئے بل کہ صحیح غلط کے فرق سے سوچئے، کافروں کا ان مسلمانوں کو کونسا غلط ہے یا سچ ہے؟ اور غیر مسلم مسلمان دوستوں کی دعوت میں شریک ہونے تیار نہیں ہیں صاف منع کردیتے ہیں کہ: بھائی تمھاری دعوت میں نہیں آسکتے، اتنی دیر تک انتظار کرنا، اور پورا مرغن کھانا جو نقصان دہ ہے، ڈوب مرنے کی بات ہے کہ ایک غیر مسلم مسلمان کو نصیحت کر رہا ہے۔

رات دیر تک شادی خانوں کو آباد رکھنے اور کھانے میں غیر ضروری تاخیر کرنے کے بے شمار نقصانات ہیں:

۱۔ شرکاء میں بہت سے شوگر کے مریض ہوتے ہیں جن کے لیے کھانے میں تاخیر سے مسائل پیدا ہوتے ہیں، جیسے جیسے کھانے میں تاخیر ہوتی جاتی ہے ان کی بے چینی بڑھتی جاتی ہے، حتی کہ بعض ضعیف مریض بیہوش ہو جاتے ہیں۔

پوری دنیا میں شوگر کی بیماری تیزی بڑھ رہی ہے اس میں حیدرآباد بھی ہے، مسلمان معتبر ڈاکٹروں کا سروے ہے کہ اس میں نو دفیصد مسلمان اس مرض میں مبتلا ہیں، ڈائلسس کے مرض میں اکثر مسلمان ہیں، دو چار غیر مسلم ہیں۔

۲۔ رات تاخیر سے کھا کر پھر فوراً سو جانا صحت کے لیے انتہائی نقصان دہ ہے، اولاً تو شادی کی دعوتوں میں غذائیں انتہائی مرغن ہوتی ہیں جو معدہ کو بوجھل کر دیتی ہیں، مزید یہ کہ کھانے کے بعد بغیر ٹہلے سو یا جاتا ہے جس سے معاملہ مزید سنگین ہو جاتا ہے۔

۳۔ مسلمانوں میں بڑھتی ہوئی بیماریوں کا بنیادی سبب ان کی بے ڈھنگی دعوتیں اور شادی تقریبات ہیں، ایک رپورٹ کے مطابق شوگر اور بی پی کا تناسب مسلمانوں میں دیگر قوموں کے مقابلہ میں زیادہ ہے اور ایسے مریضوں کی سب سے زیادہ تعداد شہر حیدرآباد میں ہے۔

۴۔ رات دیر تک شادی تقاریب کا سلسلہ فرائض کے ضیاع کا بھی سبب بنتا ہے، دو ڈھائی بجے رات گھر لوٹنے والے اکثر افراد نماز فجر کو چھوڑ کر سوتے پڑے رہتے ہیں جو بہت بڑی نحوست ہے، جس گھر میں چھوٹے بڑے مرد وخواتین سب نماز سے غافل ہو کر سوتے پڑے رہیں وہاں خیر و برکت کیسے آسکتی ہے؟

۵۔صبح کی برکت سے محرومی ہے، دین اسلام صبح کو جلد اٹھنے اور بعد فجر کسب حلال کے لیے تگ و دو کی تلقین کرتا ہے، رسول اکرم ﷺ نے اپنی امت کے لیے صبح کے کاموں میں

برکت کی دعا فرمائی ہے، دن چڑھے سو کر کاروبار جانے والوں کے لیے خیر و برکت کیسے مقدر ہوگی؟ مسلمان کی دوکانیں دن بارہ بجے کے بعد کھلتی ہیں ہوٹل دیر سے کھلتے ہیں، باسی غذائیں دیر تک کھلائیں جاتی ہیں، اور غیر مسلم صبح صبح جلد فجر سے پہلے دوکان کھول دیتے ہیں اور رات دس بجے بند کر دیتے ہیں گاہک آئے تو بھی کہہ دیتے ہیں کہ: صاحب دوکان بند کرنے کا وقت ہوگیا، جب کہ مسلمانوں کے بعض ہوٹل رات ہی میں شروع ہوتے ہیں، اب تو نائٹ بازاروں کی دھوم دھام ہے، ساری رات کھاتے شاپنگ کرتے رہیں گے صبح اذاں پر گھر آ کر سو جائیں گے، کہاں سے صحت، کاروبار، زندگی میں برکتیں نصیب ہوں گی۔

۶۔ رات دیر تک جاگنے سے دوسرے دن کی سرگرمیاں متأثر ہوتی ہیں، بچے صبح اٹھ کر اسکول جا نہیں پاتے، غیر مسلم پرنسپل مسلمانوں کے بچہ کو اڈمشن دینے تیار نہیں کہ مسلمان کے بچہ دیر سے حاضر ہوتے ہیں، چھٹیاں زیادہ کرتے ہیں کیوں کہ رات دیر تک سونے کی عادت ،دعوتوں کو چھوڑتے ہیں کلیجہ منہ کو آتا ہے تو پھر یہ کیا خاک پڑھیں گے، ہمارا اسکول بدنام ہوگا کس قدر شرم کی بات ہے، گھر کے ذمہ دار افراد وقت پر کام کرنے سے قاصر رہتے ہیں، کاروبار وقت پر شروع نہ ہونے سے ملت کی معیشت تباہ ہوتی ہے۔

تقریبات میں رقص

نکاح ایک مقدس تقریب ہے اور سنت رسول اللہ ﷺ ہے، اس سنت میں شادی خانوں میں نہ صرف بینڈ باجے کا اہتمام ہوتا ہے، بل کہ ڈی جے (D.J) اور نیم برہنہ خواتین کا رقص بھی ہونے لگا ہے، حتی کہ دلہے کے ساتھ ہونے والے رقص میں تلواریں بھی گھمائی جانے لگی ہیں، خواہ اس سے کسی جان بھی چلی جائے، موسیقی، بینڈ باجا، ڈی جے اور نیم برہنہ رقص جیسی چیزیں خدا کے غضب کو دعوت دیتی ہیں، اس سے گھروں میں موجود معمر افراد، بیما راور اطراف کے پڑوسیوں کو سخت تکلیف ہوتی ہے، اسلام میں ایذائے مسلم حرام ہے، اس سے بچنے کی سخت تاکید کی گئی ہے؛ موجودہ دور کی شادیاں محلے والوں کے لیے آفت بنتی

جارہی ہیں، جس محلہ میں شادی خانہ ہوتا ہے وہاں کے مکینوں کا جینا دوبھر ہو جاتا ہے اور ان کی راتوں کی نیندیں حرام ہو جاتی ہیں، پھر یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ ایسی بیہودہ حرکتوں پر خاموشی اختیار کر کے ہم اپنی نئی نسل کو کیسا غلط پیغام پہنچا رہے ہیں، ناچ گانے کی دلدادہ نسل سے کیا کسی بڑے کارنامے کی توقع کی جا سکتی ہے؟

نمائش اور دکھاوے کے لیے لوگ لاکھوں کے شادی خانے حاصل کیے جا رہے ہیں اور کھانے میں دسیوں اشیاء کا اہتمام کیا جا رہا ہے، پر شکوہ تقاریب کو سماج میں عزت اور انا کا مسئلہ بنا لیا گیا ہے، جب کہ اسلام میں شادی کو سادی بنانے کا حکم ہے، نبی رحمت ﷺ نے اس نکاح کو سب سے بابرکت قرار دیا ہے جس میں کم سے کم مالی خرچ ہو۔

دعوت میں ناچ گانا، آتش بازی کا مظاہرہ کر کے قومی املاک کو برباد کیا جاتا ہے، ہوائی فائرنگ، جس سے کتنی ہلاکتیں واقع ہو جاتی ہیں، غرباء کو نہ بلانا، جب کہ دعوت میں امیر و غریب برابر کے شریک نہ ہوں تو انہیں بھولا بھی نہ جائے، کوشش کریں کہ نیک اور شریف لوگ آپ کا مال کھائیں۔

دعوت میں فوٹو گرافی کرنا

ساری محفل میں ویڈیو فلم، سیلفی وغیرہ بنا بنا کر پورے سوشل میڈیا پر وائرل کیا جاتا ہے اور پوری محفل میں بے پردگی کا ایک طوفان آیا ہوا ہوتا ہے حتی کہ دلہن کی تصاویر بار بار پروجیکٹر پر لاؤ شو ہو رہی ہوتی ہیں اور ہر عام اور خاص راہ چلتا اسے مزے سے دیکھتا اور اس کا لطف لیتا ہے، شادی میں شرکت کرنے والے مہمان یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ واہ کیا شاندار شادی کی ہے۔

خواتین کے دسترخوان پر مرد ویٹر

شادی بیاہ کے موقع پر عورتیں زنان خانہ میں عموماً مردوں کو آنے نہیں دیتی ہیں، لیکن

اگر ویڈیو گرافر آئے تو اسے شاید مرد نہیں سمجھتی ہیں یا وہ آنے کے حکم میں مستثنیٰ ہوتا ہے، بعض مرتبہ دولہا بھی اتنا نہیں دیکھتا جتنا ویڈیو گرافر دولہن اور اسکی سہیلیوں کو گھوما گھوما کر دیکھتا ہے، اور جو عورتیں اس طوفانِ بدتمیزی سے بچ جاتی ہیں وہ دسترخوان پر ویٹر کی تیز نظروں سے نہیں بچ پاتیں، خواتین کے دسترخوان پر ویٹروں کی خاصی تعداد داخل ہو کر خواتین کے انتہائی قریب سے ٹیبل پر کھانا رکھتے ہیں جن میں زیادہ تر غیر مسلم ہوتے ہیں، ظاہر ہے یہ صورت قطعاً جائز نہیں ہے عورت کا غیر محرم کے سامنے عام حالات میں بھی بے پردگی جائز نہیں، شادی کے موقع پر تو ہر کوئی دولہن سے زیادہ یا دولہن کے برابر سنور کر آتی ہے، ایسے موقع پر بے پردگی، اور نگاہ کا فتنہ قوی ہوجاتا ہے، اس لیے یا تو مسلمانوں کو خواتین کے دسترخوان پر خدمت گذار خواتین کا انتظام کرنا ضروری ہے یا نہیں تو مسلمان عورتوں کو ایسی دعوت میں جانے سے پرہیز کرنا ضروری ہے، شادی کے موقع پر اللہ کی ناراضگی سے بچنا ضروری ہے کیوں کہ نعمت ملنے کے فوری بعد نافرمانی کا وبال زیادہ ہوجاتا ہے۔

مردوزن کے اختلاط سے حیاباختہ مناظر پیش کیے جاتے ہیں، خواتین کی بے پردگی کا یہ عالم دیکھا جاتا ہے کہ دسمبر اور جنوری کے کڑکتے جاڑے میں بھی ان کے جسم پر بہت ہی باریک اور کم سے کم لباس دیکھنے کو ملتا ہے، مرد اور عورتیں سب ایک ساتھ اس محفل کا مزہ لیتے ہیں اور کسی کو یہ احساس تک نہیں ہوتا کہ یہ ہم کیا کر رہے ہیں؟ اس کا انجام کیا ہوگا؟ دو تین گھنٹے کی اس جھوٹی شان وشوکت کے لیے ہم کتنے بڑے گناہ کو اپنے سر باندھ لیتے ہیں۔

سڑکوں پر دعوت کرنا

دعوتوں میں نبی کریم ﷺ کی سنتوں کا لحاظ عار محسوس کیا جانے لگا، کفار کی دیکھا دیکھی کھانے کے شرعی آداب کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا، شادی بیاہ کی تقریبات میں چوک، چوراہوں، گلیوں اور سڑکوں پر منعقد کیجاتی ہیں، گزرگاہوں کو مسدود کردیا جاتا ہے، راہگیروں کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، کھونٹے روڈ میں گاڑ دیئے جاتے ہیں، جن سے سڑکیں ٹوٹ پھوٹ

جاتی ہیں، ڈیک لگا کر شرفاء کو ستایا جاتا ہے۔سیدنا ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: راستوں پر بیٹھنے سے بچو،صحابہ کرامؓ کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا،اے اللہ کے رسول!اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں، ہم بیٹھ کر (ضروری) باتیں کرتے ہیں تو فرمایا، اگر انکار کرو (بیٹھنا ہی ہے) تو راستے کا حق ادا کرو۔صحابہ کرامؓ نے عرض کیا، راستے کا حق کیا ہے؟ فرمایا،نگاہیں نیچی رکھو، ایذا رساں چیزوں کو راستے سے دور کرو، سلام کا جواب لوٹاؤ، نیکی کا حکم دو، برائی سے روکو۔(۱)

شادی کی دعوت میں ۳۰-۴۰/قسم کے کھانے تیار کرنا؟

آج کل خصوصاً بڑے شہروں میں شادی بیاہ کے موقع پر باراتی اور دیگر مہمانوں کے لئے بڑے بڑے ہوٹلوں میں کھانے پینے کا نظم کیا جاتا ہے، جس میں اَشیاء خورد ونوش کی ۳۵-۴۰/اَقسام تک تیار کی جاتی ہیں، ظاہر ہے کہ قلت کے خوف سے ہر اشیاء مدعوئین کے حساب سے ہی تیار کی جاتی ہیں، اور ہر شخص اپنی پسندیدہ اور مرغوب چیزیں کھا کر چلتا بنتا ہے، اور اس طرح بہت سا کھانا کوڑے دان کی نذر ہو جاتا ہے، ظاہر ہے کہ اس طرح کی دعوت بلا شبہ اسراف وتبذیر میں داخل ہے، اِس سے احتراز لازم ہے، بہترین تقریب وہی ہے جس میں سادگی ہو اور رزق اور پیسہ کا ضیاع نہ ہو۔(۲)

کھانے کا بے تحاشہ اسراف اور نہ جانے کتنے اقسام کے کھانوں اور ان کی بربادی کے مناظر آپ آسانی سے دیکھ سکتے ہیں۔کھانوں سے لبریز پوری پوری پلیٹیں کوڑے کے ڈبے میں نظر آتی ہیں۔

---

(۱) صحیح بخاری، حدیث نمبر۔۶۶۶۹ صحیح مسلم، حدیث نمبر۔۲۱۲۱

(۲) کتاب النوازل ج/۱۶ص/۸۴

اسراف وتبذیر

اپنے کھانے کو نالیوں میں ضائع ہونے سے بچائیں، اپنی دعوتوں میں، شادیوں میں کھانے کی بربادی ہونے نہ دیں، اپنی گھروں میں کھانے کو پامال ہونے سے بچائیں، گھر پر دستک دینے والے بھوکے فقیر کو ضرور کھلا کر بھیجیں، اپنے پڑوس میں رہنے والے مسلمان وغیر مسلم پڑوسی کے حالات کا جائزہ لیتے رہیں اور اگر کوئی پریشان وتنگ دست ہو تو اس کی ضرورت کو پورا کرنے والے بنیں، غریب پڑوسی رہتے ہوں تو ضرور کچھ نہ کچھ ان تک کھانے وغیرہ کو پہنچانے کی کوشش کریں، اگر ہم تو اپنے منہ کے مزوں میں لگے رہیں، اعلی سے اعلی کھانے کھاتے رہیں اور ہمارے پڑوس میں، ہمارے محلے میں کوئی مجبور ولاچار بھوک وافلاس کی وجہ سے تڑپ تڑپ کر جان دیدے تو یقیناً ہم مجرم بن کر خدا کے سامنے کھڑے کئے جائیں گے، بڑی بڑی آئی ٹی کمپنیوں میں جو دوپہر میں اعلی قسم کا کھانا تیار ہوتا ہے وہ بڑی مقدار میں بچ جاتا ہے، اس کھانے کو وہاں سے حاصل کرکے سلم بستیوں میں اور غریب محلوں میں اچھے انداز میں پیاک کرکے تقسیم کیا جائے، سینکڑوں گھر ایک وقت پیٹ بھر کے کھانے کی نعمت سے فائدہ اٹھائیں گے، اور وہ کھانا جو پہلے پھینک دیا جاتا تھا یا ضائع ہو جاتا تھا اب کسی غریب کے پیٹ جا کر دعاؤں کے حصول کا ذریعہ بنے گا۔ تھوڑی سی خدمت بہت سے ضرورت مندوں کا پیٹ بھر سکتی ہے۔

ہم کم از کم اپنی دعوتوں میں بچا ہوا کھانا ضائع کرنے کے بجائے غریبوں میں تقسیم کریں، اپنے گھر میں بچا کر سڑا دینے یا نالیوں میں پھینک دینے کے بجائے غریبوں تک پہنچائیں، اس کی وجہ سے جہاں ہمیں ثواب ملے گا وہیں کتنے گھروں میں کچھ راحت آئے گی، فاقہ زدہ چہرہ پر زندگی کی بہار آئے گی، بالخصوص ایسے گھروں کو تلاش کریں جہاں مرد نہ ہو اور بیوہ عورت اپنے بچوں کی پرورش کرنے میں لگی ہو، یا ایسے معذور مرد جو کام کاج سے بالکل محروم ہوں تو یقیناً اس سے عظیم خدمت بھی انجام پائے گی، چوں کہ بعض غیرت مند

خواتین اور معذور واپاہج مرد ایسی بھی ہوتے ہیں جو فاقوں کو برداشت کر لیتے ہیں لیکن کسی سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے، تنگدستی کی زندگی بسر کر رہے ہوتے ہیں لیکن اس کا اظہار تک نہیں کرتے، ایک وقت کا کھانا بھی انسان کو بہت بڑی راحت پہنچا تا ہے، اس میں مسلمان وغیر مسلم کی تفریق نہ کریں بل کہ انسانیت کی بنیاد پر کھانا کھلانے کا اہتمام کریں (۱)۔ جو ایک وقت میں پانچ پانچ ہزار کا کھانا کھا کر سمجھتے ہیں کہ وہ ماڈرن ہو گئے ہیں یا انکی عزت بڑھ گئی ہیں معاشرے میں، اپنی زندگی کی نعمتوں کا خود لطف اٹھائیں، اگر غیر ضروری اخراجات کم کر لیں اور لوگوں کی پسند ناپسند کے مطابق زندگی گزارنا چھوڑ دیں تو زندگی بہت آسان، خوشگوار اور مزیدار ہوسکتی ہے، متوازن غذا کی گنجائش (aford) کے لئے اپنے غیر ضروری خرچے کم کریں، صرف ضروری تقریبات میں جائیں، ہر تقریب میں نئے کپڑے جوتے ضروری نہیں۔

بے صبری

دعوت میں مدعو افراد کا کھانے پر ٹوٹ پڑنا جس سے صبر وتحمل اور تہذیب وشرافت کا جنازہ نکل جاتا ہے، ہر کوئی دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتا ہے، جب کہ دوسروں کو اپنے آپ پر ترجیح دینا اسلامی پیغام ہے۔

ضرورت سے زیادہ کھانا

بسیار خوری مختلف امراض کا سبب ہے، ضرورت کے مطابق کھانا لینا، طلب ہو تو دوبارہ کی گنجائش ہوتی ہے، ضرورت سے زائد کھانا لینے میں ضائع ہونے کا قوی اندیشہ ہوتا ہے، نیز یہ آدمی کے حریص ہونے کی نشانی ہے۔

(۱) مضامین ڈاٹ کام جمعرات، ۲۰ جون ۲۰۱۱ء

دعوت میں قصہ گویوں اور لطیفہ بازوں کی شرکت

دعوت میں قصہ گویوں اور لطیفہ بازوں کی موجودگی بھی منکرات میں داخل ہے، بشرطیکہ انکی گفتگو میں فحش اور جھوٹ کی آمیزش ہو اگر ان کے قصے، لطیفے، اور چٹکلے محض ہنسنے ہنسانے کے لئے ہوں جھوٹے اور فحش نہ ہوں تو سننے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے؛ لیکن اس میں بھی شرط ہے کہ اس طرح اک موادکم مقدار میں ہو اور سنانے والا اسے بطورعادت یا بطور پیشہ اختیار کئے ہوئے نہ ہو۔

برتن کی صفائی پر توجہ نہ دینا

جب لقمہ اٹھا کر کھانے کا حکم ہے تو پلیٹ میں کھانا چھوڑ کر ضائع کر دینا کہاں کا ادب ہے؟ برتن میں کھانا چھوڑ دینا کفرانِ نعمت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب لقمہ گر جائے تو (کھانے والا) اسے اٹھالے اور پونچھ کر کھالے، اس کو شیطان کے لیے نہ چھوڑے، اپنے ہاتھ کو رومال سے نہ پونچھے، جب تک انگلیاں نہ چاٹ لے، وہ نہیں جانتا کہ کھانے کے کون سے حصے میں برکت رکھی گئی ہے(۱) انگلیاں چاٹنے سے پہلے رومال وغیرہ استعمال کرنے کی اجازت نہیں، کہیں انگلیوں کے ساتھ لگا ہوا کھانا ضائع کر کے برکت کو ضائع نہ کر دیں، اور حسنِ معاشرت یہ ہے کہ ایک مسلمان کا دل دوسرے کے بارے میں اتنا صاف ہو کہ وہ اس کی انگلیاں چاٹ کر صاف کرنے میں بھی تنفیر وتحقیر محسوس نہ کرے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب کوئی کھانا کھائے تو اپنی انگلیوں کو (رومال یا ٹشو پیپر) سے صاف نہ کرے، یہاں تک کہ وہ انگلیاں خود چاٹ لے یا دوسرے کو چٹادے۔(۲)

---

(۱) صحیح مسلم حدیث نمبر۔ ۲۰۳۳

(۲) صحیح بخاری حدیث نمبر ۵۴۵۶ صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۰۳۰

بے غیرتی کی دعوتیں

بے غیرتی کی دعوتیں غیرت زدہ تو ڈوب گیا ایک بوند میں بے غیرتوں کو کوئی سمندر نہیں ملاخوشی کے موقع پر ضیافت آپسی تعلقات کو استوار کرنے اور صلہ رحمی کا ایک ذریعہ ہے اس میں عرصہ دراز کے بعد رشتہ داروں سے ملاقات، ان کے حالات سے آگہی نیز آپسی مودت کو بڑھانے کا موقع ملتا ہے مگر آئے دن یہ دعوتیں اپنی اصلیت کھوتی جارہی ہیں، پہلے کی دعوتوں میں خود میزبان مہمان کے سامنے برتن رکھتے اور خود میزبانی کے فرائض انجام دیتے، بڑی لجاجت اور انکساری کے ساتھ اصرار کرتے کہ اور تھوڑا لے لو، اور تھوڑا لے لو اور اپنے ایک تعلق کا اظہار کرتے مگر آج نوعیت مختلف ہے، میزبان تو فوٹو گرافی اور دیگر بے فائدہ شغل میں مشغول ہو جاتے ہیں، میزبانی کے سارے فرائض کرائے کے میزبان یعنی کیٹرین والے انجام دے رہے ہوتے ہیں، کیٹرین والوں کو تو چیزیں بچانے کی فکر رہتی ہے اس لئے وہ کسی کو اصرار کیا کریں گے، جلدی سے اٹھانے کے فکرمند رہتے ہیں اس سے بڑھ کر یہ کہ وہاں مہمان کو اعزاز کے ساتھ بٹھانے والے نہیں ہوتے بل کہ خود سے محنت کر کے بیٹھ کر کھانا پڑتا ہے حد تو یہ ہے کہ ایک آدمی کھا رہا ہوتا ہے تو جگہ حاصل کرنے کے لئے خود کو تیار رہنا پڑتا ہے اور کھانے والے کے پیچھے گھات لگا کر کھڑے رہنا پڑتا ہے اور پیچھے کھڑا شخص کھانے والے کی جملہ حرکات وسکنات کی اپنے اندر ہی اندر تصویر کشی کر رہا ہوتا ہے کہ کونسی چیز کتنی مقدار میں کھا رہا ہے اور کس سلیقہ سے کھا رہا ہے وغیرہ، دوسری طرف ویڈیو گرافی کی لعنت تو ہمارے پیچھے پیچھے ہی لگی ہوتی ہے کہ بعد میں فرصت سے یہ دیکھا جائے کہ کون کتنا بے غیرت ہے، گانا بجانا، موسیقی اور پٹاخے تو ہر طرف سے رہی سہی کسر پوری کر رہے ہوتے ہیں، ایسے جنگی ماحول میں بے غیرت یا بھوک سے پریشان حضرات تو مجبوراً ہاتھ پیر مار کے کھانے میں کامیاب ہو ہی جاتے ہیں، غیرت مند لوگ خصوصاً اہل علم حضرات کا اس میں بڑا امتحان ہے اور ابوزید سروجی کا یہ جملہ ایسے کھانوں پر بہت حد تک صادق آتا ہے کہ

''عندالامتحان یکرم الرجل او یہانی''یعنی آزمائش کے موقع پر یا تو انسان کو اعزاز ملتا ہے یا ذلت کا سامنا پڑتا ہے،ایسی بے غیرتی کی دعوتوں میں خصوصاً اہل علم حضرات کو حتی الامکان پرہیز کرنے کی ضرورت ہے،تاکہ ان کا قیمتی وقت دعوتوں کی نذر نہ ہوجائے اوران خرافات کو رواج دینے والوں میں ان کا نام بھی شامل نہ ہوجائے،بل کہ ضرورت ہے کہ ایسی شادیوں کا بائیکاٹ کیا جائے جن میں فضولیات شامل ہوں ورنہ آج امت جس بگاڑ کی شکار ہے اس کی بڑی قیمت چکانی پڑے گی۔

جس دعوت میں ناچ گانا ہواس میں شرکت

اگر پہلے سے معلوم ہے کہ وہاں ناچ گانا ہے،تواس کی دعوت میں شرکت جائز نہیں۔

''وان علم اولا باللعب ،لایحضر اصلا سواء کان ممن یقتدی به اولا''(۱)

''دعی الی ولیمة وثمة لعب او غناء قعد واکل لو المنکر فی المنزل ،فلو علی المائدة لا ینبغی ان یقعد بل یخرج معرضا [۲] لقوله تعالی فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین''۔

اجتماعی دسترخوان سے لوگوں کو کھاتے ہوئے چھوڑ کر اٹھنا

اگر چندلوگ ایک ساتھ کھانا کھارہے ہوں تو ادب کا تقاضا یہ ہیکہ اپنے ساتھ کے فارغ ہونے سے پہلے کھانے سے نہ کھینچے ممکن ہے کہ آپ کے فارغ ہوجانے کی وجہ سے وہ بھی کھانے سے ہاتھ کھینچ لے،جب کہ اسکو ابھی کھانے کی ضرورت ہو باقی اگر کوئی تقاضا ہو پہلے

---

(۱)محمود الفتاوی ج/۸ص/۱۷۸

(۲)درمختار مع الشامی کتاب الحظر والاباحۃ ج/۹ص/۴۲۲۔۴۲۴

بھی اٹھ سکتے۔(۱)

الحمدللہ محض اللہ کے فضل واحسان سے یہ کتاب پائے تکمیل کو پہونچی اللہ سے دعا ہیکہ ہمارے اندر اخلاص واستقامت نصیب فرمائے اور اپنی بارگاہ میں اس مختصر کوشش کو شرف قبولیت عطافرمائے،مزید کاموں کیلئے ہمت وحوصلہ نصیب فرمائے۔آمین۔

یارب صلی وسلم دائماً ابداً علی حبیبك خیر خلقه کلهم ط

(۱) کتاب النوازل ج/۱٦ص/۸۹

فہرست مصادر

قرآنیات

تفسیر القرطبی	آسان ترجمہ قران
معارف القران	تفسیر ابن کثیر
دروس القران	الجوہر الحسان فی تفسیر القران

احادیث

صحیح بخاری	صحیح مسلم
ترمذی شریف	ابوداوٗد شریف
نسائی شریف	سنن ابن ماجہ
مشکاۃ المصابیح	عمدۃ القاری
الادب المفرد	آداب بیہقی
کنزالعمال	شعب الایمان
مسند الریانی	معجم الاوسط
درس مسلم شرح النووی	ترغیب
گلدست احادیث	المسند الامام احمد
المحلی ابن حزم	تحفۃ الالمعی

مسند امام احمد ابن حنبل	مستدرک حاکم
تذکرۃ الموضوعات للفتنی	حدیث کے اصلاحی مضامین
الآلی المصنوعہ فی الأحادیث الموضوعہ	غیر معتبر روایات کا فنی جائزہ
الموضوعات	النضرہ
مروجہ موضوع احادیث کا علمی جائزہ	رحمۃ اللہ الواسعہ
العجالہ فی الاحادیث المسلسلۃ الضیافہ	مظاہر حق جدید
معجم کبیر طبرانی	مصنف عبد الرزاق
صحیح ابن حبان	فتح الباری
مصنف ابن ابی شیبہ	عمدۃ القاری

فقہ وفتاوی

فتاوی محمودیہ	کتاب الفتاوی
فتاوی عالمگیری	ارشاد السائلین
فتاوی شامی	کتاب الام
فتاوی دار العلوم زکریا	امداد الفتاوی
المغنی	اسلام کا نظام سلام ومصافحہ
اسلام کا نظام حقوق	جدید فقہی مسائل
فتاوی حقانیہ	آپ کے مسائل اور ان کا حل
مجموع فتاوی الشیخ ابن باز	فتاوی رشیدیہ

فتاوی رضویہ	محمود الفتاوی
الفتاوی الھندیہ	المسائل المھمہ
الموسعۃ الفقھیہ الکویتیہ	اسلام اور جدید معاشی مسائل
جامع الفتاوی	جواہر الفتاوی
فتاوی قاسمیہ	کتاب النوازل
حبیب الفتاوی	کفایت المفتی قدیم
جمع الجوامع لسیوطی	فتاوی عثمانی
فتاوی مفتی محمود	فتاوی دار العلوم
منتخبات نظام الفتاوی	تسہیل بہشتی زیور
بہشتی زیور	فتاوی عثمانیہ
فتاوی بزازیہ	فتح القدیر
فتاوی رحیمیہ	فتاوی بکر ابوزید
احسن الفتاوی	امداد المفتیین
رد المختار	احکام شریعت
البحر الراق	النجم الوھاج
الحجۃ الفائحہ	بزازیہ بہامش الھندیہ
بہار شریعت	جواہر المناقب
احکام شریعت میر قاتل مفاتح	عرفان ہدایت
المعالب العالیہ	

اصلاحیات

آلاداب الشریعہ والمنح المرعیہ	اللہ سے شرم کیجئے
احیاء العلوم الدین (عربی و اردو)	مہمان نوازی کے آداب
مکارم الخرائطی	اخلاق رسول
آداب زندگی	سنہری کرنیں
تنبیہ الغافلین	بزم صوفیہ
غنیۃ الطالبین	روضۃ العقلاء ونزھۃ الفضلاء
آداب المعاشرت	حقوق ومعاملات
مہمان نوازی کے آداب قران حدیث کی روشنی میں	منکرات رمضان
سنت و بدعت	رمضان المبارک معروفات ومنکرات
فضائل اعمال	ملفوظات مولانا احمد رضا صاحب مرحوم
فضائل صدقات	منہیات کا انسائیکلو پیڈیا

سیرت وسوانح

شمائل کبری	معرفۃ الصحابہؓ
سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	سیرت المصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حیاۃ الصحابہؓ	دیوان حاتم طائی
حیات صحابیات کے درخشاں پہلو	علمائے ہند کا شاندار ماضی

پندرہ جنتی صحابیات	تذکرہ خواجگان نقشبند
تذکرہ حضرت محدث دکن	حجۃ الاسلام مولانا قاسم نانوتوی حیات اور کارنامے
مولانا رشید احمد گنگوہی حیات اور کارنامے	حضرت شیخ الہند حیات اور کارنامے
حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی	شیخ الاسلام حسین احمد مدنی کے ایمان افروز واقعات
سیرت ابن ہشام	سیدنا ابوبکر صدیقؓ حیات اور کارنامے
مجالس ابرار	قصص الاولیاء
البدایہ والنہایہ	سوانح حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی
محمد علی ذاتی ڈائری کے چند ورق	خواتین اسلام کے ایمان افروز واقعات
تذکرۃ الرشید	حیات ابرار
الفاروق	سلطان صلاح الدین شخصیت اور کارنامے
فیضان صدیق	سوانح حضرت باندوی
سوانح شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب	ماہ نامہ الماس مولانا حبیب الرحمن حیات اور خدمات

تاریخ

تاریخ ادب عربی	عہد مغلیہ کے ہندو امرائے سلطنت
عیون الحکایات	تمدنی جلوے
ہزار سال پہلے	تاریخ طبری
تاریخ دکن سلسلہ آصفیہ	مطالعہ بریلویت
تعارف مذہب شیعہ	مسلمانوں میں ہندوانا رسوم و رواج

البراہن القاطعہ	رسائل ومسائل
دیوبندی بریلوی اختلافات	الامتاع والموانسہ
ابوحیان التوحیدی	

ماہنامے

ادارے فروغ قومی زبان	اسلام میں رفاہ عام کا تصور
ماہنامہ مظاہرعلوم	یو این این
البلاغ ممبئی اکتوبر ۱۹۵۵ء	ماہنامہ دارالعلوم
ندائے شاہی مراداباد	

آن لائن ویب سائٹس

دارالافتاء جامعہ اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن	فتاوی اسلام ویب
آن لائن فتوی علامہ یوسف بنوری ٹاؤن	ہم سب ڈبلیوڈبلیوہم سب ڈاٹ کام
آن لائن فتوی دارالعلوم دیوبند	آزادویکی پیڈیا
محدث فورم	خصوصی رپورٹ جنگ
دارالافتاء جامعۃ الرشید	مضامین ڈاٹ کام
ریختۃ ڈکشنری	

متفرقات

فیروز اللغات	محمد بن جعفر الخرائطیؒ
المغنی اللبیب	اسلامی شادی

مرتب کی کتابیں

۱۔رمضان المبارک معروفات ومنکرات
۲۔اصلاحی واقعات دو جلدیں
۳۔اصلاح الرسوم (تسہیل، تعلیق وتخریج)
۴۔عصری خطبات مجلد (زیرِطبع)
۵۔جماعت اولی کی اہمیت و جماعت ثانیہ کی حیثیت
۶۔نیاسال مغرب اور اسلام کانقطۂ نظر
۷۔کرسمس کی حقیقت عقل ونقل کی روشنی میں
۸۔ویلنٹائن ڈے تاریخ کے آئینہ میں
۹۔اپریل فول کی تاریخی حیثیت
۱۰۔خیر البیان (مدارس کے طلبہ کے لئے)
۱۱۔ہندوستانی مسلمان آزادیٔ وطن سے تعمیرِ وطن تک (زیرِطبع)
۱۲۔نفع المفتی والسائل (عربی، تحقیق وتخریج، زیرِطبع)
۱۳۔ اللمعۃ اذا اجتمع العید والجمعۃ
۱۴۔کھیل کود کی تاریخی وشرعی حیثیت
۱۵۔احکام اعتکاف
۱۶۔خواتین رمضان کیسے گذاریں؟
۱۷۔ یوم جمہوریہ حقیقت کے آئینہ میں
۱۸۔ پتنگ بازی حقائق ونقصانات
۱۹۔وجودِ باری وتوحیدِ باری عقل کی روشنی میں
۲۰۔ضیافت فضائل ومسائل
۲۱۔عظمتِ اہلِ بیت اور مسئلہ زکوۃ

۲۲۔ارطغرل غازی سیریل حقائق اور غلط فہمیاں
۲۳۔یتیمی اور یتیموں کے کارنامے
۲۴۔لون (قرض) کے جدید مسائل (زیرِطبع)
۲۵۔ظالموں کاانجام سچے واقعات کی روشنی میں
۲۶۔کرکٹ کی تاریخی وشرعی حیثیت
۲۷۔فروع الایمان (تسہیل،تخریج وتضمیم)
۲۸۔قربانی منکرات ومسالک کے اختلافات کاحل
۲۹۔عصمت دری اسباب وسدباب
۳۰۔سنتِ فجر فضائل ومسائل
۳۱۔خطباتِ قاسمیہ
۳۲۔برادرانِ وطن سے تعلقات۔حدود وحقوق
۳۳۔کمیشن اور بروکری کے احکام
۳۴۔کرایہ کے جدید مسائل
۳۵۔ٹوپی کی شرعی حیثیت
۳۶۔اسلام میں تجارت کی اہمیت
۳۷۔جبر تبدیلئ مذہب کی حقیقت
۳۸۔اسلام میں تقسیمِ میراث کی اہمیت اور ہمارا سماج
۳۹۔مروّجہ مضاربت کے احکام
۴۰۔اولاد کے حقوق شریعت وسماجکی روشنی میں
۴۴۔لو جہاد حقیقت یافسانہ
۴۵۔صحبتِ اہل اللہ کی اہمیت وضرورت
۴۶۔تیسیر المبتدی بترتیب جدید فارسی (حصہ اوّل،دوم،سوم)

۴۷۔مطلّقہ، معلّقہ، مختلعہ و بیوہ کے حقوق
۴۸۔تعلیم بالغان و بزرگان۔اہمیت وضرورت
۴۹۔خواتین کے علمی کارنامے۔حافظہ وعالمہ بنانے کی ضرورت
۵۰۔مکاتب کی اہمیت وضرورت
۵۱۔منظم ومؤثر مکاتب کے اصول وآداب
۵۲۔مسنون امامت۔اصول وآداب
۵۳۔مسنون مساجد۔خادمانِ مساجد کی ذمہ داریاں
۵۴۔قتل کا گناہ اور سماج کی صورتِ حال
۵۵۔زمینات ومکانات
۵۶۔ملٹی لیول مارکیٹنگ۔اقسام واحکام
۵۷۔ذکرِ حبیب ﷺ کی برکات
۵۸۔ووٹر آئی ڈی۔ووٹنگ۔الیکشن
۵۹۔اسلاموفوبیا و فلمی دنیا اور فلم ہمارے ۱۲، کا پوسٹ مارٹم
۶۰۔مضاربت کے جدید احکام
۶۱۔صحبتِ اہل اللہ کی اہمیت وضرورت
۶۲۔تعلیمِ نسوان ومکاتبِ بالغات کی اہمیت
۶۳۔سادات واہلِ بیت کی عظمت ومسئلہ زکوۃ
۶۴۔عظمتِ حفظِ قرآن ومقامِ حفّاظ
۶۵۔قربانی وگاؤکشی۔حقائق اور غلط فہمیاں
۶۶۔قصّاب اور قریشی۔احکام ومسائل